مظلوم نامہ

امام حسینؑ کون ہیں؟

حلقۂ اوّل

مؤلف

نور محمد ثالثی

ناشر

الابلاغ عالمی فاؤنڈیشن نجف اشرف عراق

https://downloadshiabooks.com/

مشخصات کتاب

کتاب : مظلوم نامہ (امام حسینؑ کون ہیں؟)

مؤلف : نور محمد ثالثی

نظر ثانی : حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا شیخ عباس مہدی صاحب

استخراج منابع: حجۃ الاسلام مولانا السید قائم رضا رضوی نجفی صاحب

پیش کردہ: حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید محمد حسینی صاحب

کمپوزنگ: حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا خضر عباس نجفی صاحب

سیٹینگ: حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید علی عباس کراروی صاحب

ناشر : الابلاغ عالمی فاؤنڈیشن نجف اشرف عراق

https://downloadshiabooks.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس ناچیز کاوش کو تمام محبان مظلوم کربلاء حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام سے **منسوب** کرتا ہوں اور اس عمل خیر کے اجر و ثواب میں اپنے جد مادری مرحوم **ریاض حسین** کربلائی اور جد پدری مرحوم **عاشق حسین** صاحبان کو شریک کرتا ہوں اور خدا سے دعا گو ہوں کہ میری ساری اولاد تا قیام قیامت حسینی کردار و عمل کی آئینہ دار رہے بالخصوص اپنے چھوٹے فرزند **خادم حسین** سلّمہ کے لئے دعا گو ہوں کہ وہ صحیح معنوں میں اسم بامسمی ثابت ہو۔ آمین

اہل علم و صاحبان نقد و تبصرہ سے مفید تنقید کی گذارش ہے۔

ثالثی

https://downloadshiabooks.com/

الابلاغ عالمی فاؤنڈیشن

مختصر تعارف

پیغمبر اسلامؐ ارشاد فرماتے ہیں: علم کی زکات اسکی نشر و اشاعت ہے۔ امام جعفر صادقؑ کی حدیث کے مطابق جو عالم اپنے علم سے خود استفادہ کرے وہ ہزار عابد سے بہتر اور جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے ہزار علماء سے برتر ہوتا ہے ۔ اسی طرح کی احادیث پر عمل اور ان میں بیان شدہ مقاصد کے پیش نظر نیز اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے نجف اشرف کے بعض طلاب و افاضل نے ایک گروہ تشکیل دیا جس میں سر فہرست مولانا سید محمد حسینی ہیں جنہوں نے ادارۂ مذکور کی داغ بیل ڈالی جس کا اصل مقصد مومنین کو معارف و علوم اہلبیت علیہم السلام سے روشناس کرانا اور دیگر دینی خدمات پہنچانا ہے۔

مختصر خدمات

ا۔ تعلیم نسواں کی اہم ذمہ داری ادا کرنے کے لئے شہر مظفر نگر ہندوستان میں ایک مدرسہ قائم کیا جو تشنگان علم و معرفت طالبات کو چشمۂ علوم اہل بیتؑ سے سیر اب کر رہا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

۲۔ نجف اشرف اور قم المقدسہ کے افاضل کے زیر نظر ششماہی مجلہ العروۃ الوثقی کا اجراء عمل میں آیا جس میں مختلف ممالک میں مقیم علماء کے مضامین شائع کئے جارہے ہیں۔

۳۔ دینی کتب کی طباعت کرانا جن میں سر فہرست حیات ثانیٔ زہراؑ اور مظلوم نامہ ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

۴۔ مختلف مناسبتوں پر مجالس و محافل کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

۵۔ طلاب نجف کے لئے ہر ماہ زیارت کربلائے معلیٰ کی خاطر بس وغیرہ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

بارگاہ ارحم الراحمین میں دعا ہے بحق چہاردہ معصومین علیہم السلام تمام خدمتگاران دین ومذہب خصوصاً اراکین ادارہ کی خدمات کو شرف قبولیت اور مزید توفیقات عنایت فرمائے اور محبان وعاشقان اہل بیتؑ کو چشمۂ فیض الٰہی سے فیضیاب کرے مومنین سے تعاون اور حوصلہ افزائی کی گزارش ہے۔
والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ادارہ

https://downloadshiabooks.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام حسینؑ کون ہیں؟

امام حسینؑ کی خلقت کا پہلا مرحلہ:

ہماری قدیمی فضائل و معجزاتِ معصومین علیہم السلام پر مشتمل کتاب «دلائل الامامۃ» مؤلفہ ابو جعفر طبری امامی میں ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: «ان اللہ خلقنی و علیا و فاطمة و الحسن و الحسین قبل ان یخلق الدنیا بسبعة آلاف عام۔» بلاشبہ اللہ عزوجل نے مجھے اور علی بن ابی طالبؑ کو اور فاطمہ زہراء صلوات اللہ علیہا کو اور حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو اور حسین شہید کربلا علیہ السلام کو دنیا کی خلقت کے ۷ ہزار برس پہلے خلق فرمایا تھا۔

اس حدیث میں دنیا کی خلقت سے مراد زمین و آسمان، شمس و قمر، سیارے ستارے، ہوا، پانی، سمندر وغیرہ سب ہیں۔ یعنی ان ساری چیزوں سے قبل محمد و آل محمد علیہم السلام کی خلقت ہو چکی تھی۔ مگر وہ خلقت جسمانی نہیں

https://downloadshiabooks.com/

تھی بلکہ خود آگے روایت میں ارشاد ہوتا ہے کہ معاذ نے پوچھ لیا کہ اے جناب رسول خداؐ! جب دنیا ہی خلق نہیں ہوئی تھی پھر آپ لوگ کہاں پر تھے ؟ تو جناب رسول خداؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ دنیا تو خلق نہیں ہوئی تھی لیکن عرش اعظم الٰہی موجود تھا جس کے سامنے ہم اللہ کی تسبیح و تہلیل و تمجید میں مشغول تھے۔ معاذ نے سوال کر لیا کہ پھر آپ کس کیفیت اور شکل و صورت میں تھے تو آنحضرتؐ نے فرمایا: «اشباح نور» ہم عرش الٰہی کے سامنے نور کے سایوں کی طرح خدا کی حمد و ثنا میں مشغول تھے یہ ہماری تخلیق کا گویا پہلا مرحلہ تھا۔

لیکن جب اللہ نے ہماری شکل و صورت بنانے کا ارادہ فرمایا تو سایہ ہای نور کو «صيرنا عمود نور» نور کے ستونوں میں تبدیل کر دیا اور ہم اپنے نورانی ستونوں کے ساتھ تسبیح و تہلیل پروردگار میں مشغول رہے یہاں تک کہ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خلق کر کے ہمارے نور کو ان کے پشت میں منتقل کیا گویا خلقت آدم سے پہلے ہمارا دوسرا مرحلۂ تخلیق، ستون نور کی حیثیت میں تھا۔

https://downloadshiabooks.com/

سعادت و شقاوتِ اقوام:

پھر تیسرا مرحلہ پشت آدم علیہ السلام اور وہاں سے پاکیزہ ارحام و باوقار پشتوں میں ہمارا نور منتقل ہوتا رہا۔ کبھی بھی ہمارے نور کے حامل اشخاص شرک و کفر کی نجاست میں ملوث نہیں ہوئے اور ہمارا نور اصلاب شامخہ و ارحام مطہرہ میں رہتے ہوئے قوموں کی سعادت و شقاوت کا باعث بنتا رہا جو قومیں ہماری عظمت و جلالت پر ایمان لاتی رہیں خوش بخت اور سعید ہوتی رہیں اور جن جن قوموں نے ہماری عظمت و جلالت کا انکار کیا وہ بد بخت اور شقی ہوتی رہیں۔ پیغمبر خداؐ صلب عبد المطلبؑ میں انوار اہل بیتؑ کے منتقل ہونے سے پہلے کی کیفیت یوں بیان کرتے ہیں: «یسعد بنا قوم و یشقی آخرون۔» "ایک گروہ اگر ہمارے ذریعہ سعادت مند اور خوش بخت ہو جائے گا تو دوسرا گروہ (ہم سے بغض کے باعث) بد بخت اور شقی ہو جائے گا"۔

ہماری نورانی تخلیق جب جسمانی تخلیق کے مرحلہ میں آئی تو اللہ نے ہمارے نور کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ پشت عبد اللہؑ سے رحم آمنہ علیہا السلام میں، دوسرا حصۂ نور پشت ابو طالبؑ سے رحم فاطمہ بنت اسد علیہا السلام میں منتقل ہوا۔ روایت میں ایک فقرہ کا اس طرح وارد ہونا معنی رکھتا

ہے پیغمبر خدا فرماتے ہیں: « **ثم اعاد عزوجل العمود الیّ**» پھر اللہ نے ستون نور کو مجھے پلٹا دیا شاید اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت زہراؑ کا مخصوص ستون نور دوبارہ مجھے عطا کیا گیا اور پھر حضرت فاطمہ زہرا کی ولادت ہوئی جس کی تصریح دوسری روایات میں یوں بیان ہوئی ہے کہ حضرت زہراؑ کا نور کسی صلب یا رحم میں منتقل نہیں ہوا بلکہ براہ راست رسول خدا کو شب معراج یہ نور عطا کیا گیا ہے۔

روایت آگے بڑھتی ہے آنحضرت فرماتے ہیں پھر نور کے ستون کو حضرت علی علیہ السلام کے سپرد کیا گیا آنحضرت کے الفاظ سنیے فرماتے ہیں: « **فخرج منه الحسن و الحسين يعني من النصفين جميعا** ۔»

امام حسینؑ خدا کا استثنائی نور:

حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسینؑ کی تخلیق دونوں نور کے سنگم سے ہوئی ہے یعنی حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور حضرت امام حسینؑ کی اصل و حقیقت و ماہیت دو نور سے ہے نور رسالت بھی نور امامت بھی البتہ اس فرق کے ساتھ کہ " **فما كان من نور علی فصار في ولد الحسن** " حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا حصہ نور نسل امام حسن مجتبیٰؑ میں

https://downloadshiabooks.com/

رہاہے۔ « وما کان من نوری صار فی ولد الحسین۔ » اور مجھ نبی اعظمؐ کا حصۂ نور اولاد امام حسین علیہ السلام میں رہا ہے اور یہی نور رسالت ہے جو امامت کی شکل میں تا قیام قیامت حضرت امام حسین علیہ السلام کی نسل میں باقی رہے گا۔ « فھو ینتقل فی الامه (الائمه) من ولده الی یوم القیامه۔ »(1) "اور اسی طرح نور امام حسینؑ ان کی پاک و پاکیزہ اولاد میں تا قیام قیامت منتقل ہوتا رہے گا۔

امام حسینؑ اور ملائکہ کی تخلیق:

حضرت امام حسین علیہ السلام اس دنیامیں تشریف لانے سے پہلے ہی خدا کی عبادت کرتے تھے، تسبیح و تہلیل پروردگار کرتے تھے۔ جناب جابر بن عبداللہ انصاری رسول خداؐ کے فدائی صحابی کا بیان ہے کہ ایک روز میں نے جناب رسول خداؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: « ان اللہ عزوجل خلقنی و خلق علیاً و فاطمة و الحسن و الحسین من نور واحد۔ » ہم پنجتن پاک کو اللہ نے ایک ہی نور سے خلق کیا ہے یعنی حضرات اصحاب کساء میں اولین تخلیق کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے سب ایک جیسے اس لیے ہیں کی سب کو ایک ہی

(1) دیکھئے دلائل الامامہ ص ٦٠ طبع اعلمی بیروت لبنان۔

https://downloadshiabooks.com/

نور سے خدا نے خلق فرمایا ہے اور اس تخلیق کا تعلق دنیا سے نہیں ہے بلکہ یہ خلقت اہل بیتؑ، عالم انوار سے تعلق رکھتی ہے۔

حضرات پنجتن پاکؑ کے مخلص شیعہ اور مونس و پارسا چاہنے والے بھی انھیں کی نورانی تخلیق کا حصہ ہیں، اس لئے کہ شیعیان پنجتن علیہم السلام کے نور کو اللہ نے اس طرح فشار دیا کہ اس نور سے لا تعداد چھوٹے چھوٹے ذرے وجود میں آئے اور وہی ذرات دنیاوی تخلیق میں شیعیان اہل بیت ہیں، ارشاد ہوتا ہے: «فعصر ذلك النور عصرةً۔» پھر اللہ نے اس نور اول کو اس طرح فشار دیا کہ «فخرج منه شيعتنا» اسی نور اول سے ہمارے شیعہ وجود میں آئے اور ہمارے شیعوں کا عالم ذر و عالم انوار میں بس وہی کام تھا جو ہم اہل بیتؑ کیا کرتے رہے ہیں، امام فرماتے ہیں: «فسبّحنا فسبّحوا و قدّسنا و فقدّسوا و هلّلنا و فهلّلوا و مجّدنا فمجّدوا و وحّدنا فوحّدوا ثم خلق الله السموات و الارضين و خلق الملائكة۔» "
ہم نے تسبیح پروردگار کی تو ہمارے شیعوں نے بھی تسبیح پروردگار شروع کر دی ہم نے قدسیتِ الٰہی کا اعلان کیا تو ہمارے شیعوں نے بھی اللہ کی ذات کو مقدس گردانا ہم نے لا الہ الا اللہ کا ورد کرنا شروع کیا تو ہمارے شیعوں نے بھی لا الہ الا اللہ کا ورد کیا ہم نے تمجید و تعریف الٰہی کی تو ہمارے شیعوں نے بھی

https://downloadshiabooks.com/

تمجید و توصیف کی ہم نے وحدانیت خدا کا اعلان کیا تو ہمارے شیعوں نے بھی وحدانیتِ الٰہی کی گواہی دی اس کے بعد افلاک و املاک اور آسمانوں اور زمینوں کی خلقت ہوئی ہے۔ فرشتوں کی خلقت کے بارے میں جناب رسول خداؐ فرماتے ہیں کہ ہم اور ہمارے شیعوں کا نور تو تسبیح و تہلیل و تمجید و تحمید میں مشغول تھا مگر اس کے بعد جب فرشتے خلق ہوئے تو انھیں سالہا سال کچھ آتا ہی نہیں تھا روایت کا فقرہ ہے « مأة عام لا تعرف تسبيحا و لا تقديسا و لا تمجيدا فسبّحنا و سبّحت شيعتنا فسبّحت الملائكة ۔» عالم انوار کے سو سال تک فرشتوں کو تسبیح و تقدیس الٰہی کا سلیقہ ہی نہیں معلوم تھا، ہم اور ہمارے شیعوں نے سکھایا یعنی فرشتگان الٰہی صرف محمد و آل محمد علیہم السلام کے شاگرد نہیں ہیں، شیعیان اہل بیتؑ کے بھی شاگرد ہیں اور کوئی بھی شاگرد بعض خصوصیات میں اپنے استاد سے چاہے جتنا آگے بڑھ جائے استاد، استاد ہوتا ہے، شاگرد، شاگرد ہوتا ہے۔

امام حسینؑ اور شیعیانِ اہل بیتؑ:

اسی روایت کا ایک فقرہ اور بھی بہت زیادہ اہمیت و عظمت کا حامل ہے، رسول اسلامؐ فرماتے ہیں: « ان الله اصطفانا و اصطفىٰ شيعتنا من

https://downloadshiabooks.com/

قبل ان نکون اجساما۔» اللہ نے ہمیں اور ہمارے شیعوں کو جسمانی و مادی خلقت سے پہلے ہی چن لیا تھا جب اس نے ہمیں طلب کیا تو ہم نے لبیک کہا، عبادت کے لیے ہو یا اطاعت اوامر الٰہی کا کوئی مرحلہ ہو۔ جب بھی خدا نے عالم انوار میں ہمیں اور ہمارے شیعوں کو آواز دی ہے ہم نے ضرور لبیک کہا ہے اور ہمارے شیعوں نے بھی« فغفرلنا و لشیعتنا من قبل ان نستغفر اللہ۔[(2)] » لہٰذا خداوند متعال نے ہمیں اور ہمارے شیعوں کو طلب مغفرت کرنے سے پہلے اور توبہ و استغفار کرنے سے پہلے ہی معاف کر دیا ہے۔

امام حسینؑ اور عبادت خدا:

بہر حال وجود مبارک امام حسین علیہ السلام، عالم ارواح، عالم انوار، عالم اشباح، عالم ذر، عالم اظلہ، عالم الست میں ثابت ہے اور صرف وجود مبارک ہی نہیں بلکہ امام حسین علیہ السلام وہاں بھی عبادت پروردگار میں مشغول تھے، تسبیح و تہلیل الٰہی میں مشغول تھے اور اس مطلب کی طرف قرآن مجید میں بھی اشارہ کیا گیا ہے سورہ انبیاء کی آیت ۱۹، ۲۰ میں ارشاد ہوتا ہے: « و لہ من فی السموات والارض، و من عندہ لا یستکبرون عن

(2) البحار، ج۲۶، ص۳۴۳، ح۱۶۔

https://downloadshiabooks.com/

عبادته۔» اللہ کے لئے ہے سب کچھ جو آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت کریمہ کی تلاوت کرنے کے بعد مفضل بن عمر سے سوال کر لیتے ہیں کہ اے مفضل، آسمانوں میں تو فرشتگان الٰہی اور کروبیان ہیں اور زمین میں تمام جنات، انسان اور ہر ذی روح ہے، پھر آخر یہ لوگ کون ہیں جو ان ساری صفوں سے خارج ہیں اور وہ خدا کے پاس ہیں اور لمحہ بھر بھی عبادت الٰہی سے غفلت نہیں کرتے؟ مفضل نے اپنی جہالت تسلیم کر لی اور مولا سے ہی پوچھ لیا اے آقا و مولا آپ ہی بتا دیں وہ کون ہستیاں ہیں؟ تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: «نحن الذین کنا عنده و لا کون قبلنا۔» وہ ہم اہل بیتؑ ہیں جو مقام قرب خدا میں تھے جبکہ کچھ بھی نہیں تھا، نہ آسمان نہ زمین اور نہ ہی املاک و افلاک کچھ بھی نہیں تھا، صرف ہم تھے اور ہم عبادت پروردگار میں مشغول تھے(3)۔

دوسری آیت کریمہ جس میں امام حسین علیہ السلام کے اس زمین پر تشریف لانے سے قبل، عالم انوار میں موجود تھے، کا تذکرہ ہوا ہے وہ سورہ

---

(3) الولایۃ التکوینیۃ لآل محمدؐ، السید علی عاشور، ص۷۱۔

https://downloadshiabooks.com/

زخرف کی آیت ۸۱ ہے، ارشاد قدرت ہوتا ہے: « قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اوّل العابدین۔ » اے ہمارے نبی آپ ارشاد فرمادیجئے کہ اگر خدا کے لئے اتخاذِ اولاد ممکن ہوتا اور خدا کے کوئی بیٹا ہوتا تو میں نے سب سے پہلے عبادت پروردگار انجام دی ہے، سب سے پہلا عبادت گزار میں ہوں، تو خدا کو مجھے اپنی فرزندی میں لینا چاہیے تھا، کیوں عزیرؑ کو؟ کیوں عیسیٰؑ کو؟ کیوں کسی اور کو؟ اس عالم ہستی میں جس نے سب سے پہلے خدا کی عبادت کی ہے وہ سب سے پہلا مخلوق ہے اور وہ سب سے پہلا عابد ہے، تو خدا کو چاہیے کہ اسے اپنا بیٹا بنائے جسے سب سے پہلے پیدا کیا اور وہی سب سے پہلے عبادت کرنے والا ہے۔

اس آیت کے سلسلہ میں امام محمد باقر علیہ السّلام جناب جابر جعفی سے فرماتے ہیں: « یا جابر ان اللہ اوّل ما خلق، خلق محمدًا و عترتہ الھداۃ المھتدین۔ » اے جابر! اللہ نے جو سب سے پہلی شیء خلق کی ہے وہ حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کو خلق کیا ہے۔ « فکانوا اشباح نور بین یدی اللہ عزوجل۔ » تو اہل بیتؑ، خدا کے نزدیک نور کے سایوں اور پیکروں میں تھے۔ جابر نے سوال کرلیا: مولا یہ اشباح نور کیا ہے؟ تو امام نے فرمایا: « ظل النور، ابدان بلا ارواح۔ » سایۂ نور کو اشباح کہتے ہیں، بغیر

https://downloadshiabooks.com/

روح کے اجسام نورانی کو اشباح کہتے ہیں۔ پھر اللہ نے اس نور واحد یعنی نور محمد و آل محمد میں روح کو خلق کر کے پیوست کر دیا تو نبی و آل نبی علیہم السلام خدا کی عبادت کرنے لگے۔ یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے جد بزرگوار اور بقیہ عترتِ طاہرہؑ کی طرح نور ہیں، روح ہیں اور پہلے عبادت گزار ہیں اور اس عبادت کی بنیاد پر خدا کے فرزند بننے کے لائق ہیں، مگر خدا نے کسی کو اپنا بیٹا نہیں قرار دیا ہے، ورنہ امام حسینؑ اور تمام اہل بیت طاہرینؑ اولاد و عترت حق، اور نسل و ذریت خدا کہلاتے[(4)]۔

ایک دو روایت نہیں بلکہ بعض علماء کا یہ کہنا ہے کہ روایات مستفیضہ پائی جاتی ہیں کہ اہل بیت طاہرین علیہم السلام تمام مخلوقات کی خلقت سے پہلے عرش الہی کے ارد گرد اپنے جسم نوری میں تسبیح و تہلیل پروردگار کر رہے تھے، حتیٰ کہ فرشتگان الہی بھی خلق نہیں ہوئے تھے، اس مطلب کو نہ صرف کثیر روایات میں بلکہ معتبر زیارات میں بھی اماموںؑ نے ذکر فرمایا ہے، تا کہ شیعیان اہل بیتؑ اس بات سے کبھی غفلت کا شکار نہ ہوں اور اہل بیت کو اپنے جیسا بشری مخلوق ماننے کی بھی غلطی نہ کریں اور منحرفین کے تال سے تال ملا کر اپنا عقیدہ و ایمان تباہ و برباد نہ کریں۔

---

(4) الکافی للشیخ الکلینی: ج۱، ص۴۴۲۔

https://downloadshiabooks.com/

امام حسینؑ خود نور ہیں:

حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے معتبر سند کے ساتھ وارد معتبر کتابوں میں مذکور زیارت، زیارت جامعہ کبیرہ مشہور ہے اس زیارت معتبرہ میں حضرت امام علی نقیؑ فرماتے ہیں: « **خلقكم الله انواراً فجعلكم بعرشه محدقين**۔» "اے اہل بیت طاہرین علیہم السلام اللہ عزوجل نے آپ لوگوں کو نور خلق فرمایاہے اور اپنے عرش اعظم پر نظر جمائے رکھنے والا بنایاہے " یہاں زیارت میں یہ نہیں کہا جارہاہے کہ اے اہل بیت علیہم السلام آپ کو نور سے پیدا کیا گیا ہے، نہیں بلکہ تمہیں نور ہی پیدا کیا گیا ہے۔ یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام نور سے بھی پیدا ہوئے اور نور پیدا ہوئے ہیں اور اس نورانی خلقت کا تعلق عالم انوار سے ہے، عالم دنیا میں پیکر جسمانی میں اس لئے خلق ہوئے تاکہ ہم ان سے مل سکیں انھیں دیکھ سکیں ان کی بزم میں اٹھ بیٹھ کر استفادہ کر سکیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مجمع اصحاب میں سوال کرلیا گیا کہ اے مولا ذرا یہ تو بتلادیں کہ اس زمین و آسمان کی خلقت سے پہلے آپ لوگ کیا تھے ؟ سوال پر غور کریں زمینوں اور آسمانوں کی خلقت سے پہلے

https://downloadshiabooks.com/

آپ حضرات کیا تھے یہ سوال ہے، تو امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: « کنا انواراً حول عرش اللہ۔» ہم نور تھے ہماری خلقتِ اولیہ نور تھی آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے قبل ہم نور خلق کر دیے جا چکے تھے۔ اس روایت میں بھی امام صادق نے اہل بیت طاہرین علیہم السلام کی خلقت اولیہ کو نور بتلایا ہے۔ نور سے نہیں خود وہ نور خلق ہوئے ہیں [5]۔

امام حسینؑ کا دو نورانی پیکر:

اہل بیت طاہرین علیہم السلام کل بھی عرش اعظم الٰہی کے پاس اپنی تخلیق نوری اور پیکر نوری میں تسبیح و تہلیل پروردگار کر رہے تھے، اور جب جناب رسول خداؐ شب معراج سدرۃ المنتہیٰ سے گزر کر عرش اعظم الٰہی پر پہنچے تب بھی وہاں آپ نے اہل بیت طاہرین علیہم السلام کو اجسام نورانی، پیکر نورانی میں تسبیح و تہلیل کرتا ہوا پایا تھا، اور جب امام حسین علیہ السلام سنہ ۶۱ ھ میں شہید کئے جا رہے تھے اور فرشتوں میں کہرام برپا ہوا تھا، تو اس وقت فرشتوں کی آنکھوں سے حجابات ہٹا دیے گئے تھے، عرش اعظم الٰہی کے پاس چودہ انوار عبادت و تسبیح الٰہی میں مشغول تھے، وسط میں کوکب دُری کی طرح ایک ذات

(5) البحار للمجلسی: ج۲۵، ص۲۱، ح۳۴۔

https://downloadshiabooks.com/

حالتِ قیام میں تھی اور اس وقت خدا نے فرشتوں کو بیک وقت زمین اور عرش دونوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تھا اے میرے فرشتو! گھبراؤ نہیں « انتقم لهذا بهذا القائم » جو چودہ انوار کے وسط میں کوکب دری ہے اس کے ذریعہ سرزمین کربلا پر شہید کئے جارہے مظلوم کا انتقام لوں گا(6)۔

اس موقع پر بھی فرشتوں کو اہل بیت کی خلقت اولیہ کا نوری پیکر دکھلایا گیا تھا کہ جس میں جسمانی و بشری پیکرِ امام حسینؑ سرزمین کربلا پر شہید ہورہا تھا اور نوری پیکرِ امام حسینؑ عرش اعظم پر عبادت میں مشغول تھا۔

تبرکات امامت اور محمد حنفیہ:

علامہ طبرسی رضوان اللہ علیہ کی کتاب " اعلام الوریٰ باعلام الہدیٰ" حیات معصومین علیہم السلام پر ایک مستند کتاب ہے، اس عظیم الشان کتاب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طولانی روایت شہادت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے ہنگام سے متعلق ہے، جس میں حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام، غلام امیر المؤمنین علی علیہ السلام یعنی جناب قنبر سے ارشاد فرماتے ہیں: اے قنبر دیکھو دروازے کے پیچھے آل محمد علیہم السلام کے علاوہ

(6) الکافی للکلینی: ج۱، ص۴۶۵، ح۶ (مصادر میں اکثر جگہ "بهذا انتقم لهذا" ذکر ہوا ہے)

https://downloadshiabooks.com/

کوئی مومن ہے کیا؟ جب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام مطمئن ہو جاتے ہیں تو قنبر سے ارشاد فرماتے ہیں کہ جاؤ میرے بھائی محمد بن حنفیہ کو بلا لاؤ۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اتنی احتیاط کیوں فرما رہے ہیں کہ کوئی غیر ہاشمی مومن دروازے کے پیچھے بھی نہ ہو؟ بہر حال امام معصوم کا یہ اقدام معنی رکھتا ہے اور چونکہ منصب امامت بڑا حساس اور اہم مرتبہ ہے لہٰذا کوئی اس عقیدہ سے منحرف نہ ہونے پائے اور حق، حقدار تک محدود رہے شاید انھیں سب وجہوں سے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اس قدر احتیاطی تدابیر مد نظر رکھ کر محمد حنفیہ کو طلب کر رہے ہیں۔

دوسرا سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ ظالمہ ملعونہ جعدہ کے ہاتھوں زہر خورانی کے بعد امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی حالت بدستور خراب سے خراب تر ہوتی جارہی تھی اور بنی ہاشم سبھی امام کے ارد گرد آمد ورفت کر رہے تھے، ایسا کیا ہوا کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو خاص طور سے محمد بن حنفیہ کو طلب کرنا پڑا اور صرف انھیں کو کیوں؟ یہ وہ سوال ہے کہ جس کے جواب سے اطمینان حاصل کرنا ضروری ہے اور اس طلب سے بھی منصبِ امامت کی اہمیت وعظمت کا اندازہ ہوتا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

حیات خیز کلام:

جناب قنبر کا بیان ہے کہ میں محمد بن حنفیہ کی خدمت میں حاضر ہوا جونہی ان کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے سوال کر لیا: « هل حدث الا خير » خیریت تو ہے کوئی حادثہ تو رونما نہیں ہوا ہے؟ یہ سوال بھی ہمیں اس مطلب کی طرف متوجہ کر رہا ہے کہ شاید اس وقت تک محمد حنفیہ کو حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے زہر خورانی کا علم نہیں تھا، یا اگر تھا تو وہ کوئی بڑا حادثہ تصور نہیں کر رہے تھے، شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ اہل بیت علیہم السلام میں محمد حنفیہ جیسے بزرگوار کو یہ علم تھا کہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو اس سے قبل بھی کئی بار زہر دیا گیا ہے اور کوئی اثر نہیں پڑا تو اس دفعہ بھی ایسا ہی ہو گا۔

جناب قنبرؓ کہتے ہیں کہ میں نے محمد حنفیہ سے کہا کہ آپ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے پاس تشریف لے چلیں کہ انہوں نے آپ کو طلب فرمایا ہے، میرا یہ جملہ سنتے ہی کہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے طلب فرمایا ہے محمد حنفیہ اس قدر تیزی کے ساتھ اٹھے اور میرے ساتھ چل دیے کہ « فعجل عن شسع نعله فلم يسوه » انہوں نے اپنی نعلین کے فیتے اور دھاگے کو ٹھیک نہیں کیا اور چل پڑے۔ اور صرف چل نہیں پڑے بلکہ روایت کا فقرہ

https://downloadshiabooks.com/

ہے « فخرج معی یعدو » وہ میرے ساتھ بیت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی طرف دوڑتے ہوئے چل رہے تھے، اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ جناب محمد حنفیہ کے دل میں امام حسن مجتبیٰؑ کی کتنی عظمت تھی۔

جناب محمد بن حنفیہ، حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ کر امام کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں اور سیدھا کھڑے ہونے کے بعد، امام کو سلام کرتے ہیں، جواب سلام کے بعد، امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام بیٹھ جانے کا حکم دیتے ہیں اور ایسا جملہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس سے محمد حنفیہ کی بڑی عظمت و جلالت اور علمی حیثیت کا پتہ چل جاتا ہے، امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: « اجلس فلیس یغیب مثلك عن سماع کلام » اے بھائی محمد بیٹھ جاؤ کہ تم جیسے شخص کو ایسے کلام کے سننے سے غائب نہیں رہنا چاہیے کہ جو کلام « یحیی به الاموات و یموت به الاحیاء » اس قدر اہمیت اور قدرت و توانائی رکھتا ہے کہ جس کے ذریعہ مُردوں کو زندہ، اور زندوں کو موت دی جاسکتی ہے۔

معصوم امام علیہ السلام کے کلام کی عظمت و توانائی اور قدرت کو ملاحظہ فرمائیں کہ کلام امام معصوم میں وہ قدرت ہوتی ہے کہ کلام، مردوں کو

https://downloadshiabooks.com/

زندہ کر سکتا ہے اور زندوں کو موت کی نیند سلا سکتا ہے، تو پھر صاحب کلام یعنی امام معصوم کے اختیارات و تصرفات کا کیا عالم ہو گا۔ خدا کے بعد خلق و خلائق خدا میں جس کو مکمل طور پر خدا کی طرف سے تصرف کا حق دیا گیا ہے، وہ ہمارے معصومین علیہم السلام ہی ہیں۔ وہ تو مردوں کو زندہ کرتے ہی ہیں، اور زندوں کی نماز پڑھ دیں تو مردہ ہو جائے۔ یہاں کلام معصوم کی بات چل رہی ہے کہ کلام معصوم سے مردہ، زندہ ہو سکتا ہے، اور زندہ، مردہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ کوئی غلو و ارتفاع اور تعجب کا مقام بھی نہیں ہے، قرآن مجید کی آیتیں اور سورے کلام الٰہی ہیں۔ ان سوروں و آیتوں کے ذریعہ جب غیر معصوم کی تلاوت سے مردے، زندہ ہو سکتے ہیں تو پھر کلام معصوم کے ذریعے مردے، زندہ کیوں نہیں ہو سکتے؟

یہاں جناب محمد حنفیہ کی لیاقت و استعداد پر بھی توجہ کی ضرورت ہے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اے محمد حنفیہ تمہیں ایسے موقعے سے غائب ہونا تمہارے شایان شان نہیں ہے اس لئے کہ جہاں ایسے کلام ہو رہے ہوں کہ جس کے ذریعہ مردوں کو زندہ کیا جا سکتا ہے وہاں تمہارا بھی ہونا ضروری ہے گویا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کہنا چاہتے ہیں کہ اے محمد حنفیہ تم

https://downloadshiabooks.com/

اس قدر توانائی اور صلاحیت رکھتے ہو کہ تمہیں ایسا کلام سکھا دیا جائے جس کے ذریعہ مردہ کو زندہ کیا جاسکتا ہے۔

فرزندان امیر المومنینؑ ظروف علم و دانش ہیں:

پھر امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام محمد حنفیہ اور تمام حاضرین سے جو سب کے سب اہل بیت طاہرینؑ میں سے تھے، سب کے سب ہاشمی تھے، فرماتے ہیں کہ: « کونوا اوعیة العلم و مصابیح الدجیٰ » تم سب کے سب ظرف علم و دانش ہو، جاؤ تم سب کے سب تاریکیوں میں روشنئ دانش کا چراغ بن جاؤ، ظاہر ہے کہ افراد خاندان وحی سبھی جہالت کی تاریکیوں میں علم و دانش کا چراغ تھے، کوئی کم تو کوئی زیادہ، اس لیے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام خود اس مطلب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: « فان ضوء النهار بعضه اضوأ من بعض۔ » اس لیے کہ دن کی روشنی کبھی کسی دن کم ہوتی ہے تو کبھی زیادہ ہوتی ہے، کسی دن آسمان صاف ہو تو زیادہ اجالا ہوتا ہے اور اگر بدلی یا گردو غبار ہو تو کم اجالا ہوتا ہے۔

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اس کلام کے ذریعہ یہ آشکار کرنا چاہتے ہیں کہ ہم تمام فرزندان امام علی علیہ السلام سب کے سب دن کے مانند علم و دانش

https://downloadshiabooks.com/

کا اجالا ہیں، حکمت و معرفت کے روشن دان ہیں، کوئی کم تو کوئی زیادہ، ظاہر سی بات ہے کہ امام معصوم کے علم و دانش اور غیر معصوم کے علم و دانش میں بڑا فرق ہوتا ہے مگر جو تالی تلو معصوم ہوتا ہے اس کے بھی علم کی گہرائی و گیرائی کم نہیں ہوتی معصوم کے علم و دانش میں اور غیر معصوم کے علم میں فرق ضرور ہے، مگر بہر حال تمام فرزندان امیر المؤمنین علیہم السلام، علم و دانش سے مالا مال تھے کہ جن میں سے ایک محمد حنفیہ بھی ہیں۔

اس کے بعد امام مجتبیٰ علیہ السلام ایک حقیقت کی طرف اور خدائی فیصلہ کی طرف محمد حنفیہ کو متوجہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں « اما علمت ان اللہ عزوجل جعل ولد ابراھیم ائمۃ، و فضّل بعضھم علی بعض۔» کہ اے محمد کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ اللہ عزوجل نے فرزندان و خاندان ابراہیم خلیل علیہ السلام کو ائمہ قرار دیا ہے اور انھیں سربراہی سونپنے کے باوجود بعض کو بعض پر برتری و فضیلت بخشی ہے؟

منصب امام عہد الٰہی ہے:

اس جملے میں بھی غور و فکر کی ضرورت ہے اس لئے کہ امام مجتبیٰ علیہ السلام ایک ایسا جملہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ جو بظاہر قرآن مجید کی آیت « لا

ینال عھدی الظالمین » [7] "میرے عہدہ امامت تک ظالموں کی رسائی نہ ہو گی" سے ٹکرا رہا ہے، قرآن کہہ رہا ہے کہ اے ابراہیم ہم آپ کی ذریت میں امامت کا منصب و عہدہ رکھیں گے، مگر آپ کی نسل کے ظالموں کو یہ منصب نہیں ملے گا۔ جبکہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: « ان اللہ عزوجل جعل ولد ابراھیم ائمة » کہ اللہ نے فرزندان ابراہیم خلیل خدا کو ائمہ قرار دیا ہے۔ یعنی سارے فرزندان ابراہیم علیہ السلام امام ہیں، لیکن معصوم امام کا کلام، کلام الٰہی سے ٹکرا رہا ہو ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، بلکہ یہاں فرزندان ابراہیم کو امام قرار دینے سے مطلب، رہنما و قائد اور سربراہ امت قرار دینا ہے، نہ کہ سب کے سب کو معصوم امام قرار دینا مراد ہے، اور اس کی دلیل خود امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا آگے کا فقرہ ہے فرماتے ہیں: « و فضّل بعضھم علی بعض » کہ فرزندان ابراہیم علیہ السلام میں بعض کو بعض پر فضیلت و برتری حاصل ہے جب کہ ہم جانتے ہیں کی فرزندان ابراہیم میں ہونے والے امامانِ معصوم سب کے سب برابر تھے، علم و دانش، طہارت و عصمت، اور تصرفات و اختیارات میں کوئی کسی سے کم نہ تھا۔

---

(7) سورۂ بقرہ: آیت ۱۲۴۔

https://downloadshiabooks.com/

منصب امام اور منصب رسالت میں ایک اہم فرق:

لہٰذا ماننا پڑے گا کہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے کلام میں فرزندان ابراہیمؑ کو ائمہ بنانے کا مطلب، حکام و سربراہ قرار دینا ہے، یا پھر ائمہ سے مراد رہنمائی خلائق ہے، کہ ابراہیمؑ کی اولاد میں بادشاہ اور نبی ہوتے رہے ہیں اور نبیوں میں بھی فرق رہا ہے سورہ بقرہ کی آیت ۲۵۳ کلام امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی مکمل تائید کرتی ہے کہ جس منصب میں بعض کو بعض پر برتری و فضیلت حاصل ہے، وہ منصب امامت نہیں منصب نبوت و رسالت ہے، قرآن کا ارشاد گرامی ہے: « تلك الرسل فضّلنا بعضهم على بعض » ان رسولوں کو ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت و برتری دی ہے اور یہی امام مجتبیٰ علیہ السلام بھی فرماتے ہیں کہ اللہ نے فرزندانِ ابراہیم کو سربراہ خلائق بنایا ہے اور ان میں بعض کو بعض پر فضیلت و برتری عطا فرمائی ہے۔

ایک اور دلیل اس بات کے اوپر کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرزندان ابراہیم کو ائمہ قرار دینے کا مطلب، انبیاء قرار دینا مراد لیا ہے کیونکہ سارے انبیاء اپنی اپنی امتوں کے امام اور سربراہ تھے، یہ ہے کہ قرآن مجید نے « تلك الرسل فضّلنا بعضهم على بعض » کہنے کے بعد

https://downloadshiabooks.com/

چند بڑے نبیوں کا تذکرہ کیا ہے، جیسے حضرت موسی علیہ السلام کے لیے فوراً ارشاد ہوتا ہے: « منهم من كلّم الله » ان رسولوں میں بعض نے خدا سے باتیں کی ہیں اور وہ ہمارے آخری نبی حضرت محمد مصطفیؐ اور حضرت موسی علیہ السلام ہیں۔ ویسے تو فرشتوں کے واسطے سے سارے نبی کلیم اللہ تھے مگر بلاواسطہ اللہ نے حضرت موسیٰؑ اور ہمارے نبیؐ سے بات کرنے میں فرشتوں کو واسطہ نہیں بنایا تھا۔ حضرت موسیٰؑ کے لئے ارشاد ہوا « و كلم الله موسى تكليما » اور ہمارے نبیؐ کے لیے وہاں جہاں جبریل بھی ایک انگشت کے برابر آگے نہیں جاسکتے تھے ارشاد ہوا: « فاوحى الى عبده ما اوحى »[(8)] "اللہ نے براہ راست اپنے بندہ کو جو بھی وحی کرنی چاہی کی "یعنی فرشتوں کو واسطہ نہیں بنایا تھا۔

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے بھی فرزندان ابراہیمؑ کے ائمہ قرار دیے جانے سے مراد نبیوں اور رسولوں کو لیا ہے۔ اسی لئے « و فضّل بعضهم على بعض » کہنے کے بعد نہ موسیٰؑ کا ذکر نہ عیسیٰؑ کا ذکر، کیونکہ قرآن مجید نے تو ان دونوں نبیوں کا خصوصی ذکر، عمومی ذکر کے بعد کر ہی دیا

(8) سورۂ نجم: آیت ۱۰۔

https://downloadshiabooks.com/

ہے۔ اب کسی اور خاص نبی اور خاص پہلو کا ذکر ضروری تھا لہذا امام مجتبیٰ علیہ السلام نے بلا فصل فرمایا: « **و آتی داؤد زبورا** » اور اللہ نے حضرت داوٗد علیہ السلام کو زبور سے نوازا اگر بات اماموں کی تھی تو حضرت داوٗد کا ذکر بیچ میں کہاں سے آگیا؟ وہ تو نبی تھے، امام تو نہ تھے۔ لہذا پتہ چلا کہ مذکورہ کلام امام مجتبیٰ میں ائمہ سے مراد انبیاءؑ ہیں۔

قرآن مجید نے حضرت موسیٰؑ کے بعد « **ورفع بعضهم درجات** » کا عمومی تذکرہ کیا ہے، مگر پھر حضرت عیسی علیہ السلام کا تذکرۂ خاص کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے « **و اٰتینا عیسیٰ بن مریم البینات** [9] » اور ہم نے حضرت عیسی فرزند مریم کو روشن نشانیاں اور آشکارا معجزات عطا کیے ہیں۔ اور یہاں امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام محمد حنفیہ سے فرماتے ہیں کہ اے محمد تم تو جانتے ہی ہو کہ « **و قد علمت بما استأثر الله محمدا** ﷺ » اللہ نے محمدؐ کو سارے انبیاءؑ و مرسلینؑ پر فوقیت عطا فرمائی ہے۔ یہاں پر بھی نبی کریم کا تذکرہ ہے جو کہ فرزندان ابراہیم میں اقدار کے اعتبار سے حضرت ابراہیم کے سب سے بڑے بیٹے ہیں، جس سے پتہ چلا کہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے «

---

(9) سورۂ بقرہ: آیت ۲۵۳۔

https://downloadshiabooks.com/

اما علمت ان الله عزوجل جعل ولد ابراهيم ائمة» سے رہبرانِ خلائق، حجت ہائے خلق اور انبیاء و مرسلینؑ کو مراد لیا ہے۔

امام مجتبیٰ علیہ السلام اپنی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے حضرت محمد حنفیہ کے ایمان و عقیدے کے تحفظ کی بات کرتے ہیں اور ان کے مضبوط عقیدہ و ایمان کی گواہی کے طور پر فرماتے ہیں « یا محمد بن علی انی لا اخاف علیك الحسد» اے محمد! مجھے تمہارے سلسلہ میں حسد کا کوئی خوف ہے ہی نہیں، جس بندے کے حق میں امام مجتبیٰ علیہ السلام نفی حسد کر رہے ہیں وہ بھلا سب سے بڑے منصب (امامت) کے سلسلہ میں کیونکر حسد کا شکار ہو سکتا ہے، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام گویا ضمانت دے رہے ہیں کہ محمد حنفیہ کبھی معمولی حسد کا بھی شکار نہیں ہوں گے، چہ جائے کہ منصب امامت پر حسد کر بیٹھیں۔

آگے ارشاد فرماتے ہیں کہ حسد کرنا کسی مومن کا شیوہ ہی نہیں ہے بلکہ حسد کرنے والے تو کافر ہوا کرتے ہیں۔ « انما وصف الله عزوجل به الكافرين۔ » اس صفت سے تو خدا نے کافروں کو متصف کیا ہے۔ اور تم تو کلِّ ایمان کے فرزند ہو۔

https://downloadshiabooks.com/

محمد حنفیہ عصمتِ صغریٰ پر فائز تھے:

محمد حنفیہ کی عظمت کا دوسرا فقرہ سنیے امام مجتبیٰ علیہ السلام آیت کریمہ «كفارا حسدا من عند انفسهم[10]» کی تلاوت کرنے کے بعد فرماتے ہیں: «و لم يجعل الله للشيطان عليك سلطانا» اور اللہ نے شیطان کو تو آپ کے اوپر مسلط ہی نہیں کیا ہے۔ یہ فقرہ حضرت محمد حنفیہ کی عصمت صغری کی دلیل ہے۔ جناب محمد حنفیہ معصوم تو نہیں تھے مگر عصمت صغریٰ کے مالک تھے اور شیطان کا کوئی تسلط جناب محمد حنفیہ پر نہ ہونے کی گواہی معصوم امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام دے رہے ہیں، اور صاف لفظوں میں کہہ رہے ہیں کہ اے محمد حنفیہ خدا نے تمہارے اوپر شیطان کو مسلط کیا ہی نہیں ہے، گویا محمد حنفیہ پاکیزگی اور وسوسۂ شیطانی سے دوری کا وہ آسمان ہیں کہ جہاں شیاطین پر نہیں مار سکتے ہیں اور قرآن مجید نے صاف لفظوں میں اعلان کیا ہے «انما سلطانه على الذين يتولّونه[11]» شیطان ان لوگوں کے اوپر سوار ہوتا ہے جو

---

(10) سورۂ بقرہ: آیت ۱۰۹۔

(11) سورۂ نحل: آیت ۱۰۰۔

https://downloadshiabooks.com/

شیطان کی ولایت کے ماننے والے ہوتے ہیں، لیکن جو کلِّ ایمان کا صرف ماننے والا ہی نہیں بلکہ جگر گوشہ ہے، بیٹا ہے، بھلا اس پر شیطان کیونکر مسلط ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد امام مجتبیٰ علیہ السلام، محمد حنفیہ سے ایک حدیث خاص کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جس کو امام علی علیہ السلام نے جنگ جمل کے روز شہر بصرہ میں محمد حنفیہ کی غیر موجودگی میں امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا تھا،وہ عظیم تاریخی دن کہ جس میں ہزاروں مسلمان موت کی نیند سلا دئے گئے تھے، حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ آپ کے سارے فرزندان موجود تھے، محمد حنفیہ بھی تھے لیکن جس وقت امام امیر المومنین علیہ السلام اس حدیث کو بیان فرمارہے تھے، اس وقت آپ کے قریب محمد حنفیہ موجود نہ تھے، یا وہ معرکۂ کارزار میں تھے یا مقدمات جنگ فراہم کر رہے تھے۔

مولا امام مجتبیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اے بھائی محمد کیا میں تمہارے بارے میں وہ بات نہ بیان کردوں کہ جسے بابا نے تمہارے بارے میں یوم بصرہ یعنی جنگ جمل کے روز معرکۂ کارزار میں ارشاد فرمایا تھا؟ محمد حنفیہ

https://downloadshiabooks.com/

نے کہا ہاں بھیا بیان کیجئے، تو امام نے فرمایا کہ میں نے بابا سے سنا تھا کہ آپ فرما رہے تھے: «من احبّ ان یبرّنی فی الدنیا و الآخرۃ فلیبرّ محمدا۔» جو شخص چاہتا ہے کہ میرے ساتھ نیک سلوک کرے میرے حق میں دنیا اور آخرت دونوں میں نیکی کرے تو اسے چاہیے کہ، وہ میرے لال محمد حنفیہ کے حق میں نیکی کرے اور اس کے حق میں نیک سلوک روا رکھے۔

عظمت محمد حنفیہ کی معراج نہیں ہے تو اور کیا ہے کہ امام امیر المومنین علیہ السلام اپنے ساتھ دنیا اور آخرت دونوں میں نیکی کرنے کو محمد حنفیہ کے ساتھ نیکی و بہترین سلوک روا رکھنے کو وابستہ کر رہے ہیں، یہ کلام امام علیہ السلام بھی حضرت محمد حنفیہ کی عظیم شان و شخصیت کو اجاگر کرنے میں مددگار ہے، آج بھی جناب محمد حنفیہ کے ساتھ نیکی کا سلوک کر کے ہم حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حق میں نیکی کا سلوک کر سکتے ہیں اور وہ ہے محمد حنفیہ سے محبت، ان کے حق میں ہونے والے اعتراضات کا دندان شکن جواب اور فضائلِ محمد حنفیہ کا تذکرہ وغیرہ۔

امام معصوم علیہ السلام کو اللہ نے اولین و آخرین کا علم دیکر بھیجا ہوتا ہے۔ وہ لوگوں کے صرف مافی الضمیر سے ہی واقف نہیں ہوتا بلکہ لوگوں کی

https://downloadshiabooks.com/

خلقت کے پہلے سے بھی واقف ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ نے ساری کائنات کو معصومین علیہم السلام کی نظارہ گری میں خلق فرمایا ہے اور رہتی دنیا تک کون کون شقی و سعید، مؤمن و کافر، حق پرست اور باطل کا دلدادہ ہو گا سب کا علم انھیں اسی طرح ہوتا ہے، جیسے کہ اللہ کو ساری خلائق کے خلق کرنے سے پہلے علم ازلی ہے۔ بس عبد و معبود اور ذاتی ولدنی علم کے فرق کے ساتھ۔

امام معصوم کا ہمہ گیر علم:

حضرت محمد حنفیہ سے حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: « یا محمد بن علی لو شئت ان اخبرك و انت نطفة فی ظهر ابیك لأ خبرتك۔ » اے محمد حنفیہ میں آپ کے سلسلہ میں اگر چاہوں تو اس وقت کے حالات اور آپ کے وجودی مراحل طے کرنے کی کیفیت کو بیان کروں، جبکہ آپ اپنی ماں کے شکم میں منتقل نہیں ہوئے تھے، بلکہ اپنے پدر گرامی جناب امیر المومنین علیہ السلام کی صلب اطہر میں تھے، تو میں بیان کر سکتا ہوں امام معصوم صرف افلاک و املاک کا علم نہیں رکھتا، بلکہ ذرات و ذرکا بھی علم رکھتا ہے۔ اور ان ذرات پر کیا بیتنے والی ہے اس سے بھی باخبر ہوتا ہے۔ حضرت امام مجتبیٰ علیہ السلام نے اس قدر تمہید باندھی ہے اور یہ صرف تمہید

https://downloadshiabooks.com/

نہیں بلکہ حقائق کا بیان ہے جس کو مقدمۃً امام نے بیان کرنے کے بعد جس مقصد کے تحت محمد حنفیہ کو طلب کیا تھا اب اس کا تذکرہ کر رہے ہیں آپ فرماتے ہیں: «یا محمد بن علی اما علمت ان الحسین بن علی امام من بعدی۔» اے محمد حنفیہ کیا آپ کو علم نہیں ہے کہ حسین بن علی تمہارے بھائی، میرے بعد امام و حجت خلائق ہیں اگر بالفرض مان بھی لیا جائے کہ محمد حنفیہ نے امامت کا دعوی کیا تھا تو یہ دعوی کب کیا تھا؟

یہ ظاہری دعویٰ شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد کا ہے اور وہ بھی امام سجاد علیہ السلام کی امامت کو اجاگر کرنے کے لیے اور شکوک و شبہات کو دور کرنے کے لئے تھا اور یہاں امام حسن مجتبیٰ اپنی حیات میں محمد حنفیہ کو اپنے بھائی حسین بن علیؑ کی امامت کے بارے میں گوش گزار کر رہے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ صرف امام حسین علیہ السلام کی امامت کو برملا کرنا اور اپنوں اور پرایوں کے سامنے امام حسین علیہ السلام کی حجیت و عصمت اور امامت کا تعارف کرانا مقصود ہے بس، اور اس بات کی دلیل کہ صرف امام حسین کی امامت کو آشکار کرنا اور منصوب کرنا مقصود ہے خود کلام امام مجتبیٰؑ سے آشکار ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام مجتبیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ کو علم تھا کہ اس کی بہترین مخلوق کون کون ہے، لہذا اس نے ساری خلائق میں اور ہم اہل بیتؑ میں حضرت محمد مصطفیٰؐ کو منتخب کر لیا اور انھیں خاتم النّبیین سید المرسلین اور اشرف الخلائق اجمعین بنادیا اور محمد مصطفیٰؐ نے اپنے لئے حضرت علیؑ کو امام الخلائق بنایا اور امام علیؑ نے مجھے منتخب فرمایا « اخترت انا الحسین۔» اور میں حضرت حسین بن علیؑ کو چنتا ہوں کس لئے ؟ امامت تو خدائی منصب ہے اور اس کا عطا کرنے والا خدا ہے تو پھر امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کیا فرمارہے ہیں؟ جواب یہ ہے کہ امام کا کام ہے لوگوں کے سامنے خدائی منصب دار کا آشکار و اعلان کرے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام روز آخر حیات امام حسینؑ کو امام نہیں بنارہے ہیں بلکہ ان کی امامت کا اعلان کر رہے ہیں جس طرح جناب رسول خداؐ نے میدان غدیر میں امام علیؑ کو امام خود بنایا نہیں تھا بنایا تو خدا نے تھا نبیؐ اعلان کر رہے تھے۔

اس موقع پر امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے محمد حنفیہ عرض کرتے ہیں یہ عرض نہیں بلکہ عرض ادب و عرض دین و عقیدہ ہے محمد حنفیہ فرماتے ہیں: « انت امامی و سیدی و انت وسیلتی الی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم » اے بھیا حسن ابھی تو آپ زندہ و سلامت ہیں آپ ہی میرے امام و مولا و آقا ہیں آپ

https://downloadshiabooks.com/

ہی بارگاہ محمد مصطفیؐ میں رسائی کا میرا وسیلہ ہیں۔ ابھی آپ میرے امام ہیں یہ ساری باتیں جو آپ نے ارشاد فرمائی ہیں، یہ سب میرے دل کی باتیں تھیں بس آپ کی زبان اقدس پر جاری ہوئی ہیں میں ان ساری باتوں کو خود آپ کے سامنے اظہار کرنا چاہتا تھا لیکن آپ نے سبقت فرمائی بالکل ویسے ہی جیسے قرآن مجید نے مستقبل کی ایک ایک بات ہونے سے پہلے بیان کر دی ہے۔

حضرت محمد حنفیہ اور مدح امام حسینؑ:

اور پھر جو عقیدہ و ایمان محمد بن حنفیہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے سلسلہ میں آشکار کرتے ہیں، اس کا ایک ایک جملہ شاندار گہرے معنی دیتا ہے۔ ترجمہ پر اکتفاء کرتا ہوں۔ محمد حنفیہ نے کہا: «**الحسین اعلمنا علما** ۔» حضرت امام حسینؑ ہم تمام خاندان علوی میں سب سے زیادہ علم و دانش کے مالک ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ ہم سارے ہاشمی علم و دانش کا روز روشن ہیں۔ کسی کا نور علم کم تو کسی کا نور علم زیادہ روشن و چمکدار ہے۔ لیکن بھیا میں آپ کے سامنے اعلان کر رہا ہوں، حضرت حسین بن علی کا علم و دانش ہم تمام برادران میں بلکہ تمام علماء بنی ہاشم میں سب سے زیادہ ہے۔ « **و اثقلنا حلمًا** ۔ » "حضرت امام حسینؑ ہم سب بھائیوں اور ہاشمیوں میں سب سے زیادہ عقل و

https://downloadshiabooks.com/

خرد والے اور سب سے زیادہ حلیم اور بردبار ہیں" یہاں پر حلماً کو دو طرح سے پڑھا جاسکتا ہے اگر حلم بالکسر پڑھیں تو مطلب یہ ہوگا کہ اے بھائی حسن، حسین بن علی کی حلم و بردباری بڑی سنگین ہیں، ان کے مانند کوئی حلیم اور بردبار ہو ہی نہیں سکتا بھلا کون امام معصوم کی بردباری کے وزن کو برداشت کر سکتا ہے اور اگر حلم بالضم ہے تو حلم کہتے ہیں عقل و خرد کو، مطلب یہ ہے کہ جو عقل و خرد اللہ نے امام حسین علیہ السلام کو سونپی ہے، وہ اس قدر سنگین ہے کہ حسین بن علیؑ کے علاوہ کوئی اس بوجھ کو اٹھانے کی قدرت نہیں رکھتا ہے۔ وہ عقل کل ہیں اور کل عقل ہیں۔ بھلا ان کی برابری کون کر سکتا ہے!۔

« اقربنا من رسول اللہ رحمًا » حضرت امام حسین علیہ السلام، ہم تمام ہاشمیوں میں سب سے زیادہ رسول خداؐ سے رحم و رشتہ داری کے اعتبار سے قریب تر ہیں۔ وہ آپ کی طرح فرزند رسول خداؐ ہیں فرزند علیؑ و بتولؑ ہیں ان سے زیادہ بھلا کون ہے جو رسول خدا سے زیادہ قرب رکھتا ہو سوائے آپ دونوں بھائیوں کے، میں فرزند علیؑ ضرور ہوں مگر فرزند زہراءؑ تو نہیں ہوں، فرزند رسول خداؐ تو نہیں ہوں۔

https://downloadshiabooks.com/

اس کے بعد جناب محمد حنفیہ اپنے عقیدۂ امامت کی گہرائیوں کو برملا کر دیتے ہیں اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے سلسلہ میں اپنی عقیدت و حقیقت ایمانی کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: « کان اماما قبل ان یُخلق۔ » میرے بھائی حسین تو اپنی خلقت ظاہری اور وجود جسمانی سے پہلے ہی امام تھے گویا محمد حنفیہ کہنا چاہتے ہیں کہ اے بھیا حسنؑ آپ مجھ سے ارشاد فرما رہے ہیں کہ میرے بعد حسینؑ تمہارے امام ہوں گے، لیکن بھیا میں اپنے بھائی حسینؑ کی اس وقت سے امامت کا قائل ہوں جبکہ میرے بھائی کا وجود ظاہری بھی خلق نہیں ہوا تھا۔

یہی نہیں بلکہ محمد حنفیہ کہنا چاہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام امام ہی خلق ہوئے ہیں اور منصب امامت لے کر آئے ہیں، نبی ہو یا امام، دنیا میں آ کر منصب دار نہیں ہوتا ہے، بلکہ صاحب منصب خلق ہوتا ہے، عالم ذر میں امام بنایا جا چکا ہوتا ہے۔ دنیا میں تو اس کی امامت کا اظہار و اعلان ہوتا ہے۔

محمد حنفیہ، امام حسینؑ کے سلسلہ میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں دوسرے جملے سے بھی بے حد آشکار ہے وہ فرماتے ہیں: « و قرأ الوحی قبل ان ینطق » بھائی حسنؑ، میں تو اپنے بھیا حسینؑ کو وحی اور لوح محفوظ کی تلاوت

https://downloadshiabooks.com/

کرنے والا اس وقت سے مانتا ہوں، جب کہ میرے بھیا حسین بظاہر بول نہیں سکتے تھے، یہ فرزند علی و بتول ہیں۔ گہوارے سے لوح محفوظ کی تلاوت کرنے والے ہیں۔ کہاں بھائی حسینؑ اور کہاں میں! میں کیا کوئی بھی اعلی خاندان بنی ہاشم بھی میرے بھیا حسینؑ کی برابری نہیں کر سکتا۔

اے بھائی حسنؑ! اگر اللہ عزوجل کے علم ازلی میں ہمارے خاندان سے زیادہ کرامت و عظمت، شرافت و جلالت والا کوئی خاندان ہوتا تو خداوند متعال حضرت محمد مصطفیؐ کو ہم میں سے نہ چنتا، اور نہ ہی حضرت محمد مصطفیؐ، حضرت امیر المومنینؑ کو امام بناتے، اور نہ ہی امیر المومنین علیہ السلام آپ کی امامت کا اعلان کرتے، اور نہ ہی آپ میرے بھائی حسینؑ کی امامت کا اعلان فرماتے یہ سارے انتخابات و انتصابات ہمارے خاندان کی شرافت و عظمت ہے۔ اے بھائی حسن! «سلّمنا و رضینا بمن هو الرضا» صرف میں ہی نہیں بلکہ ہم سب لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کی امامت و قیادت امت کے سامنے تسلیم ہیں اور جس میں خدا اور رسولؐ اور آپ کی رضا و خوشنودی ہے ان سب سے راضی و خوشنود ہیں «و بمن نسلم به من المشکلات» اور اُس امام والا تبار حضرت حسینؑ سید سالار کی سرداری و امامت کے سامنے سر

https://downloadshiabooks.com/

تسلیم خم کرتے ہیں، کہ جن کی بدولت تمام مشکلات سے نجات و سلامتی حاصل ہوتی ہے[12]۔

خدا پسند پرسہ:

جناب علامہ مجلسی نے بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۴۲ پر حضرت آدم علیہ السلام کے ایک واقعہ کو نقل کیا ہے روایت مرسل ہے مگر کوئی فرق نہیں پڑتا، اس لیے کہ صدور روایت پر اگر اطمینان ہو جائے تو فضائل و معجزات کے باب میں مرسل روایت بھی قابل قبول ہوا کرتی ہے۔ خاص طور سے جب نقل کرنے والا اپنے فن میں منجھا ہوا ہوں اور قابل اعتبار شخص نقل کر رہا ہو۔ اس روایت میں امام حسین علیہ السلام کی خلقت ظاہری و جسمانی سے پہلے کا سب سے پہلا واقعہ جو روئے زمین پر رونما ہوا ہے، اس کا بیان ہے:

حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے ہندوستان میں اللہ نے آدم علیہ السلام کو آخری کنارے سراندیپ کی وادی میں اتارا یکہ و تنہا ساری دنیا میں ایک آدمی بحکم خدا زوجہ کے فراق میں اور جنت کے فراق میں روتا پیٹتا دو سو سال کے عرصۂ طویل کے بعد سرزمین حجاز پر پہنچا، کوہ صفا پر

(12) اعلام الوریٰ بأعلام الھدی، الشیخ طبرسی: ج ۱، ص ۴۲۲، فصل ثانی۔

https://downloadshiabooks.com/

ٹھہرا، لیکن ہندوستان سے گزرتے ہوئے حضرت آدم کا سفر سرزمین عراق سے ہوا، حضرت آدم، حضرت حوا کو ادھر ادھر ڈھونڈتے ہوئے جب سرزمین کربلا سے گزرے تو غم والم میں اضافہ ہو گیا اور دل ڈوبنے لگا بظاہر بے سبب بے چین ہونے لگے۔ اب تک کہیں ایسا نہیں ہوا تھا اور کسی سرزمین پر انھیں ایسی دلی تکلیف نہیں پہنچی تھی روایت کا فقرہ ہے: « مرّ بکربلاء فاغتمّ و ضاق صدره من غیر سبب۔ » بہر حال سرزمین کربلا سے گزر رہے تھے، دل پریشان تھا کہ یکایک حضرت آدم کو ٹھیس لگی پیر زخمی ہو گیا اور خون بہنے لگا۔ « و عثر فی الموضع الذی قتل فیه الحسین حتی سال الدم من رجله » حضرت آدم علیہ السلام کو اسی مقام پر ٹھوکر لگی جس مقام پر امام حسینؑ کو شہید کیا گیا ہے یہاں تک کہ آپ کے پیر سے خون جاری ہو گیا۔

ظاہر ہے کہ ایک وہ شخص جو کسی خطا کے باعث پہلے ہی سرزنش کیا جا چکا ہو اور اس کی سزا بھگتنے کے لئے جنت سے زمین پر اتار دیا گیا ہو اور سالہا سال اپنے ہمسفر کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہو اگر ایک بار پھر اسے کوئی ایسا صدمہ پہنچ جائے کہ خون تک جاری ہو جائے تو اس کو یقیناً یہ خیال آجائے گا کہ کہیں دوسری بڑی غلطی تو نہیں کر بیٹھا ہے ایسا ہی حضرت آدم علیہ السلام کے

https://downloadshiabooks.com/

ذہن میں سوال پیدا ہوا لہذا سر آسمان کی طرف بلند کر کے فریاد کرنے لگے پالنے والے: «هل حدث منّي ذنب آخر فعاقبتني به؟» کیا مجھ سے کوئی دوسرا گناہ سرزد ہو گیا کہ جس کی تو نے مجھے سزا دی ہے پہلا گناہ ترک اولیٰ، قرآن نے ذکر کیا ہے اور آدمؑ کے بھی ذہن میں تھا اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ گناہ کی سزا ہوا کرتی ہے چوٹ لگی خون جاری ہوا تو سؤال کر لیا۔

اس حاشیہ کے ساتھ سؤال کیا کہ پالنے والے میں نے پوری دنیا کا طواف کیا، مارا مارا ادھر ادھر پھرا جو دکھ و درد ہوا اور جو چوٹ اس سرزمین پر مجھے لگی ہے ایسا دکھ و درد مجھے کہیں نہیں محسوس ہوا ہے۔ آواز قدرت آئی اے ہمارے نبی آدم علیہ السلام آپ سے کوئی دوسرا گناہ سرزد نہیں ہوا ہے اور یہ درد و غم اور دکھ و درد آپ کو کسی گناہ کی سزا کے طور پر نہیں ملا ہے بلکہ اس سرزمین پر آپ کا بیٹا حسینؑ بڑے ظلم و ستم سہہ کر شہید کیا جائے گا یہ چوٹ، یہ درد، یہ تکلیف، یہ خون جو جاری ہوا ہے اسی حسینؑ کے خون کی مطابقت و موافقت اور ہمراہی کے لیے بہا ہے۔ میں خدا چاہتا ہوں کہ خون حسینؑ اور شہادت حسینؑ کی خاطر آپ کا خون بھی سرزمین کربلا میں مخلوط ہو جائے۔ مجھ خدا کو شہادت حسینؑ پر خون کا پرسہ ان کی خلقت سے پہلے ہی پسند ہے آپ کا خون، آپ کے لال حسینؑ کے خون کی خاطر بہا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت آدمؑ سوال کر بیٹھے پالنے والے یہ میرا لال حسینؑ کیا کوئی نبی ہوگا؟ آواز آئی نہیں بلکہ سبط نبی حضرت محمد مصطفیؐ کا نواسہ ہوگا۔ حضرت آدمؑ نے دوسرا سوال کرلیا پالنے والے ان کا قاتل کون ہوگا؟ جواب آیا سارے آسمانوں اور زمین کا ملعون اور لعنتی شخص یزید پلید ہوگا تیسرا سوال اے جبرئیل اب میں کیا کروں؟ خون دے چکا، اب میری ذمہ داری اور کیا ہے؟ آواز جبرائیل آئی: «العنه یا آدم» اے آدم، یزید پلید پر لعنت کیجئے ،پہلا دستور من جانب اللہ جناب جبرئیل نے جو حضرت آدم علیہ السلام کو دیا ہے وہ ہے دشمنانِ محمد و آل محمدؐ پر لعنت اور ان پر تبراء ہے جن کی تعداد تو بہت ہیں لیکن نمونہ یزید پلید ہے کہ جسکے اوپر لعنت کا حکم ہے اب جو آدمی ہے وہ یزید پلید پر لعنت کرتا ہے اور جو لعنتی، ابلیسی و شیطانی ہے وہ یزید پلید سے ہمدردی کرتا ہے۔ جناب آدم علیہ السلام نے حکم جبرئیلؑ پاتے ہی ایک مرتبہ نہیں چار مرتبہ "بریزید لعنت" کا تبرا کیا ابھی چند قدم چلے تھے کہ لعنت و تبرا کی برکت سے طیّ الارض ہوگیا اور عرفات کے پہاڑوں پر پہنچ گئے اور وہاں جناب حوا سے ملاقات ہوگئی۔

یہ واقعہ ہمیں ایک سبق اور سکھاتا ہے کہ اگر کوئی اپنا بچھڑ جائے اور انسان تھک ہار کے پریشان ہوگیا ہو تو اسے چاہیے کہ دشمنان خاندان اہل بیتؑ

https://downloadshiabooks.com/

پر لعنت و تبرا کرے انشاءاللہ بہت جلد اپنے پیاروں کو پالے گا یقیناً لعنت میں برکت ہے جس طرح اہل بیتؑ سے محبت و عقیدت ضروری ہے، اسی طرح ان کے ظالموں ستمگروں اور حق غصب کرنے والوں سے بیزاری و تبرا بھی ضروری ہے۔ کام میں آسانیاں، سفر میں ہمراہ، بچھڑوں سے ملاقات حاصل کرنی ہے تو دشمنان خدا و رسولؐ اور دشمنان اہل بیتؑ سے نفرت و بیزاری کی تسبیح کا ورد ضرور کریں اور آدمی بن جائیں کہ یزید پلید اور اس جیسے ملعونوں سے بیزاری آدم زاد ہونے کی علامت اور سیرت آدمیت ہے۔

چالیس دن تک رونا اور سوگ منانا سنت آدم علیہ السلام ہے۔ آدمی زاد کو اپنے پیاروں کے فراق میں سیرت آدمؑ پر چلتے ہوئے چالیس روز تک سوگ منانے کی اجازت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اس خاک کو لعنتی قرار دیا ہے اور اس پر لعنت کی ہے جہاں پر حضرت ہابیل کا خون بہا اور جذب ہوا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے الفاظ سنیں جو نہی ہابیل کا لاشہ دیکھا اور خون کو جذب کرنے والی زمین پر نظر پڑی فرمایا: «لعنت من ارض کما قبلت دم هابیل» کتاب کافی میں مرقوم ہے کہ جب حضرت آدمؑ نے

https://downloadshiabooks.com/

قابیل سے پوچھا ہابیل کہاں ہے؟ تو اس بد تمیز نے باپ سے کہا کہ کیا آپ نے مجھے اس کا نگہبان بنا کر بھیجا تھا، مجھے کیا پتہ ہابیل کہاں ہے! لیکن جب حضرت آدمؑ کا اصرار بڑھا تو اس نے کہا: «اطلبه حيث قرّبنا القربان۔» جایئے اس کو وہاں تلاش کر لیجئے جہاں ہم دونوں نے قربانی پیش کی تھی یعنی قابیل نے حضرت ہابیل کو وہاں قتل کر کے دفن کیا تھا جہاں حضرت ہابیل کی قربانی قبول بارگاہ الٰہی ہوئی تھی مگر اس سرزمین پر جب خون ہابیل گرا اور جذب ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام نے اس سرزمین پر لعنت کی۔

کتنا فرق ہے خون ہابیل اور خون خدا حضرت سید الشہداء امام حسینؑ میں کہ خون ہابیل کو جذب کرنے والی سرزمین باوجودیکہ قربانیٔ ہابیل کو قبول کرنے کا محل تھی مگر لعنتی زمین بن گئی۔ مگر سرزمین کربلا اپنی آغوش میں نواسۂ رسولؐ کو پناہ دینے اور نہ صرف سید شہداء کا خون بلکہ تمام شہداء کربلا کا خون اپنے اندر جذب کرنے کے بعد پاک و پاکیزہ و مطہرہ اور خاک شفا بن گئی۔

بہر حال حضرت آدم نے اپنے بیٹے قابیل پر بھی لعنت کی اور اس سرزمین پر بھی لعنت کی جہاں جناب ہابیل کو شہید کر کے قابیلؑ نے دفن کر دیا تھا اور پھر حضرت آدم علیہ السلام نے رونا شروع کیا۔ تاریخ انبیاء اٹھا کر دیکھ

https://downloadshiabooks.com/

لیجئے، پہلا چالیسواں، پہلے شہید حضرت ہابیل کا حضرت آدم علیہ السلام نے کس طرح منایا ہے۔ روایت کا فقرہ ہے: «و بکی آدم علی هابیل اربعین لیلة۔» حضرت ہابیل کی شہادت پر جناب آدم علیہ السلام چالیس شب و روز روتے رہے۔

آدم ثانی کہے جانے والے دوسرے عظیم الشان رسول، پہلے عظیم الشان اولوا العزم، اور نئے سرے سے دنیا کو آباد کرنے والے شیخ الانبیاء و المرسلین جناب نوح علیہ السلام، صاحب کتاب و شریعت نبی، حکم خدا کے تابع ، سنجیدہ و صابر نبی نوحؑ آخر قوم کی شرارتوں سے سالہا سال زحمتوں کو جھیلنے کے بعد ایک روز صبر کا پیمانہ چھلک جاتا ہے۔ بد دعا کر بیٹھتے ہیں اور اپنی بد دعا پر مصر ہیں کہ قوم پر عذاب ضرور آنا چاہیے حکم خدا ہوا اور نوح کو مژدہ عذاب سنایا گیا مگر ٹال مٹول کی جارہی ہے تاکہ لوگوں کے اصلاب و ارحام کے اندر موجود سارے باایمان ہونے والے پیدا ہو جائیں اور جب عذاب آگیا اور طوفان کی شکل میں موسلا دھار بارش کے ساتھ تنور سے پانی ابلنا شروع ہوا تو حضرت نوحؑ نے جو پہلے حفاظتی تدابیر کر رکھی تھی اس کے استعمال کا وقت آن پہنچا تھا اہل ایمان کے ساتھ ساتھ بعض جانوروں کو بھی کشتی میں سوار کیا ساری دنیا کا طواف کرتی ہوئی کشتی خانۂ کعبہ کے ارد گرد سات چکر لگا کر نکلی تو وہاں سے

https://downloadshiabooks.com/

سرزمین کربلا پہنچی روایت کا فقرہ ہے: «لما مرّت بکربلاء اخذته الارض» زمین کربلا نے کشتی کو تھام لیا اور ایسے جھٹکے لگے کہ قریب تھا کہ حضرت نوحؑ مع کشتی والوں کے غرق ہو جائیں گے خوفِ غرق میں جناب نوحؑ نے ہاتھوں کو جانب خدا بلند کر کے دعا کرنی شروع کر دی۔

پہلے عرض کیا کہ اے پروردگار میں نے ساری دنیا کا اسی کشتی کے ذریعہ طواف کر ڈالا «ما اصابنی فزع مثل ما اصابنی فی هذه الارض» جیسی تکلیف اور گھبراہٹ مجھے یہاں اس سرزمین پر ہوئی ہے مجھے کہیں اتنی گھبراہٹ نہیں ہوئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بعض علاقوں میں اور بھی جناب نوحؑ پر خوف و دہشت طاری ہوئی ہے اور ہو نہ ہو وہ ائمہ طاہرین علیہم السلام کے اجساد مطہرہ جہاں جہاں دفن ہوں گے وہاں ایسا خوف وہراس طاری ہوا ہو بہر حال حضرت نوحؑ اپنی آج کی کیفیت یوں بیان کر رہے ہیں کہ ایسا خوف وہراس اور ڈر اس سے پہلے مجھے کہیں نہیں ہوا۔

جبرئیلؑ کا نزول ہوا من جانب اللہ پیغام پہنچایا «یا نوح فی هذا الموضع یقتل الحسین سبط محمد خاتم الانبیاء» اے نوح! اس مقام پر خاتم النبیین محمد مصطفیٰؐ کا نواسہ حسینؑ شہید کیا جائے گا۔ جناب نوح علیہ

https://downloadshiabooks.com/

السلام نے پوچھ لیا اے جبرئیل یہ بتلاؤ کہ ان کا قاتل کون ہو گا؟ فرمایا: «**قاتله لعين اهل سبع سموات و سبع ارضين**» ان کا قاتل ایسا شخص ہے جو سارے آسمانوں اور ساری زمینوں کے یہاں ملعون ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صرف شیعہ مسلمان ہی یزید پلید پر لعنت نہیں کرتے بلکہ اگر چشم بصیرت وا ہو جائے تو تم دیکھو گے کہ ساری زمین کی مخلوق اور سارے آسمان کی مخلوق یزید پلید پر لعنت کر رہی ہیں۔ اب یہ اپنا اپنا مقدر ہے کوئی یزید پلید کو پلیدیت کا گھور سمجھ کر لعنت کرتا ہے اور اہل آسمان و زمین کے ہمراہ یزید کو لعنتی سمجھتا و گردانتا ہے تو کوئی اس ملعون کی لعنت کا حصہ بننے کے لیے اس کا دفاع کرتا ہے۔

حضرت نوحؑ نے قاتل حسینؑ کا نام سنتے ہی چار مرتبہ لعنت کی اور ان کی کشتی وہاں سے نکل کر آگے چل پڑی۔ روایت کا فقرہ ہے «**فلعنه نوح اربع مرات فسارت السفينه**» جونہی حضرت نوح علیہ السلام نے یزید پلید پر چار مرتبہ لعنت کی کشتی چل پڑی[13]۔ اگر آپ بھی اپنے مسائل کی کشتی کو نجات دلانا چاہتے ہیں، اگر آپ بھی اپنی مشکلات کی کشتی پار کرانا چاہتے

(13) البحار للمجلسی: ج۴۴، ص۲۴۳، ح۳۸۔

https://downloadshiabooks.com/

ہیں تو یزید پلید ہی نہیں سارے پلیدوں کو طعن و تشنیع اور لعنت کا شکار بنائیں کہ آپ کی بھی کشتی مسائل و مشکلات نکل جائے گی اور حاجت روائی کی جُودی پر فائز ہو جائے گی۔

کائنات کا سب سے بڑا نبی، سب سے بڑا اولوالعزم پیغمبر، سب سے عظیم الشان رہنما، ہمارے نبی کے بعد اگر کوئی ہے تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں جنہیں اللہ نے اپنا دوست کہا ہے۔ جن کی زندگی ہمارے نبیؐ کے لئے بھی حجت تھی اور انھیں مذہب و ملت حنیفہ ابراہیمی پر عمل پیرا رہنے کا حکم تھا ہاں جب وہ عظیم الشان اور جلیل القدر نبی سفر پر روانہ ہوتا ہے اور اس کا بھی گزر سرزمین کربلا سے ہوتا ہے۔ تیز رفتاری سے اپنے مقصد کی طرف رواں دواں نبی کے گھوڑے کو ٹھیس لگتی ہے، گھوڑا ایک طرف اور سوار دوسری طرف گر پڑتا ہے۔ سر پھٹ جاتا ہے، خون جاری ہو کر زمین پر گرنے لگتا ہے۔ روایت کا فقرہ ہے «شج راسه و سال دمه۔» جناب ابراہیمؑ کا سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا۔

اس قدر اللہ کا پیارا نبی اس طرح سے گھوڑے سمیت زمین پر گرے کہ سر پھٹ جائے اور خون جاری ہو کر زمین پر گرنے لگے کس قدر خوف و

https://downloadshiabooks.com/

دہشت کا مرحلہ رہا ہو گا کہ روایت کہتی ہے حضرت ابراہیم خون صاف کرنے، سنبھلنے اور گھوڑے کو اٹھانے سے پہلے بے حد خوف زدہ ہو کر استغفار کرنا شروع کر دیتے ہیں «فاخذ فی الاستغفار» خدا سے طلب مغفرت کرنے لگتے ہیں اور مغفرت طلبی کے ساتھ پوچھ لیتے ہیں پالنے والے: «الٰھی ایّ شیء حدث منّی؟» کیا مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہے کیا میں کسی جرم کا مرتکب ہو گیا ہوں؟ یہ سوال بتلا رہا ہے کہ حضرت ابراہیم کو پتہ ہے کہ ایسی سزا تو کسی مجرم و گنہ گار کو دی جاتی ہے اور وہ بھی جرم سے پہلے سزا نہیں دی جاتی یقینا جانے انجانے میں مجھ ابراہیم سے کوئی خطا سرزد ہو گئی ہے کہ جس کے بدلے مجھے اس طرح اس سرزمین پر گویا پٹخ دیا گیا ہے اور میں زخمی ہو گیا ہوں؟

تصور کا مقام ہے کہ خدا کا دوست، رسول، نبی، امام، حجت خدا، بندہ صالح وغیرہ جیسے اوصاف و صفات کا مالک اس طرح گھوڑے سے اچھال دیا جائے کہ سر پھٹ جائے تو وہ کیا کرے گا یقین استغفار ہی کرے گا اس عظیم الشان نبی کی عظمت دھیان میں رہے اور پھر قدرت کا جواب سنیے، جبرئیل نازل ہوئے اور کہا: «یا ابراھیم ما حدث منك ذنب» اس بات کی طرف سے آپ پہلے ہی مطمئن ہو جائیں کہ آپ سے کوئی غلطی سرزد نہیں

https://downloadshiabooks.com/

ہوئی ہے یعنی یہ کسی گناہ کی سزا نہیں ہے، کسی جرم کی تلافی نہیں ہے بلکہ آپ خلیل خدا سے بھی زیادہ دلارا، خاتم الانبیاء کا نواسہ، سید الاوصیاء کا چہیتا و پیارا ہمیں بہت پیارا ہے، وہ اس سرزمین پر شہید کیا جائے گا۔ ہم نے چاہا کہ اس سرزمین پر آپ کا خون ویسے ہی گر کر جاری ہو جائے، مخلوط ہو جائے، جس طرح اس مظلوم کا خون اس سرزمین پر بہایا جائے گا۔

حضرت ابراہیم جیسے اپنا درد بھول گئے زخم اور خون کی طرف سے غافل ہو کر سوال کر لیتے ہیں اے جبرئیل ان کا قاتل کون ہو گا؟ حضرت جبرئیل کے جواب میں دو پہلو بہت ہی لائق تامل و تفکر ہیں کہتے ہیں: اے ابراہیم ان کو شہید کرنے والا، تمام آسمانوں اور زمینوں میں سب سے زیادہ ملعون شخص ہو گا۔ لعین ترین، پلید ترین فرد بشر ہو گا اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ «و القلم جرئ علی اللوح بلعنه بغیر اذن ربّه۔» لوح و قلم اللہ کی عظیم الشان مخلوق ہیں۔ حکم و مشیت الٰہی کے بغیر وہ کوئی حرکت نہیں کر سکتے مگر جب یزید پلید کا نام رقم کرنا ہوا تو قلم نے لوح پر یزید کے نام کے آگے اذن پروردگار طلب کرنے سے پہلے ہی "لعنتی" لکھ دیا تھا، یعنی دوسرے لفظوں میں قلم کو مشیت الٰہی کا یزید پلید کے سلسلے میں حکم تحریر سے پہلے علم تھا کہ خدا نے یزید پلید کو لعنتی بنایا ہے تو لعنتی لکھنے کے لئے اذن طلبی کی ضرورت نہیں

https://downloadshiabooks.com/

ہے۔ قلم کے اس عمل کو خدا نے پسند کیا اور یزید پلید کے نام کے ساتھ لعنتی لکھنے پر خدا نے رضایت و خوشی کا اعلان کرتے ہوئے قلم کو لائق ثناء قرار دیا ارشاد ہوا: «انك استحققت الثناء بهذا اللعن» تم اس عمل تبراء و لعنت کی وجہ سے مجھ خدا کی طرف سے تعریف و تمجید کی مستحق ہو۔

او بے غیرت مسلمانو! یزید پلید پر لعنت باعث خوشنودئ خدا ہے۔ ارادہ و مشیت الٰہی ہے کہ یزید پلید کے نام کے ساتھ ملعون اور لعنتی کا لفظ اسم کا حصہ بنا دیا جائے اور قلم کے اتباع میں یزید ملعون لکھا جائے، روایت کا فقرہ ہے حضرت ابراہیمؑ نے جبرئیلؑ کی باتیں سنتے ہی اپنے دست مبارک آسمان کی طرف بلند کر دیے اور اب جو یزید پلید پر لعنت شروع کی ہے تو جتنی بار آپ نے یزید پر لعنت کی اتنی بار آپ کے گھوڑے نے فصیح عربی میں آمین کہا ہے او جانور سے بدتر لوگو! یزید لعنتی ہے اس پر لعنت کرو اس کے نام کے ساتھ پلید و لعین ضرور لکھو خبردار یزید پلید کو کبھی اچھا نہ کہنا ورنہ تم بھی لعنتی ہو جاؤ گے۔

ادھر حضرت ابراہیمؑ نے کثرت سے یزید پلید پر لعنت کی اور ادھر مسلسل آپ کا گھوڑا فصیح زبان میں آمین آمین کہتا رہا کہ حضرت ابراہیم کو تعجب ہوا لہذا آپ نے بے زبان گھوڑے، آمین گو سواری سے قاتل حسین

https://downloadshiabooks.com/

سے تبرا کرنے پر سوال کر لیا «ایّ شیء عرفت حتی تؤمن علی دعائی؟» آخر تیری کیا سمجھ میں آرہا ہے کہ جو تو میری بد دعا پر آمین کہتا چلا جا رہا ہے یعنی کیا تو یوں ہی رٹ لگا رہا ہے یا کوئی وجہ ہے تو اس اسب باوفا نے عرض کیا اے ابراہیم خلیل خدا: «انا افتخر بر کوبك علیّ» مجھے ہمیشہ سے یہ فخر و افتخار رہا ہے کہ میں آپ کی سواری کے لائق بنا ہوں مجھے آپ کی سواری ہونے پر ناز رہا ہے میں فخر کرتا ہوں کہ آپ کا ہمسفر اور سواری ہوں لیکن جب مجھے اس سرزمین پر ٹھوکر لگی اور آپ بھی میرے ساتھ میری پشت سے گر گئے تو مجھ اسپ باوفا کو بڑی شرمندگی ہوئی۔ مجھے بہت پشیمانی کا سامنا کرنا پڑا۔ میں بے حد نادم و شرمسار ہوا کہ یہ کیا ہو گیا کہ میری پشت سے خدا کا دوست زمین پر آگرا ہے، چونکہ اس شرمساری و شرمندگی کا باعث یزید پلید ہے، لہذا میں آپ کی اس کے اوپر لعنت میں آمین کہہ رہا ہوں، خدا کی اس کے اوپر بار بار لعنت ہو۔

دیکھا آپ نے بے زبان گھوڑے کو بھی خدا نے یزید پلید پر لعنت کے اوپر آمین کہنے کے لیے زبان دے دی تو اے مسلمانو! خدارا یزید پلید پر لعنت کیجئے اور خدا کے دشمنوں سے بیزاری و نفرت کا اعلان کیجیے اگر آپ لوگ حضرت ابراہیمؑ خلیل خدا کی ملت حنیفیہ کے پیروکار ہیں تو ان کے سیرت پر چلتے ہوئے ملعون یزید قاتل امام حسین علیہ السلام پر لعنت سے شانہ خالی نہ

https://downloadshiabooks.com/

کیجئے کہ اس موقع پر حضرت ابراہیمؑ نے امام حسینؑ پر درود و سلام نہیں بھیجا ہے بلکہ ان کے قاتل پر لعنت کی ہے جو بہت قابل غور بات ہے۔

حضرت امام حسینؑ اور حضرت زکریاؑ

احمد بن ابی طالب طبرسی صاحب کتاب الاحتجاج جلد ۲ ص ۲۷۱ : میں مذکور ہے سعد بن عبد اللہ اشعری قمی، جو کہ رئیس القمیین کے نام سے معروف ہیں اس بزرگوار نے حضرت امام حسن عسکریؑ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے اور امامؑ سے انھوں نے بہت سے مسائل پوچھے ہیں ایک بار وہ حضرت امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں پہنچے اور امامؑ سے سوالات کا جواب چاہا حضرت امام حسن عسکریؑ نے سعد بن عبد اللہ اشعری قمی سے فرمایا "سل قرّة عيني ـ و أوما الى القائم ﷺ ـ عما بدأ لك" تمہیں جو بھی پوچھنا ہو وہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی حضرت امام مہدیؑ سے پوچھ لو یہ کہہ کر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے حضرت قائم آل محمدؐ کی طرف اشارہ کیا، سعد خود کہتے ہیں کہ مولا امام مہدی علیہ السلام اس وقت بہت چھوٹے تھے میں نے امام مہدی علیہ السلام سے پوچھا اے مولا و آقا "سالته عن تاويل كهيعص؟" مجھے کھیعص کی تاویل سے آگاہ فرمادیجئے۔

https://downloadshiabooks.com/

اس مقام پر توجہ کی ضرورت ہے کہ ہم جان لیں تفسیر و تاویل میں فرق ہے تفسیر فسر سے ماخوذ ہے جس کے معنی پردہ اٹھانے کے ہیں یعنی آیت کے اندر موجود معنی و مطلب سے پردہ اٹھانا لیکن تاویل مادہ اول سے ماخوذ ہے جس کے معنی برگشتہ ہونے کے ہیں، پلٹنے کے ہیں اور حقیقتِ معنی سے آگاہی کے ہیں اور یہ کام سوائے معصوم امام یا نبی علیہم السلام کے کوئی نہیں کر سکتا خاص طور سے حروف مقطعات کے سلسلہ میں غیر معصوم کی تک بندیاں بے فائدہ ہیں لہذا "کھیعص" کی تفسیر نہیں تاویل کی بات ہے جسے صرف معصوم حجت خدا بیان کر سکتے ہیں۔

امام زمان علیہ السلام نے **کھیعص** کی تفسیر یا تاویل بیان کرنے سے پہلے سعد بن عبد اللہ اشعری سے فرمایا "**ھذہ الحروف من انباء الغیب**" یہ حروف، حروفِ مقطعات ضرور ہیں مگر اس میں غیب کی خبریں ہیں اور غیب کی خبریں بس وہی دے سکتا ہے جسے اللہ نے غیب کی تعلیم دی ہو اور وہ امام معصوم علیہ السلام ہوا کرتے ہیں یا پھر نبی معصومؑ کو اس کی تاویل و تفسیر معلوم ہو سکتی ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام زمان علیہ السلام نے فرمایا اے سعد! اللہ نے ان حروف کو جو کہ غیب کی خبریں ہیں سب سے پہلے حضرت زکریا علیہ السلام کو آگاہ کیا تھا پھر اس کی داستان رمز کے طور پر اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰؐ سے بیان فرمائی ہے یعنی ''کھیعص'' غیب کی خبروں کا خلاصہ ہے نبی کریمؐ سے رموز و حروف کی شکل میں بیان کیا گیا ہے اور حضرت زکریا علیہ السلام کو اس لیے بتایا گیا تھا کیونکہ انہوں نے خدا کی بارگاہ میں ایک عرضداشت رکھی تھی اور وہ یہ کہ پالنے والے مجھے اسماء خمسہ کی تعلیم دے دے جناب زکریا علیہ السلام کو اصحاب خمسہ، حضرات پنجتنؑ کے اسماء گرامی کی تعلیم دی گئی اور اس روز سے جناب زکریا علیہ السلام پنجتن پاکؑ کے اسماء گرامی کا ورد کیا کرتے تھے جب تک جناب رسول خداؐ کے نام کا ورد کرتے بڑے خوشحال رہتے اسی طرح جناب امیر المومنینؑ کے نام کا ورد کرتے بڑے مگن رہتے اسی طرح جناب حضرت فاطمۃ زہراءؑ کے اسم گرامی کی تسبیح کرتے خوش رہتے اسی طرح حضرت امام حسن مجتبیٰؑ کے نام کا ورد کرتے مست و مسرور رہتے لیکن جونہی نام حضرت امام حسینؑ کا ورد شروع کرتے ''خنقته العبرة'' ان کی آنکھوں سے اشک جاری ہو جاتے اور وہ گھٹن محسوس کرنے لگتے تھے ''و وقعت علیه البهرة'' اور

https://downloadshiabooks.com/

ان کی سانس میں فشار پیدا ہو جاتا اور ان کا دل بیٹھنے لگتا تھا جس کی وجہ سے وہ پریشان ہو جاتے تھے۔

چونکہ خود طلب کیا تھا اسماء خمسہ کے نام کو اور جانتے تھے کہ یہ بزرگوار ہستیاں ہیں لیکن کیا وجہ ہے چار ناموں کی مالا جپتے وقت بڑے نہال و خوشحال رہتے تھے دل کو سرور ملتا تھا غم و اندوہ دور ہو جاتا تھا لیکن جونہی پانچواں نام جناب زکریا علیہ السلام ورد کرتے تھے رنج و مصیبت اور درد و غم طاری ہو جاتا تھا آخر کار ایک روز بارگاہ خداوندی میں عرض پرداز ہو جاتے ہیں اور اس کی وجہ دریافت کرتے ہیں خود ہی کہتے ہیں پالنے والے جب تک میں چار ناموں کی تسبیح پڑھتا ہوں ان ناموں کی برکت سے " **تسلّيت باسمائهم من همومى**" مجھے بڑی تسلی ہوتی ہے میرے ہم و غم کافور ہو جاتے ہیں مجھے بڑا سرور ملتا ہے اور مجھ پر بڑا کیف طاری ہو جاتا ہے " **واذا ذكرت الحسين عليه السلام تدمع عينى و تثور زفرتى**" لیکن جونہی میں نام حسینؑ کا ورد شروع کرتا ہوں میری آنکھیں بے تحاشہ اشکبار ہو جاتی ہیں میرے آنسو ابل ابل کر نکلنا شروع ہو جاتے ہیں۔

https://downloadshiabooks.com/

وحی الٰہی آئی اور اللہ نے زکریا کو پورا واقعہ جو ابھی پیش آئے گا بتلا دیا کھیعص میں "کاف سے مراد کربلا ہے جہاں حسینؑ کو شہید کیا جائے گا، ھاء سے مراد ہلاکت یعنی شہادت عترت طاہرہ، یا سے مراد یزید پلید لعنۃ اللہ ہے، عین سے مراد عطش حسینؑ، صاد سے مراد صبر حسینؑ ہے جناب زکریا علیہ السلام کو تفصیل سے واقعہ کربلا بتلایا گیا تھا جو نہی حضرت زکریا علیہ السلام مصائب سید الشہداء سے واقف ہوئے ان کا رد عمل کیا ہوا بڑا معنی رکھتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

پہلا رد عمل: "لم یفارق مسجدہ ثلاثۃ ایام" حضرت زکریا واقعہ کربلا کو سننے کے بعد اپنے عبادت خانہ میں مسجد و محراب میں داخل ہوئے تو وہاں سے تین روز تک باہر ہی نہیں نکلے۔

دوسرا رد عمل: ملن سار نبی نے محراب و مسجد میں بھی ملاقات سے منع کر دیا کوئی بھی ہو کسی سے بھی نہیں ملتے تھے۔

تیسرا رد عمل: مسلسل گریہ پر گریہ، کیسا کھانا پانی، کیسی نیند دھاڑیں مار مار کر رونا تڑپنا شروع کر دیا اور تین شب و روز تک مسلسل گریہ کرتے رہے اور چند جملے مرثیہ و مصائب کے طور پر بار بار دھراتے تھے۔

https://downloadshiabooks.com/

۱:الهی اتفجع خیر جمیع خلقك بولده" پالنے والے کیا تو اپنی ساری خلائق میں بہترین مخلوق کو اس کے لال کی مصیبت میں سوگوار بنا دے گا؟ یہ سوال کے انداز میں در حقیقت مرثیۂ امام حسینؑ ہے۔

۲:الهی أ تنزل بلویٰ هذه الرزیة بفنائه" پالنے والے کیا تو اس مصیبت کی بلاء کو ان کے آنگن میں نازل کرے گا اور انھیں ایسی مصیبت کبریٰ میں مبتلا کرے گا؟

۳:الهی أ تلبس علیاً علیه السلام و فاطمة علیها السلام ثیاب هذه المصیبة بساحتهما" پالنے والے کیا علیؑ و بتولؑ کو ایسی مصیبت کا لباس پہنائے گا اور ان کے آنگن میں اس قدر بھیانک مصیبت نازل کر دے گا؟

بار بار یہی جملہ دھراتے جاتے اور روتے جاتے تھے تین دن تک خوب رونے کے بعد ان کے دل و دماغ میں ایک بات آئی اور انھوں نے زبان پر لا دی اور عرض کی پالنے والے! ایسا کر کہ تو مجھے بھی ایک ایسا خوبصورت و خوب سیرت بیٹا عطا کر دے کہ جو میرے بڑھاپے میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک بن جائے اور اس بیٹے کی محبت میں مجھے شیفتہ و فریفتہ بنا دے، میں اس سے خوب محبت کروں "**ثم افجعنی به کما تفجع حبیبك محمداً**

https://downloadshiabooks.com/

بولہ"، پھر مجھے اس کے ماتم میں ویسے درد و مصیبت میں مبتلا کر دے جس طرح تو اپنے حبیب محمد مصطفیؐ کو ان کے لال کی مصیبت میں مبتلا کرے گا۔

محبت ہو تو ایسی رسول خداؐ سے عشق ہو تو ایسا کہ خدا سے دعا کر رہے ہیں کہ جیسا اپنے حبیب کو درد دے گا ویسا مجھے بھی درد دے جیسے ان کو ان کے لال کے غم میں مبتلا کرے گا ویسا مجھے بھی مبتلا کر، دعائے جناب زکریاؑ قبول ہوئی بڑھاپے میں خوبصورت و خوب سیرت بیٹا یحییٰؑ ملے جو اپنے زمانے کے نبی تو تھے ہی بڑے خوبصورت نیک کردار تھے حضرت زکریا علیہ السلام ان سے والھانہ محبت کرتے تھے یہاں تک کہ یحیی بن زکریا علیہ السلام جوان ہوئے کڑیل جوان بیٹا تو اک روز جناب یحییٰؑ کو باپ کی موجودگی میں بادشاہِ وقت کی تیغ سے ذبح کر دیا گیا اور ان کے سر کو طشت طلاء میں رکھ کر ایک حرام زادی زناکار عورت کو ہدیہ کے طور پر پیش کیا گیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے دنیا کی مذمت و حقارت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ دنیا اس قدر پست و زبوں حال ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر اقدس ایک زانیہ کو تحفہ کے طور پر دیا گیا حضرت زکریا علیہ السلام نے جوان بیٹے کا غم برداشت کیا اور صبر کیا جناب یحییٰ علیہ السلام کی

https://downloadshiabooks.com/

مدت حمل بھی چھ ماہ تھی اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی مدت حمل بھی چھ ماہ تھی جناب یحییٰ علیہ السلام کا قاتل بھی حرام زادہ تھا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا قاتل بھی حرام زادہ تھا یہی نہیں بلکہ جناب امام حسین علیہ السلام راہ کربلا میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بہت یاد فرما رہے تھے بار بار حضرت یحییٰؑ کی گفتگو کرتے تھے کتنا خوش نصیب تھے جناب یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کہ ان کو حضرت سید الشہداءؑ امام حسین علیہ السلام یاد فرماتے تھے(14)۔

علامہ کبیر طبرسی صاحب مجمع البیان اپنی اسی تفسیر میں سورہ بقرہ کی آیات ۳۵ تا ۳۸ کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ "**فتلقی آدم من ربه کلمات**" سے مراد میں علماء نے متعدد اقوال ذکر کئے ہیں کہ جن میں سے ایک رائے اور نظریہ صرف اور صرف حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کا مخصوص قول ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو خدا نے خلق کیا تھا اور ان کے مادی جسم میں روحانی عطا ہوئی تھی یعنی روح پھونکی گئی تھی تو اس وقت فرشتے تو ان کے لئے سجدہ ریز تھے لیکن حضرت آدم علیہ السلام کی

(14) مناقب شہر آشوب ج۳، ص۲۳۷، بحار الانوار، ج۱۴، ص۱۷۸۔

https://downloadshiabooks.com/

نگاہیں عرش اعظم پر تھیں وہ دیکھ رہے تھے کہ " ان آدم رأی مکتوبا علی العرش اسماء معظمة مکرمة " حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر بڑے ہی محترم معظم اور مکرم نام ملاحظہ کئے ظاہر ہے کہ صرف نام لکھے ہونے سے تکریم و تعظیم کا زیادہ پہلو اجاگر نہیں ہوتا جب تک کہ نام کے ساتھ عناوین و القاب محترم نہ ہوں یا پھر ان کی کارکردگی اور شاہکاروں کو نہ سیکھا گیا ہو بہرحال حضرت آدم علیہ السلام کو اندازہ ہو گیا کہ یہ نام بڑے محترم و مکرم اور اللہ کو بہت پیارے ہیں تو انھوں نے سوال کر لیا کہ اے پروردگار یہ کیسے اور کن کے نام ہیں؟ تو آواز قدرت آئی " هذه اسماء اجلّة الخلق منزلة عند الله " اے آدم یہ اسماء گرامی خدا کے جلیل القدر، عظیم المرتبت نام ہیں جناب آدم کو صرف عرش پر ان بزرگوار ناموں کے نوشتہ جات سے ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ عظیم شخصیات کے نام ہیں لیکن جواب میں بھی خدا نے ضروری سمجھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ان ذوات مقدسہ کی عظمت گوشزد کی جائے لہذا کہا گیا کہ یہ اسماء خدا کے نزدیک جلیل القدر و عظیم الشان و نہایت محترم منزلت کی حامل شخصیات کے نام ہیں "والاسماء محمد و علی و فاطمة والحسن والحسين عليهم السلام " یہ نام حضرت آدم علیہ السلام نے یاد کر لئے اور ذھن میں رکھا جب ترک اولیٰ ہوا اور زمین پر اتار

https://downloadshiabooks.com/

دیئے گئے تو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے حاصل کردہ اسماء گرامی کا واسطہ دیا "فتوسل آدم الی ربه بهم" اورانھیں بزرگواروں کے توسل سے پروردگار کی بارگاہ میں نہ صرف توبہ کے لئے بلکہ "فی قبول توبته و رفع منزلته" رفعت شان وعظمت مقام و مرتبہ کی خاطر ان کے اسماء کا واسطہ دیا تو خدا نے توبہ قبول کرلی حضرت آدم علیہ السلام پدر امام حسین علیہ السلام ہیں لاشک ولاریب لیکن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ اور رفعت شان امام حسین علیہ السلام سے وابستہ ہے یقیناً حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے وارث ہیں جیسا کہ زیارت وارثہ میں اعلان کیا گیا ہے لیکن آدم علیہ السلام کی آدمیت، مغفرت، رفعت و منزلت و عظمت حضرت امام حسین علیہ السلام سے وابستہ ہے کہ مولا امام حسین علیہ السلام کا واسطہ نہ دیتے تو حضرت آدم علیہ السلام معاف نہ کئے جاتے۔

حضرت امام حسینؑ اور جبرئیلؑ کا گریہ:

وجود ظاہری امام حسین علیہ السلام سے پہلے حضرت جبرئیلؑ نے بھی امام حسین علیہ السلام پر گریہ کیا ہے کہ جس طرح کسی عورت کا جوان بیٹا مر گیا ہو اور ان کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام نے بھی جوان مردہ جاتون کی

https://downloadshiabooks.com/

طرح تڑپ تڑپ کر امام حسین علیہ السلام پر گریہ کیا ہے خداوند متعال کو اپنے مخصوص بندوں اور اولوا العزم پیغمبروں، بڑے نبیوں اور بڑے بڑے فرشتوں کی بے قراری اور حضرت امام حسین علیہ السلام پر بے تحاشہ رونے کی ادا بڑی پسند ہے کاش ہم بھی خلوت و جلوت میں سیدہؑ کے لال پر پھوٹ پھوٹ کر تڑپ تڑپ کر بے قرار ہو کر روئیں پیٹیں اور سوگوار رہیں۔

کتاب کا نام در ثمین یعنی قیمتی موتی جس سے جناب علامہ مجلسیؒ نے بحار الانوار میں واقعہ نقل کیا ہے سورہ بقرہ کی آیت ۳۸ کی تفسیر میں بھی دیکھا جا سکتا ہے وہاں ذکر ہوا ہے کہ "فتلقی آدم من ربه کلمات" حضرت آدم علیہ السلام کے ترک اولی کی معافی کے لئے جب ان کو عرش پر مکتوب نام یاد آئے انھوں نے ان ناموں کا واسطہ دینا چاہا جناب جبرئیلؑ آئے اور فرمایا اے آدمؑ! ایسے نہیں جیسے میں کہہ رہا ہوں ویسے کہو "تلقی" کا معنی بھی یہی ہے کہ من جانب اللہ حضرت آدم علیہ السلام کو تلقین و تلقی ہوئی تھی جبرئیلؑ نے من جانب اللہ حضرت آدم علیہ السلام کو سکھایا تھا اے آدمؑ کہو "یا حمید بحق محمد یا عالی بحق علی یا فاطر بحق فاطمة یا محسن بحق الحسن والحسین و تلك الاحسان" اور اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی اور انھیں معاف کر دیا۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت شیث علیہ السلام فرزند جناب آدم علیہ السلام کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت وغیرہ کا علم تھا بلکہ ان کی اولاد کو بھی واقعات کربلا کی خبر دی گئی تھی یہی وجہ ہے کہ اولاد حضرت شیث علیہ السلام میں سے کسی نے حضرت امام حسین کا مرثیہ کہا تھا جس کا ایک مصرعہ آج تک مشہور ہے اور ہماری قدیم کتابوں میں درج ہوتا ہوا ہم تک پہنچا ہے ابو عمر زاہد اپنی کتاب الیاقوت میں لکھتے ہیں کہ عبد اللہ بن صفار کا بیان ہے کہ ہم لوگ جنگ قسطنطنیہ میں شریک تھے ہمیں جنگ میں فتح نصیب ہوئی اور بہت سے لوگ اسیر ہوئے اور مال غنیمت کی کثرت کے ساتھ ہم نے بہت سے اسیروں کو غلام بنایا ان اسیروں میں ایک بہت بوڑھا مگر ہوشیار و عقلمند انسان بھی تھا لہذا ہم نے اس کا قدرے احترام کیا اور اس کے ساتھ نرمی سے پیش آتے رہے ہماری ان خوبیوں اور اچھے سلوک کو دیکھ کر وہ ہم سے کہنے لگا کہ میرے پدر بزرگوار نے اپنے آباء طاہرین سے نقل کیا ہے کہ ان لوگوں نے ملک روم میں حضرت محمد مصطفیؐ کی ولادت سے تین سو سال قبل ایک تالاب کھودا تھا جہاں کھدائی کے دوران انھیں ایک پتھر ملا تھا کہ جس پر یہ مصرعہ تحریر تھا:

"أترجو عصبة قتلت حسينا شفاعة جده يوم الحساب!

https://downloadshiabooks.com/

"کیا وہ گروہ بھی بروز قیامت حسینؑ کے نانا سے شفاعت کی امید لگائے بیٹھا ہے کہ جنھوں نے حسینؑ کو قتل کرڈالا؟ علامہ مجلسیؒ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ اولاد جناب شیث علیہ السلام میں سے کسی کا کلام ہے" (15)۔

حضرت امام حسینؑ اور فرشتہ خاص الٰہیٰ:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک ارشاد گرامی ہے کہ جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی ظاہری خلقت سے قبل امام حسین علیہ السلام کا تذکرہ ہے سورہ مریم کی آیت ۵۴ میں ارشاد خداوندی ہو رہا ہے کہ " واذکر فی الکتاب اسماعیل انه کان صادق الوعد و کان رسولاً نبیا"، اور اے نبی آپ الکتاب یعنی قیامت تک باقی رہنے والی کتاب قرآن مجید میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا تذکرہ بھی کریں کہ وہ وعدہ کے پکے شخص تھے اور وہ نبی بھی تھے اور رسول بھی، نبی و رسول کا فرق ہم جانتے ہیں کہ ہر وہ نبی کہ جو تبلیغ پر مامور نہ ہو پیغام رسائی کی ذمہ داری اس کے سر پر عائد نہ ہو وہ بھی تو نبی ہے مگر رسول اسی صورت میں کہا جاتا ہے جب وہ رسالت کی

(15) البحار للمجلسی: ج۴۴، ص۲۲۵۔

https://downloadshiabooks.com/

ذمہ داریاں بھی سنبھال لے اور اپنی قوم کے درمیان تبلیغ رسالت کرے حضرت اسماعیل علیہ السلام صادق الوعد نبی بھی تھے اور رسالت الہیہ کو قوم تک پہنچانے کے ذمہ دار بھی اور انھوں نے بڑے صبر و حوصلہ کے ساتھ تبلیغ رسالت الہیہ کی اور اس راہ میں سخت اذیتیں برداشت کیں۔

یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام نہیں تھے بلکہ ان کا پورا اسم گرامی اسماعیل بن حزقیل تھا اس قدر وعدہ وفائی کے پکے تھے کہ تین دن تک وعدہ گاہ پر ٹھہرے رہے اور یہ بھی طے ہے کہ حضرت اسماعیل بن ابراہیمؑ مراد نہیں ہیں کیونکہ یہ اسماعیل بن حزقیل، صادق الوعد رسول بھی تھے جبکہ حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام صرف نبی تھے اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے دنیا سے رخصت ہوئے ہیں اگر رسول ہوتے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے عالمی رسول کی موجودگی میں کس قوم و ملت کے رسول قرار پاتے ؟!

بہر حال جناب اسماعیل علیہ السلام صادق الوعد تھے رسالت الہیہ کی تبلیغ و ترویج کرتے رہے یہاں تک کہ ان کی قوم والوں نے ستانے میں حد کر دی ایک روز ظالموں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پکڑ کر لوہے کے کسی

https://downloadshiabooks.com/

اوزار سے انکے چہرے کی کھال کو اور پیشانی کو چھیل دیا اور آپ خون میں لت پت ہو گئے قدرت کو اپنے معصوم اور پیارے نبی اسماعیل صادق الوعد پر ہوئے قوم کے ظلم پر شدید غصہ آیا اللہ نے عذاب دنیا پر مسلط فرشتہ جس کا نام تاریخ میں سطاطائیل ذکر ہوا ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس بھی بھیجا سطاطائیل نے بارگاہ حضرت اسماعیل علیہ السلام میں آکر عرض کیا "یا اسماعیل انا سطاطائیل ملك العذاب" اے حضرت اسماعیلؑ میں عذاب کا فرشتہ سطاطائیل ہوں اللہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ میں آپ کی چاہت کے مطابق اور آپ کے من پسند عذاب سے آپ کی قوم کو سزا دوں یا ہلاک کر دوں جس طرح کے عذاب کو آپ پسند کریں خدا نے مجھے ویسے عذاب میں آپ کی قوم کو ہلاک کرنے اور ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا اختیار دے رکھا ہے بس آپ کے اشارہ و اجازت کا منتظر ہوں آپ کیا کہتے ہیں؟

جناب اسماعیل علیہ السلام نے صاف لفظوں میں انکار کرتے ہوئے فرمایا "لا حاجة لی فی ذالك یا سطاطائیل" اے سطاطائیل اس کی مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے وحی الہی آئی اے اسماعیل پھر تمہیں کیا حاجت ہے بیان کرو جناب اسماعیل علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا پالنے

https://downloadshiabooks.com/

والے "یا رب انک اخذت المیثاق لنفسك بالربوبیة و لمحمد بالنبوة ولاوصیائه بالولایة" تو نے روز عہد و میثاق عالم ذر میں ساری خلائق کے سامنے اپنی ربوبیت کا عہد و پیمان لیا ہے اور حضرت محمد مصطفیؐ کی ختم نبوت کا عہد لیا ہے اور ان کے جانشینوں کے لئے ولایت کا میثاق باندھا ہے وہیں تو نے روز الست، عالم ذر میں اپنی ساری خلائق کو باخبر کر دیا تھا کہ حضرت محمد مصطفیؐ کی امت ان کے نواسے حسینؑ کے ساتھ ان کی رحلت کے بعد کیا سلوک کرے گی۔

لفظوں پر غور فرمائیں جناب اسماعیل علیہ السلام عالم ذر کی بات کر رہے ہیں ہم آپ کو معلوم نہیں کہ عالم ذر میں کیا کیا عہد و میثاق باندھا ہے مگر انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کو علم ہے کہ کیا کیا وعدہ وعید عالم ذر میں سارے انسانوں سے کئے ہیں اور ان کے سامنے عالم ذر میں ہی حضرت امام حسین علیہ السلام پر کیا کیا مصیبتیں پڑیں گی سب کھلم کھلا بتا دیا گیا ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے مصائب و مجلس کو سب سے بڑے عالمی مجمع عالم ذر میں ساری خلائق کے سامنے قدرت نے پڑھ کر سنا دیا ہے جسے جناب اسماعیل صادق الوعد نبی ان الفاظ میں بیان کر رہے ہیں " و اخبرت خلقك مما تفعل امته بالحسين بن علی علیہ السلام" اور اے اللہ تو

نے اسی روز ساری خلائق کو آگاہ کر دیا تھا کہ دنیا میں نبی کی امت نواسہ رسول حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کیا کیا ستم روا رکھنے والی ہے، پالنے والے اسی روز کو تو نے امام حسین علیہ السلام کو مخاطب قرار دے کر ان سے ایک وعدہ کیا تھا اور وہ وعدہ یہ تھا کہ "وانك وعدت الحسين ان تكره الى الدنيا حتى لينتقم بنفسه"، تو نے امام حسینؑ سے وعدہ کیا تھا کہ تو انھیں اس دنیا میں انتقام لینے کے لئے واپس کرے گا تا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے ظالموں کو سزا دیں اور ان سے انتقام لیں۔

"فحاجتي اليك يا رب ان تكرني الى الدنيا حتى انتقم"

میری بھی حاجت و چاہت یہ ہے کہ تو مجھے دوبارہ اس دنیا میں اسی طرح پلٹا دینا جس طرح تو امام حسین علیہ السلام کو واپس پلٹائے گا تا کہ میں اپنے اوپر ظلم کرنے والوں اور میرا یہ حال بنانے والوں سے میں خود انتقام لوں اور اپنے ہاتھوں سے اسی طرح اپنے اوپر ظلم و ستم ڈھانے والوں کو سزا دوں جس طرح حضرت امام حسین علیہ السلام اسی دنیا میں واپس آکر اپنے اوپر ظلم و ستم کرنے والوں سے انتقام لیں گے، حضرت امام حسین علیہ السلام سے خدا نے عالم ذر میں وعدہ کیا تھا رجعت میں واپسی اور انتقام لینے کا مگر حضرت اسماعیل صادق

https://downloadshiabooks.com/

الوعد نبی سے اسی دنیا میں وعدہ کر لیا کہ ہاں وہ انھیں اسی دنیا میں اپنے اوپر ظلم کرنے والوں سے انتقام کے لئے واپس لائے گا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "**فھو یکرّ مع الحسین بن علی علیہ السلام**" کہ حضرت اسماعیل صادق الوعد، بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ رجعت فرمائیں گے یاد رہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کی طرح واپسی کی مانگ کی تھی امام حسین علیہ السلام کے ساتھ نہیں لیکن شاید قدرت کو امام حسین علیہ السلام کی رجعت سے تشبیہ دینے کی یہ ادا بڑی پسند آئی کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کسی اور زمانے یا کسی اور نبی یا رسول یا امام کے ساتھ نہیں بلکہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ رجعت فرمائیں گے [(16)]۔

حضرت امام حسینؑ اور کشتی نوحؑ کی کیل

"الخرائج والجرائح" جناب قطب رازیؒ کی وہ کتاب ہے کہ جس میں فضائل و معجزات اور حالات معصومین علیہم السلام بیان ہوئے ہیں اس کتاب میں مدرسہ مستنصریہ کے شیخ المحدثین جن کا نام محمد نجار تھا حضرت رسول خداؐ

---

(16) البحار للمجلسی: ج۱۳، ص۳۹۰، ح۶ (عن کامل الزیارات)۔

https://downloadshiabooks.com/

سے اپنے سلسلۂ سند کے ساتھ یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ جس وقت اللہ نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو ان کی بد دعا قبول کرتے ہوئے ہلاک کرنے کا ارداہ کیا تو پہلے حضرت نوح علیہ السلام کو وحی کی کہ ساج کی لکڑیوں کو بیچ سے پھاڑ ڈالئے انھوں نے جتنی دھرن وغیرہ تھی سب کو بیچ سے دو حصہ کر ڈالا اور اب انتظار ہے کہ دیکھیں کیا حکم خدا ہوتا ہے کہ حضرت جبرائیلؑ امین نازل ہوئے اور حضرت نوح علیہ السلام سے فرمایا یہ دیکھئے تو انھوں نے ایک کشتی کی شکل و صورت دکھلائی اور ساتھ ہی انھیں ایک صندوقچہ دیا جس میں ایک لاکھ سے زیادہ کیلیں تھیں جس وقت وہ کیلوں کا ڈبہ حضرت نوح علیہ السلام کے ہاتھوں میں آیا تو چونکہ کشتی کی شکل و صورت پہلے ہی دکھلائی جا چکی تھی انھوں نے ویسی ہی کشتی بنانے کا کام شروع کر دیا ایک لاکھ سے زیادہ کیلوں کے ذریعہ کشتی بنانے میں کافی وقت لگا یہاں تک کہ ساری کیلیں ختم ہو گئیں صرف پانچ کیلیں باقی رہ گئیں جب آخری پانچ کیلوں میں سے پہلی کیل کو انھوں نے کشتی میں جڑنے کے لئے اٹھایا تو " اضاء کما یضئ الکوکب الدری فی افق السماء " وہ کیل اس طرح چمکی کی جس طرح کوکب دری افق آسمان پر چمکتا ہے اس قدر چمکتا دیکھ کر حضرت نوح علیہ السلام کو بڑی حیرت ہوئی تو وہ کیل فصیح زبان میں بول اٹھی اے نوحؑ تعجب نہ کرو " انا علی اسم خیر الانبیاء

محمد بن عبد الله " میں سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیؐ فرزند عبد اللہ کے نام کی کیل ہوں یعنی میری کوئی حیثیت نہیں ہے مجھ میں چمک نام رسول خداؐ سے نسبت کی وجہ سے پائی جاتی ہے ابھی حضرت نوح علیہ السلام اسی کیل سے ہم کلام تھے کہ جناب جبرئیلؑ نازل ہوئے حضرت نوح علیہ السلام نے دوبارہ ان سے سوال کر لیا "ما هذا المسمار الذی ما رایت مثله" یہ کیسی کیل ہے کہ اس کے مانند ہزاروں کیلوں میں سے کسی کو ایسا نہیں دیکھا ہے جناب جبرئیلؑ نے حضرت نوح علیہ السلام سے وہی کہا جو کیل نے کہا تھا پھر حضرت جبرئیلؑ نے اس کیل کے جڑنے کی جگہ بتلائی اور کہا کہ اس کیل کو کشتی کے داہنے جانب سامنے کی طرف جڑ دیں حضرت نوح علیہ السلام نے حضرت جبرئیلؑ کی ہدایت کے مطابق عمل کیا پھر دوسری کیل کو ہاتھ لگایا تو وہ بھی پہلی کیل کی طرح چمکی متحیر ہو کر انھوں نے جبرئیلؑ سے سوال کیا تو جناب جبرئیل نے حضرت نوحؑ سے بتلا دیا کہ یہ حضرت امیر المومنین علیؑ کے نام کی کیل ہے اسے کشتی کے بائیں جانب جڑ دیں حضرت نوحؑ نے ایسا ہی کیا پھر تیسری کیل اٹھائی وہ بھی چمک اٹھی حضرت جبرئیل نے فرمایا اسے کشتی کے داہنی طرف پہلی والی کیل کے پہلو میں جڑ دیں پھر حضرت نوحؑ نے چوتھی کیل اٹھائی وہ بھی چمک اٹھی حکم جبرئیل سے حضرت نوحؑ نے اسے

https://downloadshiabooks.com/

بائیں طرف دوسری کیل کے پہلو میں جڑ دیا جب آخری کیل اٹھائی تو وہ خوف آلود تھی اس موقع پر حضرت نوحؑ کو نام امام حسینؑ کی کیل کی تفصیل دیتے ہوئے جبرئیل سارا ماجرائے کربلا بیان کر دیا اور حضرت نوحؑ نے یزید پلید پر لعنت کی۔

حضرت امام حسینؑ اور حضرت موسیٰؑ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے اولوالعزم نبی صاحب کتاب و شریعت اور بے پناہ جرأت و شجاعت کا مالک نبی قرار دیا تھا توریت جیسی عظیم الشان کتاب عطا فرمائی حضرت ہارون بن عمران جو بڑے بھائی اور نبی تھے کو آپ کا جانشین بنایا اور پھر ان کے بعد انھوں نے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو اپنا وصی و جانشین منتخب فرمایا حضرت موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے ناز اٹھانے میں بڑی سختیاں جھیلی ہیں ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام یوشع بن نون علیہ السلام کے ساتھ سفر پر رواں دواں تھے پاپیادہ جارہے تھے کہ ایک مقام پر آپ کی نعلین کا تسمہ ٹوٹ گیا نعل نکل گئی تو زمین پر اگا کانٹا اس شدت کے ساتھ قدموں میں چبھ گیا کہ خون جاری ہو گیا دونوں پیروں سے اس قدر خون نکلا کہ زمین پر بہنے لگا جناب موسی علیہ السلام متحیر

https://downloadshiabooks.com/

تھے کہ ایک بار بارگاہ خداوندی میں ہاتھوں کو بلند کر کے سوال کر لیا کہ "الهی ایّ شیء حدث منی"، پالنے والے! مجھ سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے یا میں نے کوئی خطا کر دی ہے کہ جس کی مجھے سزا ملی ہے کہ نعلین کا فیتہ ٹوٹ گیا اور پیروں میں کانٹے بھی چبھ گئے اور اس قدر خون جاری ہو گیا ہے ؟!۔

وحی الٰہی ہوئی اے موسی تم سے کوئی گناہ نہیں ہوا ہے یہ سب ہماری جانب سے تھا بات یہ ہے کہ اس سرزمین پر حسین بن علی علیہ السلام کو شہید کیا جائے گا یہاں پر ان کا خون بہایا جائے گا "فسال دمك موافقة لدمه" آپ کا خون اس سرزمین پر حسین بن علی علیہ السلام کے خون کی ہمراہی میں جاری ہوا ہے حضرت موسی علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کے سلسلہ میں دریافت کیا تو انھیں امام حسین علیہ السلام کا تعارف کرایا گیا کہ وہ رسول خداؐ کے نواسے اور علیؑ وبتولؑ کے لاڈلے ہوں گے پھر ان کے قاتل کے بارے میں سوال کیا تو آواز قدرت آئی اے موسیؑ سمندروں کی مچھلیوں کی زبان بے زبانی پر ملعون، صحراؤں میں صحرائی جانوروں کی زبان بے زبانی پر ملعون ، فضاؤں میں اڑ رہے پرندوں کی زبانوں پر ملعون قرار پانے والا شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کرے گا۔

https://downloadshiabooks.com/

پھر کیا تھا جناب اولوا العزم پیغمبر مشیت الٰہی کو جان کر قاتل امام حسین علیہ السلام پر لعنت کرتے رہے ایک دو دن نہیں مسلسل بد دعا کئے جا رہے ہیں اور حضرت یوشع بن نون نبی مسلسل آمین کہے جا رہے ہیں[17]۔

حضرت امام حسینؑ اور حضرت ابراہیمؑ

اصول کافی ج ۱ ص ۴۶۵ میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے سارے نمرودی اپنی عید گاہ پر خوشیاں منانے کے لئے جا رہے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پروگرام یہ تھا کہ آج بت خانۂ نمرودی میں جا کر بتوں کا ستیاناس کر دیں گے تو قوم والوں کے سامنے ایک عذر پیش کیا کہ میں عید گاہ پر نہیں جا سکتا ہوں کیونکہ میں مریض ہوں قرآن مجید کے الفاظ ملاحظہ ہو "فنظر نظرة فی النجوم فقال انی سقیم"[18] حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں کا حساب و کتاب شروع کر دیا تو انھیں ان ستاروں میں وہ فرق نظر آیا کہ جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سوگوار بنا دیا تھا" فرای ما یحلّ بالحسین " حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ۶۱ھ میں کربلائے معلی

(17) البحار للمجلسی: ج ۴۴، ص ۲۴۴، ح ۱۔

(18) سورۂ صافات: آیت ۸۸۔۸۹۔

https://downloadshiabooks.com/

کے اندر رونما ہونے والے شدید و سخت مصائب کا منظر دیکھ لیا اور اس وقت زبان صداقت مآب ابراہیمیؑ پر یہ فقرہ آ گیا "انی سقیم" میں بیمار ہوں "لما یحل بالحسین" "اس مصیبت و بلاؤں کی وجہ سے جو حضرت امام حسینؑ کی ذات پر وارد ہونے والے ہیں"۔

حضرت اسماعیلؑ کی دنبیاں

علامہ کبیر مجلسیؒ نے بحار کی ۴۴ویں جلد میں حضرت اسماعیل ذبیح کا تذکرہ کیا ہے جس میں یہ بتلایا ہے کہ جناب اسماعیل علیہ السلام بہت سے انبیاء کی طرح دنبیاں چرایا کرتے تھے اور یہ شغل بہت سے انبیاء کرام کا رہا ہے جناب اسماعیل علیہ السلام کی دنبیاں بہت زیادہ تھیں تو انھوں نے غلاموں کو رکھا تھا ایک روز ایک چرواہے نے آ کر حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کہا کہ اے اللہ کے نبیؑ میں کئی دنوں سے یہ محسوس کر رہا ہوں کہ یہ دنبیاں نہر کے کنارے ہونے کے باوجود اس کا پانی نہیں پی رہی ہیں بظاہر اگر جانور کئی روز تک پانی نہ پئیں تو ہلاک ہو جائیں گے جناب اسماعیل علیہ السلام کی سمجھ میں نہیں آیا تو بارگاہ خداوندی میں ہاتھوں کو اٹھا دیا اور سوال کرنے لگے اے خدا یہ کیا ماجرا ہے میرے جانور پانی کیوں نہیں پی رہے ہیں تو جبرئیل امین آ کر کہنے لگے کہ

https://downloadshiabooks.com/

خدا نے حکم دیا ہے کہ آپ مجھ سے نہیں انھیں دنبیوں سے سوال کرو وہ آپ کو مفصل جواب دیں گی۔

حکم خدا و دستور جبرئیل سے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ نے دنبیوں سے فرمایا "لم لا تشربین من هذا الماء" اے میری دنبیوں آخر کیا وجہ ہے کہ تم لوگ اس نہر کے گھاٹ سے پانی نہیں پی رہی ہو؟ وہ دنبیاں بزبان فصیح گویا ہوئیں اے اسماعیل ہمیں خبر ہے کہ آپ کا لال حسینؑ اس سرزمین پر تین دن کا بھوکا پیاسہ شہید کر دیا جائے گا اور یہ وہی نہر فرات ہے جس کے پانی کو نبی کا لال ترسے گا ہم اس سوگ میں ہیں اور اس لئے پانی کو منہ نہیں لگا رہے ہیں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے قاتل امام حسین علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا تو ان دنبیوں نے بتلایا کہ آسمانوں اور زمینوں کے باشندوں کا ملعون ترین فرد انھیں شہید کرے گا اس وقت جناب اسماعیل علیہ السلام نے قاتل امام حسین علیہ السلام پر لعنت بھیجی۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام حسینؑ اور خلقتِ روح

ایک سوال ذھن میں آسکتا ہے کہ حضرات اہل بیت طاہرین علیہم السلام کا نور کیا نورِ خدا کا جزء ہے کیا نور الہی سے ترشح ہوا ہے وغیرہ جو نہی آپ اس طرح کا خیال ذھن میں لائیں گے آپ خدا کی ذات سے جہالت کی بنیاد پر اہل بیت علیہم السلام کی بھی عظمت و جلال کے منکر ہو جائیں گے خدا اس وقت بھی تھا جب کچھ نہ تھا اہل بیت طاہرین علیہم السلام کا نور ذات پرورد گار سے نکلا ہوا جزء یا چھینٹا نہیں ہے بلکہ بقول امام محمد باقر علیہ السلام انوار اہل بیت طاہرین علیہم السلام کی مثال سورج اور اس کی کرنوں کے مانند ہے یہ مثال بھی اصل مطلب کو درک کرنے کے لئے دی گئی ہے ذات پرورد گار سورج کے مانند ہے اور انوار اہل بیت طاہرین علیہم السلام اس سورج کی کرنوں کے مانند ہیں مطلب یہ ہے کہ نہ سورج کرن ہے اور نہ کرن سورج ہے مگر کرنوں کا وجود سورج سے وابستہ ہے نہ جزءِ سورج ہے نہ سورج کا ترشح ہے یہ بہترین مثال ہے مطلب کو سمجھانے کے لئے ورنہ انوار اہل بیت طاہرین علیہم السلام سورج و چاند کی حقیقت سے پہلے تھا جس کا تذکرہ خود امیر المومنین علیہ السلام اور جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

دوسرا سوال ذھن میں یہ بھی آسکتا ہے کہ خود انوار اہل بیت طاہرین علیہم السلام ذات پروردگار سے سورج کی کرنوں کی مانند ہے تو اب سوال یہ ہے کہ انوار اہل بیت علیہم السلام نہ عین سورج ہے نہ جزءِ سورج ہے اور نہ سورج کا ترشح ہے تو یہ انوار اہل بیت علیہم السلام پہلے پہل وجود میں کہاں سے آیا؟

اس کا جواب بھی اہل بیت طاہرین علیہم السلام نے دیا ہے حضرت امام امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں "ان اللہ عزوجل احد واحد تفرد فی وحدانیتہ" بلاشبہ اللہ عزوجل ذات واحد یگانہ اپنی وحدانیت میں منفرد ویکہ وتنہا تھا ہم اہل بیت علیہم السلام کا نور بھی نہیں تھا کچھ نہیں تھا مگر خدا تھا اور یکہ وتنہا تھا "ثم تکلّم بکلمة فصارت نوراً" پھر اس کی ذات والا صفات نے کچھ کہا تو ایک نور وجود میں آگیا مگر وہ نور جو پہلی بار ذات الٰہی کے تکلم سے وجود میں آیا وہ نور واحد بے روح تھا "ثم تکلّم بکلمة فصارت روحاً" پھر خدا کی ذات نے دوبارہ کلام کیا تو روح کا وجود ہوا اور اس روح کو اس نور میں پیوست کر دیا گیا پھر اس روح کو جو نور کے پیکر میں پیوست تھی ہم اہل بیت علیہم السلام کے ابدان مطہرہ میں منتقل کر دیا یعنی ہم اللہ کے وہ پہلے کلمہ ہیں کہ جس سے نور خلق ہوا وہ پہلی روح ہیں کہ جو اس نور میں

https://downloadshiabooks.com/

پیوست ہوئی پھر اللہ نے ہمارے انوار کی بدولت شمس و قمر ،زمین و آسمان ،جنت و جہنم، حور و غلمان غرض کہ پوری کائنات کو سجایا ہے[19]۔

اس مطلب کو بڑے پیارے انداز سے جناب رسول خداؐ نے بھی بیان فرمایا کہ اے لوگو! خدا تم پر رحمت نازل فرمائے جان لو کہ اللہ عزوجل تھا جبکہ کون و مکان نہ تھے اس کی ذات احدیت کے علاوہ کوئی شئ نہ تھی جب اس نے مجھے خلق کرنے کا ارادہ فرمایا اور اس کی مشیت ہوئی کہ مجھے خلق کرے تو اس نے کلمہ ''کن'' کہا تو میں نور شعشانی کے طور پر خلق ہو گیا نہ میرے نور کو جسم حاصل تھا نہ کیفیت و شکل و صورت تھی بس چمکتا ہوا نور تھا پھر میرے نور سے علیؑ کے نور کو خلق فرمایا دوسرے لفظوں میں ایک نور کے دو حصہ ہوئے پھر دونوں نور کے سنگم سے تیسرا نور میری بیٹی فاطمہؑ کا نور وجود میں آیا پھر ہم تینوں کے نور سے نور حسنؑ اور نور حسینؑ کو وجود بخشا اور پھر نور حسینؑ سے یکے بعد دیگرے انوار ائمہ علیہم السلام خلق ہوتے رہے۔

پیغمبرؐ آخر کلام میں فرماتے ہیں" فکنا انوار ابأرواح و اسماع و ابصار و نطق و حسّ و عقل" ہم چہاردہ معصومین علیہم السلام سب کے

(19) البحار للمجلسی: ج۲۵، ص۲۳۔

https://downloadshiabooks.com/

سب نور تھے مگر ہمارے انوار میں روح بھی تھی اور قوت سماعت بھی تھی، قوت بصارت بھی تھی قوت گویائی بھی تھی، قوت احساس بھی تھا اور قوت عقل و شعور بھی تھی اور کچھ نہیں تھا بس وہ خالق اور ہم مخلوق تھے پھر ساری کائنات کو ہمارے نور سے خلق کیا یعنی عرش و کرسی، فرش و زمین اور شامیانۂ آسمان، سورج و چاند، جن و انس اور ملائکہ سب کو ہمارے نور سے خلق فرمایا[20]۔

اب یہ جو بعض روایات میں "اشباح من نور" یا "اشباح انوار من نور اللہ" وغیرہ ذکر ہوا ہے تو اس سے غلط فہمی نہ ہو کہ اہل بیت علیہم السلام کے انوار ذات پروردگار کا جزء یا ترشح ہیں نہیں بلکہ سورج کی کرنوں کے مانند سایہ نور الٰہی ہیں بس!

حضرت امام حسینؑ اور شب معراج

حضرت رسول خداؐ کو خداوند متعال نے ایک سو بیس مرتبہ معراج عطا فرمائی ہے اور ہر دفعہ کی معراج میں جس مسئلہ پر سب سے زیادہ تاکید فرمائی ہے وہ مسئلۂ ولایت امیر المومنین وائمہ طاہرین علیہم السلام تھا اور

(20) الولایۃ التکوینیہ لآل محمد، للسید علی عاشور۔ ص ۸۲۔

https://downloadshiabooks.com/

یہ بھی یاد رہے کہ جناب رسول خداؐ کی جو معراج معروف ہے وہ مکی زندگی میں ہوئی ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید کے سورۂ اسراء میں کیا گیا ہے کیونکہ مسجد الحرام مکہ میں ہے مدینہ میں نہیں، کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس معراج کے سلسلہ میں رسول خداؐ کی ایک منحوس زوجہ سے کچھ تفصیلاتِ معراج نقل کی جاتی ہیں وہ سب ان کی معلومات ہے محسوسات و مشاہدات نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ اس معراج کا تعلق حضرت رسول خداؐ کی مکی زندگی سے ہے جس وقت حضرت سیدہؑ اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی بلکہ قرائن اور حقائقِ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ نور حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کو اللہ نے براہ راست پہلی معراج میں عطا فرمایا ہے کہ جس کے بعد حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کا ظاہری وجود رحم پاک حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا میں منتقل ہوا ہے جس کی گواہی خود نامور زوجۂ رسول نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

کہتی ہے کہ حضرت رسولخداؐ حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کو بہت پیار کیا کرتے تھے تو میں نے ایک روز ٹوک دیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا میری بیٹی فاطمہؑ انسانی حور ہے جس سے جنت کی خوشبو آتی ہے جب بھی میں جنت کا مشتاق ہوتا ہوں تو اپنی بیٹی کو بوس کرتا ہوں اور اس سے جنت کی خوشبو پاتا

https://downloadshiabooks.com/

ہوں اور پھر حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کی پوری ظاہری خلقت کو جناب رسول خداؐ بیان کر دیتے ہیں اس سلسلہ میں جہاں امام حسین علیہ السلام کی ظاہری خلقت کے حوالے سے گفتگو ہے جس کا تعلق امام حسین علیہ السلام کے وجود ظاہری سے پہلے کا ہے اور جسے جناب حذیفہؓ سے نقل کیا گیا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خداؐ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ جس شب مجھے اللہ نے معراج عطا فرمائی اور میں جبرئیل امین کے ساتھ جنت میں داخل ہوا تو میں بے حد خوش تھا مجھے بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ اللہ نے مجھے جنت کی سیر اس دنیا میں کرائی ہے ابھی میں جنت کے مختلف مقامات کا دیدار کر رہا تھا کہ مجھے ایک بہت ہی خوبصورت درخت نظر آیا جس میں انواع و اقسام کے ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے اور وہ نورانی درخت ایسا تھا کہ جس کی جڑ میں دو فرشتے مسلسل نور پارے پیوست کر رہے تھے اور وہ یہ کام قیامت تک کرتے رہیں گے میں آگے بڑھا اور اس درخت کی خوبصورتی کو حیرت سے دیکھتا رہا کہ اتنے میں ایک سیب اتنا بہتر و برتر میرے سامنے آیا کہ ایسا سیب میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا باذن الٰہی اس سیب کو میں نے اٹھالیا اور اسے توڑا تو اس میں سے ایک نہایت خوبصورت حور باہر نکلی جس کی پلکوں کی خوبصورتی کو روایت میں یوں بیان کیا گیا ہے " کأن اجفانها مقاديم اجنحة

https://downloadshiabooks.com/

السنور" اس کی پلکیں اس قدر خوبصورت اور کج کھائی ہوئی تھیں کہ جیسے بلے کی ابتدائی حصہ کے کج ہال ہوا کرتے ہیں حضرت رسول خداؐ خود اس حور سے سوال کرتے ہیں کہ تو کس کے لئے خلق ہوئی ہے؟ تو وہ جواب دینے سے قبل رونے لگتی ہے اور شدت سے گریہ کرتی ہے بظاہر کسی حور کے ذریعہ جنت میں گریہ کا واقعہ یہ پہلا واقعہ ہے آئندہ جنت میں گریہ ہو گا یا نہیں؟ اس پر سوال اٹھایا جاتا ہے لیکن سابق میں جنت کے اندر حضرت امام حسین علیہ السلام کی خاطر گریہ ہو چکا ہے اور وہ گریہ کسی اور کے ذریعہ نہیں بلکہ جناب رسول خداؐ کے سوال پر وہ حور گریہ کرتی ہے اور پھر جناب رسول خداؐ کو جواب دیتی ہے "لابنك المقتول ظلماً ،الحسين بن علی بن ابی طالبؑ" اے اللہ کے رسولؐ! خدا نے مجھے آپ کے مظلوم و مقتول بیٹے حضرت امام حسین بن علی بن ابی طالبؑ کے لئے خلق فرمایا ہے[21]۔

حضرت امام حسینؑ اور قس بن ساعدہ ایادی

حضرت امام حسین علیہ السلام کا تذکرہ صرف انبیاء و مرسلین علیہم السلام نے ہی نہیں کیا ہے بلکہ ان حضرت کا تذکرہ غیر انبیاء بلکہ غیر مسلم

(21) البحار للمجلسی: ج۴۴، ص۲۴۰، ح۳۳۔

https://downloadshiabooks.com/

اور غیر مذہب نے بھی ولادت امام حسین علیہ السلام سے پہلے کیا ہے عرب کا ایک نامور شاعر و خطیب اور مشہور زبان و زمان شخص جسے قس بن ساعدہ ایادی کہا جاتا ہے اور جو جناب رسول خداؐ کی بعثت سے بہت پہلے اس دنیا سے رخصت ہو گیا تھا مگر تین سو اسی (۳۸۰) سال زندگی بسر کرنے کے بعد، بلکہ بعض نے تو اس کی عمر ۶۰۰ سو سال بھی لکھی ہے اور اسے مشہور معمّرین یعنی بہت زیادہ زندگی بسر کرنے والوں کی فہرست میں شمار اور ذکر کیا گیا ہے۔

اس شخص کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ "**اول من آمن بالبعث من اهل الجاهلية**" عہد جاہلیت کے چند لوگ ہی جناب رسول خداؐ کی بعثت پر ایمان لائے تھے کہ جن میں سر فہرست قس بن ساعدہ ایادی ہے اور اس ایمان کا تعلق رسول خداؐ کی بعثت سے پہلے کا ہے یعنی اسے تعلیمات انبیاءؑ سے یا آسمانی کتابوں کی تلاوت کی وجہ سے آنحضرتؐ کی بعثت کا علم تھا اور صرف علم نہیں تھا بلکہ ایمان بھی رکھتا تھا شاید اسی لئے جناب رسول خداؐ نے اس شخص کے لئے رحمت کی دعا کی ہے اور فرمایا ہے کہ " **یرحم الله**

https://downloadshiabooks.com/

قساً"، خداوند متعال قس بن ساعدہ ایادی پر رحمت نازل فرمائے یعنی وہ جاہلیت وکفر پر نہیں اٹھایا جائے گا اگرچہ زمانہ جاہلیت میں مر گیا تھا[22]۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ شخص فصیح وبلیغ کلمات کا مالک تھا بلکہ فصاحت وبلاغت پر مشتمل اس کے خطبات کا بڑا چرچا تھا اور صرف لفاظیاں ہی نہیں بلکہ بڑے معنی دار کلمات بولا کرتا تھا اور اس شخص کی پیشین گوئیوں میں سے ایک یہ ہے کہ "لو علی الارض دین افضل من دین قد اظلّکم زمانه وادرککم اوانه" اگر روئے زمین پر کوئی دین تمہارے دین سے زیادہ بہتر ہے تو جان لو کہ اس کا وقت آن پہنچا ہے اور وہ گھڑی آنے والی ہے مطلب یہ ہے کہ دین اسلام کی آمد کا زمانہ ہے پھر کہتا ہے "فطوبیٰ لمن ادرکه فاتبعه، و ویل لمن خالفه" بڑا خوش نصیب ہو گا وہ شخص جو اس دین کو درک کرے گا اور صرف درک ہی نہیں بلکہ اس دین کا تابعدار بن جائے گا اور خدا اس کا برا کرے گا جو اس دین و آئین کا زمانہ درک تو کرلے گا مگر اس کی مخالفت میں کمر کس لے گا۔

(22) کمال الدین وتمام النعمۃ للصدوق: ص۱۹۶۔

https://downloadshiabooks.com/

اس شخص کی اور بھی خصوصیات تاریخ کے اوراق پر موجود ہیں لیکن جس خصوصیت کا تذکرہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے وجود مقدس سے تعلق رکھتا ہے اور وہ بھی امام علیہ السلام کے ظاہری وجود سے قبل کا ربط ہے وہ یہ ہے کہ قس بن ساعدہ ایادی نے جناب رسول خداؐ کی بعثت سے پہلے کچھ اشعار کہے ہیں ان میں سے چار مصرعے علامہ محمد بن علی بن شہر آشوب نے اپنی المناقب کی آخری جلد میں صفحہ ۶۲ پر اس حاشیہ کے ساتھ نقل فرمایا ہے" ان قس بن ساعدہ الایادی قال قبل بعثت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم " کہ قس بن ساعدہ ایادی نے حضرت رسول خداؐ کی بعثت سے قبل چار مصرعوں میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

تخلف المقدار منهم عصبة ثاروا بصفين وفي يوم الجمل

والتزم الثار الحسين بعده واحتشدوا على ابنه حتىٰ قتل

ان اشعار کا مفہومی ترجمہ یہ ہے کہ صفین وجمل میں مات کھائی جماعت ہاری ہوئی قوم حسینؑ کے باپ علی بن ابی طالبؑ کا تو کچھ نہیں کر سکے گی مگر اس کے لال سے بدلہ چکانے اور اس حد تک خون کا انتقام لینے میں تجاوز کرے گی کہ حسین ابن علی ابی طالبؑ کو قتل کر ڈالے گی یہ وہ انوکھے اور پیشین

https://downloadshiabooks.com/

گوئی سے پر اشعار ہیں کہ جنہیں قس بن ساعدہ ایادی نے رسول خداؐ کی بعثت سے قبل کہے ہیں کہ جس میں نہ صرف امام حسین علیہ السلام کا ذکر ہے بلکہ جنگ صفین و جمل کے کشتوں یعنی بنی امیہ کے ہاتھوں بدلہ لینے کا تذکرہ بھی ہے یہ اس عظیم الشان شخص کی پیشین گوئی ہے جس کے اوپر جناب رسول خداؐ نے رحمت کے نزول کا مطالبہ کیا ہے۔

حضرت امام حسینؑ اور امیر المومنینؑ کی پیشین گوئی

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ میں امام امیر المومنین علیہ السلام کے ہمراہ صفین کی طرف رواں دواں تھا کہ جب آپ کا گزر فرات کے کنارے علاقۂ نینوی سے گزر ہوا تو امیر المومنین علیہ السلام نے مجھے بلند آواز سے پکارا "یابن عباس أ تعرف هذا الموضع؟" اے ابن عباس کیا تم اس جگہ کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا اے امیر المومنینؑ میں اس جگہ کو نہیں پہچانتا ہوں اس وقت امیر المومنین علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا "لو عرفته معرفتي لم تكن تجوزه حتى تبكي كبكائي" اے ابن عباسؓ اگر تم کو ویسی ہی معرفت اور اس سرزمین کی شناخت ہوتی جیسی مجھے ہے تو تم اس جگہ سے عبور نہ کرتے مگر یہ کہ اسی طرح گریہ کرتے جس طرح میں

https://downloadshiabooks.com/

گریہ کر رہا ہوں یہ کہہ کر امام امیر المومنین علیہ السلام اس قدر شدت سے گریہ کرنے لگے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی بلکہ آنسو بہہ بہہ کر آپ کے سینہ اقدس پر گر رہے تھے مولا امیر المومنین علیہ السلام کی بے تابی اور گریہ کی شدت دیکھ کر ہم لوگ بھی سب کے سب رونے لگے امام علی علیہ السلام ہائے ہائے گریہ کرتے ہوئے بار بار اپنی زبان پر یہ جملہ دھرا رہے تھے۔

۱:مالی و لآل ابی سفیان ،مالی و لآل حرب،حزب الشیطان و اولیاء الکفر ، "میرا آل ابو سفیان سے کیا واسطہ میرا آل حرب سے کیا تعلق ہے وہ شیطان کا گروہ ہے اور وہ کفر و الحاد کے سرپرست ہیں"۔

۲:صبراً یا ابا عبد اللہ فقد لقی ابوك مثل الذی تلقیٰ منھم ، "اے ابو عبد اللہ (حسینؑ) صبر و شکیبائی سے کام لینا اس لئے کہ جن مصیبتوں اور تکلیفوں کا آپ کو سامنا کرنا پڑے گا وہ آپ کے باپ یعنی میں ان ملعونوں اور بنی امیہ کے لونڈوں سے جھیل چکا ہوں" یہ کہہ کر امام علیہ السلام نے پانی طلب فرمایا پھر وضو کیا اور تا دیر اس سر زمین پر نمازیں پڑھتے رہے ایک بار پھر امام علیہ السلام نے روتے ہوئے وہی جملے دھرائے کہ میرا ابو

https://downloadshiabooks.com/

سفیان ،فرزند حرب سے کیا واسطہ ،میرا شیطانی گروہ اور کفر و الحاد کے پرستاروں سے کیا واسطہ ہے اے ابو عبد اللہ الحسینؑ تم اسی طرح بنی امیہ لشکر شیطان سے ظلم و ستم کا سامنا کرو گے جس طرح تمہارے باپ نے ان کے مظالم سہے ہیں کچھ دیر ایسی ہی فریاد اور گریہ وبکاء کے بعد تھک گئے اور آپ کی آنکھ لگ گئی ابھی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ آپ بیدار ہو کر پھر مجھے پکارنے لگے اور فرمایا کہ ابھی میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں یہاں موجود ہوں ابن عباس نے کہا مولا انشاء اللہ آپ نے اچھا خواب دیکھا ہو گا۔

امام امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا میں نے دیکھا کہ یہیں اس سر زمین پر آسمان سے بہت زیادہ سفید پرچموں کے ساتھ کافی لوگ اترے ہیں جن کی کمر میں تلواریں حمائل ہیں اور وہ خوب چمک رہی ہیں پھر ان آسمان سے اترے لوگوں نے اس سر زمین پر ایک خط کھینچا ہے پھر اس کے بعد میں نے دیکھا کہ اس علاقہ کے سارے کھجور کے درختوں کو اس کی ساری شاخوں کے ساتھ کاٹ دیا گیا ہے اور شاخیں زمین پر گر کر تازہ خون میں لت پت ہو گئی ہیں "**و کانی بالحسین فرخی قد غرق فیہ**" اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ میرا لال حسینؑ یہاں پر ایک خون کے دریا میں غرق ہو رہا ہے "**یستغیث فیہ فلا یغاث**" وہ فریاد کر رہا ہے مگر کوئی اس کی فریاد کو نہیں سن رہا ہے اور کوئی

https://downloadshiabooks.com/

اس کی مدد کو نہیں آ رہا ہے وہ سفید پوش لوگ جو آسمان سے اترے تھے میرے لال کو مخاطب کر کے کہہ رہے ہیں "صبراً آل الرسول" اے آل محمد، اے فرزندان رسول خداؐ صبر سے کام لو "فانکم تُقتلون علی ایدی شرار الناس" اس لئے کہ آپ لوگ روئے زمین کے بدترین لوگوں کے ہاتھوں شہید کئے جا رہے ہو اے حسینؑ یہ جنت آپ کی مشتاق ہے۔

پھر وہ سفید پوش لوگ میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے میرے لال کا پرسہ پیش کرنے لگے اور کہتے جاتے تھے اے ابو الحسنؑ اے امیر المومنینؑ! آپ کو بشارت ہو کہ بروز قیامت خداوند متعال آپ کی آنکھوں کو قرار عطا فرمائے گا ابھی وہ لوگ مجھے یہ بشارت اور تعزیت پیش کر رہے تھے کہ میری آنکھ کھل گئی اس کے بعد امام امیر المومنین علیہ السلام نے خدا کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ مجھے صادق الامین نبی حضرت محمد مصطفیؐ نے فرمایا تھا کہ اے علیؑ آپ سرکشوں باغیوں سے جنگ کرنے کے لئے اس سر زمین سے گذریں گے "ھذہ ارض کرب و بلاء یدفن فیھا الحسینؑ" یہ بلاؤں مصیبتوں اور درد و غم کی سر زمین، کربلا ہے جہاں میرا لال حسینؑ دفن کیا جائے گا اور ان کے ساتھ میرے ۱۷ بیٹے اور اس سر زمین پر شہید کر کے دفن کئے جائیں گے اے ابن عباسؓ اس سر زمین کو سر زمین کرب و بلاء کے نام سے آسمانوں

https://downloadshiabooks.com/

میں یاد کیا جاتا ہے ٹھیک اسی طرح یہ سرزمین آسمان والوں میں شہرت رکھتی ہے جس طرح زمین مکہ و مدینہ اور سرزمین بیت المقدس مشہور ہے[23]۔

امام حسینؑ اور حوارینِ عیسیٰؑ

پھر اس کے بعد مولا امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت عیسی علیہ السلام کے زمانہ کی ہرنوں کا تذکرہ کیا اور سرزمین کربلا پر حضرت عیسی علیہ السلام کی اپنے حوارین کے ساتھ آمد کا تذکرہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ سرزمین کربلا پر حضرت عیسی علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کا مرثیہ پڑھا ہے وہ خود بھی روئے ہیں اور حوارین نے بھی گریہ کیا ہے پھر امام حسین علیہ السلام کی مصیبتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد حضرت عیسی علیہ السلام نے حوارین سے فرمایا تھا کہ اے میرے ساتھیو" **هذه الظباء تكلّمني و تقول**" یہاں موجود ہرنیں مجھ سے باتیں کر رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ ہم اس سرزمین پر سبط رسول خداؐ کے دیدار کے شوق میں یہاں کی گھانس پھونس کو کھا رہے ہیں اور ہم یہاں پر بہت محفوظ ہیں حضرت عیسی علیہ السلام کا تذکرہ کرنے کے بعد امام امیر المومنین علیہ السلام نے ابن عباسؓ اور دیگر اصحاب کی موجودگی میں

(23) کمال الدین و تمام النعمۃ: ص ۵۶۰۔

https://downloadshiabooks.com/

ایک بار پھر بلند آواز سے فریاد کی اور فرمایا " یا رب عیسی بن مریم لاتبارك فی قتله والمعین علیه والخازل له" "اے پروردگارِ عیسیٰ بن مریمؑ، حسینؑ کے قاتلوں، ان کے خلاف دشمنوں کی مدد کرنے والوں اور حسینؑ کو بے آسرا چھوڑنے والوں کا بھلا نہ ہو" یہ کہہ کر امام امیر المومنین علیہ السلام شدت سے اور دیر تک روتے رہے یہاں تک کہ غش کھا کر گر پڑے اور بہت دیر تک غشی کے عالم میں سرزمین کربلا پر پڑے رہے اور کافی دیر کے بعد غش سے افاقہ ہوا اور سفر پر روانہ ہو گئے۔

حضرت امام حسینؑ اور لبابہ بنت حارث

جنگ احد میں دو بزرگوار شہید ہوئے ایک جناب امیر حمزہ علیہ السلام جناب رسول خداؐ کے پیارے چچا اور دوسرے حضرت عبیدہؓ حضرت رسول خداؐ کے دوسرے چچا حضرت حارث بن عبد المطلبؓ کے لال تھے جن کا ایک پیر کٹ گیا تھا اور پھر آپ شہید ہو گئے تھے انھیں عبیدہ بن حارثؓ کی بہن جن کا نام جناب لبابہؓ تھا مگر آپ نام کے بجائے کنیت سے زیادہ مشہور تھیں اور آپ کو " ام الفضل بنت حارث " کہا جاتا تھا یعنی حضرت رسول خداؐ کی چچیری بہن تھیں جو عباس بن عبد المطلب کی زوجیت میں تھیں۔

https://downloadshiabooks.com/

ام الفضل زوجہ عباسؓ کا بیان ہے کہ "**رایت فی النوم قبل مولد الحسین**ؑ" میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت سے پہلے خواب میں دیکھا کہ جناب رسول خداؐ کے بدن مبارک کا ایک حصہ گوشت ان کے بدن سے جدا ہو کر میری آغوش میں آگرا ہے میں اس خواب سے بہت پریشان تھی آخر کار مجھے جناب رسول خداؐ کے سامنے بیان کرنا پڑا۔

جناب رسول خداؐ نے خواب سننے کے بعد فرمایا اے ام الفضل! اگر آپ کا خواب سچا ہے تو سن لو کہ عنقریب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے یہاں ایک بیٹا پیدا ہو گا جسے میں آپ کی آغوش میں دوں گا جناب رسول خداؐ کی پیشین گوئی کے مطابق میرا خواب سچ ثابت ہوا جب امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو رسول خداؐ نے اپنے لال حسینؑ کو اپنی آغوش میں لینے اور پیار کرنے کے بعد اس بچہ کو میری ہی آغوش میں عطا فرمایا تھا اور پھر آپ گریہ فرمانے لگے تھے تو میں نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا "**مما بكائك يا رسول الله**؟" یا رسول خداؐ! آپ کے رونے کا سبب کیا ہے آپ کیوں رو رہے ہیں؟ تو آنحضرتؐ نے فرمایا "**ان جبرئيل اتانی واخبرنی ان امتی تقتل ولدی هذا**" ابھی جبرئیلؑ میرے پاس آئے تھے اور انھوں نے مجھے خبر دی ہے کہ میری امت میرے اس لال کو شہید کر دے گی اور میرے پاس

https://downloadshiabooks.com/

جبرئیل امینؑ اس سر زمین کی سرخ خاک بھی لائے ہیں جہاں میرے لال کو ذبح کر دیا جائے گا۔

ایک اہم بات جس پر توجہ کی ضرورت ہے وہ یہ کہ ایک ہی واقعہ کو ہمارے بزرگوں نے جس طرح نقل کیا ہے وہی واقعہ ہمارے مخالفین کے بزرگواروں نے بھی نقل کیا ہے مگر ناموں میں فرق اور کلمات میں تبدیلی یا پھر واقعہ کے اندر کتر بیوت ملتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض چیزیں مخالفین کے حلق سے نیچے نہیں اتر تیں تو وہ اسے حذف کر کے واقعہ کو نقل کرتے تھے یا پھر اپنے بزرگوں کی بڑائی کے لئے ان کی طرف واقعہ کو منسوب کر دیا کرتے تھے یا پھر نسخہ بر دار ایسی حرکت کرتے تھے جس سے اپنی جھوٹی محبت ثابت کر سکیں اور کوئی ان پر انگلی نہ اٹھا سکے لہذا آپ کو ایک ہی واقعہ کے مفردات افراد اور الفاظ میں اگر تھوڑا بہت فرق ملتا ہے تو اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے اور واقعہ یقیناً رونما ہوا ہے مگر صحیح وہی ہے جو ہمارے متقی و پرہیز گار اور خدا ترس علماء و محدثین نے نقل فرمایا ہے ام الفضل لبابہ بنت حارثؓ کے خواب کا تذکرہ شیخ مفیدؒ نے الارشاد میں کیا ہے اس خواب کو جناب ام سلمہؓ ،جناب ام ایمنؓ اور ھندہ زوجہ ابو سفیان وغیرہ سے منسوب کیا گیا ہے جناب شیخ مفیدؒ نے اپنے سلسلۂ سند کے ذریعہ جو واقعۂ خواب کو نقل کیا ہے اس کے

https://downloadshiabooks.com/

الفاظ آپ نے سنے اب وہی واقعہ ام الفضل کا جسے تذکرۃ خواص الائمہ میں ابن جوزی نے نقل کیاہے مگر واقعہ کے آخری پیراگراف کو حذف کر دیاہے اور ابن جوزی سے پہلے کے سنی عالم ابن سعد نے طبقات میں مکمل طور پر نقل کیاہے حذف شدہ کلمات کو میں بیان کرنے جارہاہوں۔

ابن سعد کہتے ہیں کہ اصحاب الحدیث نے بھی یہ واقعہ نقل کیاہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت کا ایک سال گذر گیا تو جناب رسول خداؐ پر ۱۲ مختلف شکل وصورت کے ملائکہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ سب کے سب الگ الگ شکل کے نہیں تھے بلکہ "اثنا عشر ملکه علی صور مختلفة" ان فرشتوں کی ھیئت الگ الگ تھی "احدهم علی صورة بنی آدم" صرف ان بارہ میں سے ایک بشکل فرزند ان آدم تھا وہ سب کے سب رسول خداؐ کو ولادت امام حسین علیہ السلام کے ایک سال گزر جانے کے بعد سالگرہ کے موقع پر پرسہ دے رہے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ اے اللہ کے رسول آپ کے لال حسینؑ پر وہی مصیبت پڑنے والی ہے جو قابیل کی طرف سے جناب ہابیل علیہ السلام پر پڑی تھی یعنی انھیں شہید کیا جائے گا لیکن اے اللہ کے رسولؐ آپ صبر و شکیبائی سے کام لیں کہ اللہ آپ کے لال

https://downloadshiabooks.com/

حسینؑ کو ہابیل کی طرح اجر و ثواب اور انکے قاتلوں کو قابیل کی طرح عذاب بھی دے گا۔

پھر کیا تھا پہلی سالگرہ کے موقع پر فرشتوں کے نزول کا پھر سلسلہ شروع ہو گیا اور سارے ملائکہ رسول خداؐ کو تعزیت پیش کرتے جاتے تھے اور رسول خداؐ کی زبان پر یہ فقرہ بار بار آ رہا تھا "اللھم اخذل خاذله واقتل قاتله" پالنے والے حسینؑ کی نصرت نہ کرنے والوں کی تو بھی نصرت نہ فرما اور ان کو شہید کرنے والوں کو تو بھی قتل کرنا۔

حضرت امام حسینؑ اور قرب حمل

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا بیان ہے کہ ابھی امام حسین علیہ السلام کا حمل بھی ظاہر نہیں ہوا تھا بلکہ حمل سے قبل جناب جبرئیلؑ نازل ہوئے اور اذن باریابی کے بعد آ کر جناب رسول خداؐ سے کہنے لگے اے اللہ کے رسولؐ! عنقریب حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ایک بچہ سے حاملہ ہونے والی ہیں جن کا نام نامی اسم گرامی حسینؑ ہو گا حضرت امام حسین علیہ السلام کو آپ کی امت شہید کر ڈالے گی ایک روایت میں ہے کہ جناب رسول خداؐ نے پہلے تو اپنے رب سے ایسے بچے کی ولادت کی خواہش سے دست بردار ہونے کا

https://downloadshiabooks.com/

اعلان کر دیا مگر جب اس لال کی ذریت میں امامتِ خلائق اور رہبری و قیادتِ امت تا قیامت کے شرف و منزلت کے بارے میں سنا تو بچے کی ولادت کی خبر کو قبول کر لیا اور یہ پیغام امیر المومنین علیہ السلام اور جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو بھی بھیجا ان دونوں بزرگواروں نے مشیئت الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر لیا آگے روایت کا فقرہ ہے کہ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام نے حمل بھی ناپسند کیا اور بچے کی ولادت کو بھی ناپسند کیا مگر مرضی الٰہی کے سامنے تسلیم رہیں کیونکہ آپ کو بچے کی خبر دی جاچکی تھی اس کرہ و کراہت کا تذکرہ قرآن مجید نے سورۂ احقاف کی آیت ۱۵ میں اس طرح بیان فرمایا ہے "**و وصّینا الانسان بوالدیه حسناً حملته اُمّه کرهاً و وضعته کرهاً و حمله و فصاله ثلاثون شهراً**" اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ نیکی اور بہترین سلوک کی وصیت و سفارش کی ہے اس فرزند کے حمل کو بھی اس کی مادر گرامی نے ناپسند کیا اور بڑی ناپسندیدگی کے ساتھ جنا بھی ہے اور اس بچہ کی حمل اور دودھ بڑھائی ۳۰ ماہ ہے، اس آیت کریمہ کا واقعی و منحصر مصداق حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں کیونکہ ۳۰ ماہ کی مدت حمل و مدّتِ رضاع حضرت یحیٰؑ علیہ السلام کے یہاں ضرور پائی جاتی ہے مگر حمل و وضع حمل کی

https://downloadshiabooks.com/

کراہت کا عنصر صرف اور صرف امام حسین علیہ السلام کی مادر گرامی سے مخصوص رہاہے لہذا اس آیت کا یکہ و تنہا مصداق امام حسین علیہ السلام ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام جب چالیس برس کے ہوئے تو آپ کی زبان پر یہی آیت کریمہ ہوا کرتی تھی اور آپ نماز کے قنوت میں اس آیت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے جس کے آخر میں ارشاد ہوا ہے "حتی اذا بلغ اشدّہ و بلغ اربعین سنۃً قال رب اوزعنی ان اشکر نعمتك التی انعمت علیّ و علی والدیّ و ان اعمل صالحاً ترضاہ و اصلح لی فی ذرّیتی انّی تبتُ الیك و انّی من المسلمین"[24] حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت کریمہ کے سلسلہ میں ایک عجیب وغریب نحوی نکتہ کے ذریعہ عظیم الشان معنی بیان فرماتے ہیں وہ یہ کہ اس آیت کریمہ میں دعائیہ فقرے کے اندر" و اصلح لی فی ذرّیتی " استعمال ہوا ہے یعنی "فی" بمعنی "من "تبعضیہ استعمال ہوا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ میری ذریت میں سے بعض کو صالح اور متقی قرار دے یعنی انھیں امامت و قیادتِ امت کی صلاحیت و استعداد عطا فرما پھر امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے ان دعائیہ کلمات میں "فی"

(24) سورہ احقاف، آیت ۱۵۔

https://downloadshiabooks.com/

کو "من "تبعضیہ کے معنی میں نہ استعمال کیا ہوتا بلکہ آپ نے اس طرح فرمایا ہوتا کہ "کہ پالنے والے میری ذریت کو صالح بنا دے یعنی ساری ذریت کو پاک و پاکیزہ اور معصوم بنا کر امامت کی صلاحیت و استعداد عطا کر دے تو "لکانت ذریته کلّهم ائمة" تو حضرت امام حسین علیہ السلام کی ساری ذریت قیامت تک امام ہوتی سب کے سب صالح و معصوم اور قائد امت اور ائمہ طاہرین ہوتے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کا حمل مبارک ٦ ماہ کا ہونا قطعی ہے اس پر سارے مورخین کا اتفاق ہے اور قرآن مجید کی آیت کریمہ "و حمله و فصاله ثلاثون شهراً" کے ذیل میں وارد روایات نیز حضرت یحیی بن زکریا علیہ السلام کے تذکرہ میں وارد روایات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا حمل مبارک صرف چھ ماہ کا تھا جس طرح جناب یحیی علیہ السلام کا حمل چھ ماہ کا تھا اور مذکورہ آیت میں دودھ بڑھائی کی مدت دو سال یعنی ۲۴ ماہ کو ۳۰ ماہ سے کم کر دیں تو اقل مدت حمل ٦ ماہ بنتی ہے جس کا مصداق حضرت یحیی علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں لہذا ماننا پڑے گا کہ شعبان (ماہ ولادتِ امام حسینؑ) سے رمضان (ماہ ولادتِ امام حسنؑ) تک میں سے کوئی ایک تاریخ ولادت غلط ہے مگر کون سی؟ اس کا

https://downloadshiabooks.com/

طے کرنا آسان نہیں ہے "حتی اذا بلغ اشدہ و بلغ اربعین سنۃ قال ربّ اوزعنی ان اشکر نعمتك التی انعمت علیّ و علی والدیّ و ان اعمل صالحاً ترضاہ و اصلح لی فی ذرّیتی انی تبتُ الیك و انّی من المسلمین" حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت کریمہ کے دعائیہ کلمات کو امام حسین علیہ السلام کی دعا بتلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ تو امام حسین علیہ السلام نے "و اصلح لی فی ذرّیتی" فرمایا تھا یعنی یہ کہ میری نسل میں صالح قرار دے یہ نہیں فرمایا تھا کہ میری نسل کو صالح قرار دے ورنہ ذریت امام حسین علیہ السلام سب کے سب امام ہوتے گویا امام جعفر صادق علیہ السلام فرمانا چاہتے ہیں کہ اللہ عزوجل حضرت امام حسین علیہ السلام کو اس قدر پسند کرتا ہے اس قدر ان سے محبت کرتا ہے کہ اگر وہ اپنی "ذریت میں" کے بجائے اپنی "ذریت کی" اصلاح کی دعا فرماتے تو خدا امام حسین علیہ السلام کی اس دعا کو رد نہ فرماتا اور آپ کی پوری نسل کو امام بنا دیتا اور آج دنیا میں جتنے سادات حسینی سے لیکر نقوی تک ہیں سب کے سب امام ہوتے۔

یعنی آیت کریمہ میں اصلاح سے مراد صرف صالح ہونا نہیں ہے بلکہ "اصلح" کا مطلب معصوم ہونا امام ہونا ہے حضرت امام صادق علیہ السلام کے الفاظ ملاحظہ ہوں آپ فرماتے ہیں "فلو لا انہ قال "اصلح لی فی ذریتی"

https://downloadshiabooks.com/

لکانت ذریته کلّهم ائمة،، ساری اولاد امام حسین علیہ السلام امام ہوتی یعنی سب کے سب پڑھے لکھے اور سب کے سب معصوم و حجت خدا ہوتے اور اگر رضایتِ حضرت فاطمۃ زہراء سلام اللہ علیہانہ ہوتی تو امام حسین علیہ السلام اس دنیا میں تشریف نہ لاتے، نہ ذریت حسینؑ ہوتی اور نہ سلسلۂ امامت جاری ہوتا یہ ہے حضرت امام حسینؑ کی عظمت اور ان سے بھی بڑھ کر حضرت زہراءؑ کی عظمت۔

امام حسنؑ اور انوکھا نام

ہمارے قدماء محدثین نے حضرات محمد وآل محمد علیہم السلام کے سلسلہ میں تاریخی حوالے سے بعض امور بہت دقیق اور باریک بینی سے قلمبند فرمائے ہیں انھیں میں سے ایک اہم پہلو حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت کے فاصلۂ زمانی کا مسئلہ ہے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی شادی، رسول خداؐ کی ہجرت کے دوسرے سال ہوتی ہے اور حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام فرزند اول باغ رسالت کی ولادت باسعادت ہجرت کے تیسرے سال ماہ رمضان المبارک کی ۱۵ویں تاریخ کو صبح صادق کے وقت ہوتی ہے ۱۵

https://downloadshiabooks.com/

رمضان المبارک سے اگلے سال تین شعبان کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت ہوتی ہے یعنی سنہ ۴ھ میں۔

جبکہ ظاہراً ولادت کے حوالہ سے دونوں سنہ ہجری غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ بعض تاریخ نگاروں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی تاریخ سال ۳ ہجری تحریر فرمایا ہے جن میں سر فہرست مرحوم کلینیؒ صاحب کافی باب مولد امام حسین علیہ السلام میں فرماتے ہیں " **ولد الحسین علیہ السلام بن علی فی سنة ثلاث** "[25] کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سنہ ۳ ہجری کو پیدا ہوئے اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے لئے انھوں نے قرینہ کے ساتھ تحریر فرمایا ہے " **ولد الحسن بن علی علیہ السلام فی شهر رمضان فی سنة بدر سنة اثنین بعد الهجرة** "[26] امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام ہجرت کے دوسرے سال جنگ بدر کے سال میں پیدا ہوئے ہیں اگرچہ ایک روایت میں سنہ ۳ ہجری بھی آپ کی ولادت ذکر ہوئی ہے جناب کلینیؒ سنہ ۲ ہجری کو زیادہ معتبر مانتے ہیں اس لئے اس روایت کو قرینہ کے ساتھ ذکر کیا ہے جبکہ دوسری

(25) الکافی للکلینی: ج۱، ص۴۶۳۔

(26) الکافی للکلینی: ج۱، ص۴۶۱۔

https://downloadshiabooks.com/

روایت رُوِی کے لفظ مجہول کے ساتھ ذکر فرمایا ہے جو ضعف روایت کا پتہ دیتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت کے مابین ٦ ماہ اور دس روز کا فاصلہ تھا اگر یہ بات مان لی جائے تو حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت کو ماہ ربیع الاول میں تسلیم کرنا پڑے گا جبکہ سبھی مورخین نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت کو ماہ شعبان کی تیسری تاریخ بیان فرمایا ہے یاتو یہ روایت درست نہیں ہے کہ چھ ماہ دس روز کا ہی فاصلہ تھا یا یہ کہ ماہِ ولادت کو شعبان کے بجائے ربیع الاول ماننا پڑے گا کیونکہ ماہ رمضان کی ۱۵ سے ربیع الاول کی آخری تاریخ ٦ ماہ دس دن ہو جاتی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے الفاظ کتاب کافی میں اس طرح وارد ہوئے ہیں "**کان بین الحسن علیہ السلام والحسین علیہ السلام طهر و کان بینهما فی المیلاد ستة اشهراً و عشراً**"[27] امام حسنؑ کی ولادت اور

(27) الکافی للکلینی: ج۱، ص۴۶۳۔

https://downloadshiabooks.com/

امام حسینؑ کے حمل میں صرف ایک طہر یعنی دس روز کا فاصلہ تھا اور ان دونوں بزرگواروں کی ولادت کے درمیان چھ ماہ دس دن کا فاصلہ تھا"۔

ایک خاص بات جو اس روایت میں توجہ کے قابل ہے وہ یہ کہ امام صادق علیہ السلام نے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کے درمیان ابتداءِ وجود مبارک کا فاصلہ ایک طہر بتلایا ہے طہر اس مدت زمانی کو کہتے ہیں کہ جو دو نجاستوں کے درمیان دس روز کی طہارت ہوتی ہے دو نجاستیں چاہے بصورت حیض ہوں یا صورت حیض و نفاس ہوں اور چونکہ حضرت سیدۃ نساء العالمین سلام اللہ علیہا کو خداوند متعال نے طاہرہ مطہّرہ اور بتولِ عذراء قرار دیا ہے لہذا ولادت امام حسنؑ اور ابتداء وجود امام حسین علیہ السلام کے درمیان ایک طہر کے فاصلہ کا مطلب دس دن کی نجاستوں کے درمیان کا فاصلہ نہیں ہے بلکہ صرف فاصلۂ زمانی کو بیان کرنا مقصود ہے یعنی حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی ولادت کے دس روز بعد حضرت امام حسین علیہ السلام کے وجود مبارک کا آغاز ہوا ہے اور چھ ماہ دس روز کے بعد امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

ایسی صورت میں ہمارے پاس ۱۵ ار مضان کی تاریخ کو قطعی اور یقینی تاریخ مان لینے کی صورت میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت با سعادت ربیع الاول کے اواخر میں تسلیم کرنا ہو گا اور اگر حضرت امام حسین علیہ السلام کی تاریخ ولادت ۳ شعبان کو قطعی و یقینی تاریخ تسلیم کرتے ہیں تو ہمیں پیچھے چھ ماہ دس روز پہلے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی ولادت کو ماہ صفر کے وسط میں تسلیم کرنا ہو گا کیونکہ ماہ شعبان کی ۳ تاریخ سے پیچھے چھ ماہ دس روز جاتے ہیں تو ماہ صفر کے وسط میں پورا اترتا ہے اور دوسری مشکل یہ پیش آتی ہے کہ پھر دونوں اماموں کی سال ولادت ایک ہی بنتی ہے سنہ ۲ ہجری ہو یا ۳ ہجری جبکہ کسی محدث یا مورخ نے امام حسین علیہ السلام کی تاریخ ولادت سنہ ۲ ہجری نہیں لکھی ہے ہاں امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی سال ولادت ۲ بھی ہے اور تین بھی نقل ہوئی ہے لہذا ۱۵ ار مضان اور تین شعبان میں سے کوئی ایک تاریخ غیر موثق و غیر معتبر ہے۔ **والعلم عند اللہ**

حضرت امام حسینؑ اور عرش اعلیٰ کا خاص فرشتہ

جناب شیخ جعفر بن نما حلیؒ کی مشہور مقتل کی کتاب ہے جو "مثیر الاحزان" کے نام سے مشہور و معروف ہے جس کا ترجمہ "درد و غم اور حزن و

https://downloadshiabooks.com/

ملال کو ابھارنے اور بھڑکانے والی کتاب" ہے، کتاب میں ابن نما حلیؒ اور علامہ مجلسیؒ نے بحار الانوار کی ۴۵ جلد میں اس واقعہ کو درج فرمایا ہے کہ ایک الگ قسم کا، عرش اعظم کا ایک ایسا فرشتہ جو کہ کبھی کسی نبی یا امام کی بارگاہ میں نہیں پہنچا تھا اور نہ ہی کبھی کسی کام کی ماموریت انجام دینے کے لئے زمین پر اترا تھا وہ فرشتہ بہت دنوں سے جناب رسول خداؐ کے دیدار کا مشتاق تھا لیکن بعثت بلکہ ولادت رسول خداؐ سے لیکر ولادت جناب امام حسین علیہ السلام تک اسے قدرت نے رسول خداؐ کے دیدار کی اجازت مرحمت نہیں فرمائی تھی اور نہ ہی اس نے زمین پر اتر کر کبھی رسول خداؐ کا دیدار کیا تھا اور نہ ہی اہل بیت طاہرین علیہم السلام کا۔

لیکن ولادتِ امام حسین علیہ السلام پر سارے فرشتے بارگاہ رسول خداؐ میں حاضر ہو کر تبریک و تہنیت پر مامور تھے تو اس فرشتے نے بھی بارگاہ خداوندی میں اذن طلب کیا روایت کا فقرہ ہے " اشتاق لرؤية النبیﷺ فاستاذن ربه بالنزول الی الارض لزيارته" شوق زیارتِ رسول خداؐ جب بہت بڑھا تو اس نے قدرت سے زمین پر اترنے اور بارگاہ رسالتؐ میں حاضری کی اجازت طلب کی تا کہ سید المرسلین و خاتم النبیینؐ کے دیدار سے مشرف ہو جائے اس فرشتے کی خصوصیت تاریخ میں

https://downloadshiabooks.com/

ان الفاظ میں درج ہوئی ہے " کان ذلك الملك لم ینزل الی الارض ابداً منذ خلقت"، جب سے زمیں خلق ہوئی ہے اس روز سے کبھی بھی زمین پر نزول کی اجازت نہیں ملی تھی یاد رہے کہ زمین پہلے خلق ہوئی حضرت آدمؑ علیہ السلام بعد میں یعنی اس کائنات کے فرش کی خلقت سے پہلے وہ فرشتہ خلق ہو چکا تھا مگر اس نے کبھی زمین پر اتر کر حضرت آدم و حوا علیہا السلام سے ملاقات نہ کی اور نہ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسی علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دیگر حضرات مرسلین و نبیین علیہم السلام سے کبھی کسی نبی کے پاس آ کر ان کا دیدار نہیں کیا تھاالبتہ جب ہمارے نبیؐ کی ظاہری خلقت ہوئی اور اس فرشتے کو ہمارے نبیؐ کی ولادت کا علم ہوا تو اس نے دربار خالق میں عرضی ڈال دی تھی کہ مجھے بھی رسول خداؐ کے دیدار کا شرف حاصل ہو جائے مگر بے چارے کو رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچنے کی اجازت نہیں ملی یہاں تک کہ جناب رسول خداؐ کا دوسرا نواسہ حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو گویا اب اس فرشتہ سے رہا نہ گیا سارے فرشتے یکے بعد دیگرے وفد کی شکل میں اترتے رہے کہ اس نے شوق دیدار رسالت مآب میں ولادت امام حسین علیہ السلام کے وقت ایک بار پھر بارگاہ خداوندی میں اجازت کا مطالبہ کر دیا تو قدرت کی آواز آئی اے

https://downloadshiabooks.com/

فرشتے ہم تمہیں اجازت دے رہے ہیں مگر "ایها الملك اخبر محمداً" اے فرشتے جا جا کر میرے نبی حضرت محمد مصطفیؐ کو یہ بھی خبر دے دے کہ آپ کی امت کا ایک بد بخت شخص آپ کے نواسے فرزند بتولؑ کو شہید کر دے گا تمہیں ہی یہ خبر میرے نبی تک پہنچانی ہے۔

روایت کا فقرہ ہے کہ اس خبر کو سن کر جیسے اس فرشتہ کے ہاتھ پیر پھول گئے ہوں وہ ہل کر رہ گیا آخر کار اس نے بارگاہ خداوندی میں عذر خواہی کرتے ہوئے کہہ دیا کہ اے پروردگار میں تیرے آخری نبیؐ کے دیدار کی خوشی پانے کے لئے اس قدر سخت مصیبت بھری خبر سے ان کو کیونکر دکھی و رنجیدہ کروں گا! اے اللہ مجھے حیا آتی ہے کہ میں تیرے نبیؐ کو ان کے لال کی شہادت کی خبر سے غمزدہ کر دوں "لیتنی لم انزل الی الارض" اے کاش میں زمین پر اترنے کی کبھی تمنا ہی نہ کرتا میں تو تیرے آخری نبیؐ کے دیدار و زیارت کے شوق میں اترنا چاہتا تھا اور تو مجھے اس قدر ہولناک خبر دینے کی ماموریت سونپ رہا ہے گویا وہ فرشتہ اپنی تمنا سے شرمندہ اور شوق زیارت رسول خداؐ کو اپنے سینہ میں دفن رکھنے کی مانگ کر رہا ہے مگر آوز قدرت آئی اے فرشتے "ان اِفعل ما اُمرتَ به" یاد رہے وہ قرب زمین پہنچ گیا تھا بزم رسالت مآب میں داخل ہوا چاہتا تھا کہ خدا کا پیغام اسے ملا اور یہ ماموریت اسے

https://downloadshiabooks.com/

سونپی گئی ہے لہذا وہ خود سے کہہ رہا تھا اے کاش میں زمین پر ہی نہ اترا ہوتا کہ ایسی ذمہ داری مجھے سونپی جاتی مگر آواز قدرت آئی جس چیز کا تمہیں دستور دیا گیا ہے اسے بجالاؤ اور جاؤ بزم رسالت میں میرے نبیؐ کو ان کے لال کی شہادت کی خبر سنادو۔

وہ فرشتہ مامور تھا اور " المامور معذور " جس کو کسی امر کا پابند بنا دیا جاتا ہے وہ معذور ہوتا ہے اسے کرنا ہی پڑتا ہے لہذا وہ فرشتہ اس ماموریت کو کیسے نبھا رہا ہے اس پر توجہ فرمائیں سلام کر کے بزم رسالتؐ میں داخل ہوتے ہی اس فرشتے نے اپنے پروں کو زمین پر پھیلا دیا اور رسول خداؐ سے مخاطب ہو کر پہلے اپنی زیارت کا مقصد اور شوق ملاقات وغیرہ کا تذکرہ کرتا ہے پھر رسول خداؐ سے بڑی عذر و معذرت کے ساتھ یہ جملہ کہتا ہے کہ " **فلیت ربّی کان حطّم اجنحتی** " اے کاش میرا پروردگار میرے پروں کو توڑ ڈالتا " **ولم آتك بهذا الخبر** ؟" اور میں آپ کے پاس ایسی منحوس و غم بار خبر نہ لیکر آتا لیکن اب میں کیا کر سکتا ہوں " **ولکن لا بد من انفاذ امر ربی عزوجل** " اپنے پروردگار کے امر کے نفاذ کے علاوہ کوئی چارہ بھی تو نہیں ہے اے اللہ کے رسولؐ میری زیارت کا شوق تو پورا ہوا مگر ایسی بھیانک خبر دیتے ہوئے میں نہایت شرمسار اور غمزدہ ہوں کہ اے اللہ کے پیارے رسولؐ آپ کے نواسہ

https://downloadshiabooks.com/

کو آپ کی امت کا ایک بدبخت شخص شہید کر ڈالے گا خدا کی اس پر دنیا و آخرت میں لعنت ہو خدا اسے اس جرم میں ہمیشہ جہنم میں سزا دے گا اور بہت جلد دنیا سے فنا ہو جائے گا۔

حضرت امام حسینؑ اور حضرت ام سلمہؓ

حضرت ام سلمہؓ جناب رسول خداؐ کی حضرت خدیجہ علیہا السلام کے بعد سب سے اہم و افضل زوجہ ہیں ان کی تعریف میں تمام مسلمان متفق ہیں ان کی خدمات بہت ہیں اور اہل بیت علیہم السلام کے تعارف میں انھوں نے بڑی زحمتیں اٹھائی ہیں اور خاص طور سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے حوالے سے ان کے بیانات بڑی اہمیت کے حامل ہیں جنھیں یکے بعد دیگرے بیان کیا جائے گا۔

کتاب عوالم العلوم جو جناب شیخ عبد اللہ بحرانی کی کتاب ہے آپ حضرت امام حسین علیہ السلام سے متعلق جلد میں بڑی پیاری پیاری روایات نقل کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جناب ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ حضرت رسول خداؐ میرے حجرے میں تشریف لائے تھے کہ تھوڑی دیر میں دونوں شاہزادے حاضر خدمت ہوئے پہلے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام تشریف

https://downloadshiabooks.com/

لائے تو جناب رسول خداؐ نے انھیں اپنے داہنے زانو پر بٹھا لیا اور اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف لائے تو جناب رسول خداؐ نے انھیں بائیں زانو پر بٹھا لیا جناب ام سلمہؓ صورت حال کی منظر کشی کرتی ہوئی فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ جیسے اپنی ڈیوٹی پوری کر رہے ہوں اور گویا آنحضرتؐ مامور ہوں کہ دونوں شاہزادوں کو یکے بعد دیگرے بوسہ دیتے جائیں روایت میں ام سلمہؓ کے کلمات یہ ہیں "**وجعل یقبّل هذا تارة و هذا اخری**" ایک مرتبہ امام حسن علیہ السلام کو بوسہ دیتے ہیں تو دوسری مرتبہ امام حسین علیہ السلام کو اور بس یہی ایک کام کئے جا رہے ہیں اور اس طرح دونوں شاہزادوں کو بوسہ دیتے ہوئے کتنی دیر لگی یہ تو روایت میں مذکور نہیں ہے مگر یہ ضرور ہے کہ اتنے میں جناب جبرئیل امینؑ بارگاہ خداوندی سے بارگاہ ختم المرسلینؐ میں نازل ہوئے اور انھوں نے رسول خداؐ کو مخاطب کر کے ایک سوال کر لیا "**یا رسول الله! انك لتحب الحسن**ؑ **والحسین**ؑ؟" اے اللہ کے رسولؐ! آپ امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے بہت محبت کرتے ہیں عبارت میں لہجہ تو ذکر نہیں ہوا ہے لیکن کتاب میں جملہ کے بعد علامت سوال لگا ہوا ہے جس سے مؤلف کا مقصد یہی بیان کرنا ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے سوالیہ انداز میں تاکید در تاکید یہ کہا تھا کہ اے اللہ کے رسول! آپ حسنؑ و حسینؑ سے بہت پیار کرتے ہیں؟!

https://downloadshiabooks.com/

جناب رسول خداؐ نے فرمایا "**و کیف لا احبّھما و ھما ریحانتای من الدنیا و قرتا عینی**" بھلا میں کیونکر ان دونوں کو پیار نہیں کروں گا حالانکہ یہی دونوں تو میری دنیا کے دو پھول ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں جبرئیلؑ نے عرض کیا "**یا نبی اللہ ان اللہ قد حکم علیھما یامر فاصبر لہ**" اے اللہ کے رسولؐ! خداوند متعال نے ان دونوں کے حق میں ایک امر کا فیصلہ لے رکھا ہے لہذا آپ کو اس امر پر صبر سے کام لینا ہے آنحضرتؐ نے سوال کر لیا اے جبرئیلؑ وہ امر الہی و قدرت کا فیصلہ کیا ہے؟ تو جناب جبرئیلؑ نے عرض کیا "**قد حکم علی ھذا الحسن علیہ السلام أن یموت مسموماً**" فیصلہ الہی و تقدیر ربانی میں اور علم ازلی خداوندی میں یہ گزر چکا ہے کہ آپ کا یہ لال حسن مجتبیٰ علیہ السلام زہر ہلاہل سے شہید کیا جائے گا" **و علی ھذا الحسین علیہ السلام ان یموت مذبوحاً**" اور علم الہی میں یہ مقدر ہو چکا ہے کہ آپ کا دوسرا شاہزادہ حسین علیہ السلام ذبح کر دیا جائے گا اور تیر و تلوار سے شہید ہو جائے گا۔

ظاہر ہے کہ یہ علم الہی میں گذرنے کا مطلب ظالموں سے اختیار سلب ہونا نہیں ہے بلکہ امام حسین علیہ السلام اور امام حسن علیہ السلام کے

https://downloadshiabooks.com/

بارے میں رسول خداؐ کو پیشین گوئی کی جارہی ہے کہ اللہ کے علم میں یہ بات گذر چکی ہے مگر پھر بھی نہ ظالموں کو مسلوب الاختیار بنایا گیا ہے اور نہ ہی آپ اے اللہ کے رسولؐ! اس امر کے آگے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہیں بلکہ اللہ نے آپ کو اختیار دے رکھا ہے اور صرف آپ ہی نہیں بلکہ "ان لکل نبی دعوۃ مستجابۃ" سارے انبیاء و مرسلینؑ کو اللہ نے مستجاب الدعوۃ قرار دیا ہے آپ تو سارے انبیاء و مرسلینؑ کے سربراہ ہیں آپ کی چاہت و خواہش پر مبنی ہے اگر آپ چاہیں تو خداوند متعال آپ کی چاہت کے مطابق مستقبل کے فیصلہ بدل دے گا "ان شئت کانت دعوتك لولدیك الحسن علیه السلام والحسین علیه السلام" آپ چاہیں تو آپ کی مستجاب دعا کو حسن و حسین علیہما السلام کے سلسلہ میں خدا قبول کر سکتا ہے " فادع الله ان یسلمهما من السم والقتل" لہذا آپ کی مرضی ہے آپ چاہیں تو دعا کریں کہ خداوند متعال حسنؑ کو زہر سے بچالے اور امام حسین علیہ السلام کو تلوار سے!

جبرئیل امینؑ یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے ہیں کیونکہ جبرئیل امینؑ اس جماعت کے سربراہ ہیں کہ جن کے بارے میں قدرت کا

https://downloadshiabooks.com/

اعلان ہے کہ "**و هم بامره يعملون**"[28] فرشتے تو بس امر الٰہی سے کام کرتے ہیں وہ تابعِ فرمان الٰہی ہوتے ہیں تو جب سارے فرشتے حکم و دستور خدا کے تابع ہیں تو سردار ملائکہ کیونکر اس حکم میں تخطّی کر سکتے ہیں لہذا حضرت جبرئیلؑ جو بھی رسول خداؐ کے سامنے تجویز رکھ رہے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہے اور انھیں فرشتوں کے بارے میں قرآن کی اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے کہ "**لا يسبقونه بالقول**[29]" یہ فرشتے بغیر فرمان خدا کے کسی کام میں سبقت نہیں کرتے بلکہ ہمیشہ دستور الٰہی کے ساتھ چلتے ہیں۔

جبرئیل امینؑ کی دوسری پیش کش من جانب اللہ، رسول خداؐ کے سامنے یہ تھی کہ اے اللہ کے رسولؐ! "**ان شئت كانت مصيبتهما ذخيرة**" اور اگر آپ چاہیں تو ان دونوں شاہزادوں کی مصیبت و شہادت کو ذخیرۂ آخرت قرار دے لیں وہ ذخیرہ بھی کس طرح کا کہ جبرئیل امینؑ نے واضح کر دیا کہ حسن مجتبیٰؑ کی زہر سے شہادت واقع ہو اور حسینؑ کی تلوار سے ان دونوں بھاری مصیبتوں پر آپ صبر و شکیبائی کریں اور رضایت دے دیں تو خداوند متعال نے جہاں آپ کو دنیا میں بہت کچھ عطا کیا ہے ' **كانت**

(28) سورۂ انبیاء: آیت ۲۷۔

(29) سورۂ انبیاء: آیت ۲۷۔

https://downloadshiabooks.com/

مصيبتهما ذخيرة فی شفاعتك للعصاة من امتك يوم القيامة"، تو شہادت حسنین علیہما السلام کے بدلہ میں خدا آپ کو اور آپ کی امت کے گنہگاروں کے لئے ذخیرۂ شفاعت عطا فرمائے گا لیکن یہ دونوں پہلو آپ کے انتخاب پر مبنی ہیں آپ چاہیں تو یہ مصیبت شہادت ٹل سکتی ہے اور چاہیں تو راضی بر ضائے الٰہی ہو کر حسنؑ کی زہر سے شہادت اور حسینؑ کی تلوار سے شہادت کو قبول کر لیں تو ذخیرۂ شفاعت آپ کی ساری امت کے گناہ گاروں کے لئے ہو جائے گی۔

ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ رسول خداؐ نے جبرئیل امینؑ کی باتوں کو سنا اور انتخاب الٰہی کو تسلیم کیا اور جبرئیل امینؑ سے کہا" یا جبرئیل انا راضٍ بحکم ربی لا ارید الا ما یریده"اے جبرئیلؑ! میں اپنے پروردگار کے فیصلہ پر راضی و تسلیم ہوں بس میں وہی چاہتا ہوں جو میرا پروردگار چاہتا ہے میں مشیت الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں مجھے حسن مجتبیٰؑ کی زہر سے شہادت اور حسین مظلومؑ کی تیر و تلوار سے شہادت منظور ہے:"و قد احببت ان تکون دعوتی ذخیرة"، اور میں بتحقیق پسند کرتا ہوں کہ میری مستجاب الدعوۃ دعا، حسنؑ و حسینؑ کی شہادت سے بچاؤ کے لئے نہ ہو بلکہ میری امت کے گناہ گاروں کی شفاعت کے لئے ہو لہذا اے جبرئیلؑ میں اپنی امت

https://downloadshiabooks.com/

کے گناہ گاروں کی نجات کے لئے اپنے دونوں لال کی شہادت کو شفاعت کے طور پر ذخیرہ کرنا چاہتا ہوں جاؤ میرے پروردگار کو میری رضاو خوشنودی سے آگاہ کر دو اور کہہ دو کہ " یقضی الله فی ولدیّ ما یشاء" خداوند متعال میرے دونوں شاہزادوں کے سلسلہ میں جو چاہتا ہے حتمی فیصلہ اور قضاء مبرم فرمادے میں راضی برضاء الٰہی ہوں۔

لفظ "یقضی" بول رہا ہے کہ شہادت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور شہادت امام حسین علیہ السلام قدرت کا فیصلہ تو تھا لیکن حتمی فیصلہ حضرت محمد مصطفیؐ کی رضایت و خوشنودی پر موقوف تھا جب جناب رسول خداؐ نے اپنی رضایت و خوشنودی ظاہر کر دی تب خدا نے حسنینؑ کی شہادت کو حتمی فیصلہ میں بدلا ہے آخر اللہ کو نبیؐ اور ان کے اہل بیت علیہم السلام کتنے پیارے ہیں کہ ان کے سلسلہ میں قدرت اپنے فیصلہ کو بھی ان کی خوشنودی ان کی رضایت اور ان کی چاہت پر موقوف کرتی نظر آرہی ہے[30]۔

(30) العوالم، الامام الحسین للشیخ عبد اللہ بحرانی: ص۱۱۹، باب ۳، ح۱۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام حسینؑ اور نہر فرات کا کنارہ

کتاب عوالم العلوم والمعارف میں منقول ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام دو سال کے ہوئے تو ایک دفعہ آنحضرتؐ کو ایک سفر در پیش ہوا پیغمبر خداؐ اپنے اصحاب کے ساتھ تھے کہ یکایک ایک منزل پر ٹھہر گئے اور زبان مبارک پر کلمۂ استرجاع یعنی "انا للہ وانا الیہ راجعون" کا جملہ جاری ہوا اور آنکھیں اشکبار ہو گئیں یہ منظر دیکھ کر اصحاب نے سوال کر لیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! آپ ٹھہر کیوں گئے ہیں آپ کلمۂ استرجاع زبان پر کیوں لا رہے ہیں اور آپ گریہ کیوں فرما رہے ہیں تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ جبرئیلؑ آئے ہیں اور مجھے نہر فرات کے کنارے پر ایک ایسی سرزمین کی خبر دے رہے ہیں جسے کربلا کہتے ہیں " یقتل فیھا ولدی الحسینؑ" جہاں میرا لال حسین شہید کر دیا جائے گا گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ میرا لال کس طرح اس سرزمین پر یکہ و تنہا ہے اسے دشمنوں نے گھیر لیا ہے اور اسے وہاں شہید کر دیا ہے اس کی قبر وہاں بنی ہے اور اس کے اہل حرم کو اسیر کر کے بے کجاوہ اونٹوں پر سوار کیا گیا ہے اور انھیں دیار بہ دیار پھرایا جا رہا ہے اور میرے لال حسینؑ کا سر اقدس ایک ملعون کو ہدیہ کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے خدا کی اس پر لعنت ہو "فواللہ ما ینظر احد الی راس الحسینؑ و یفرح، الا خالف اللہ

https://downloadshiabooks.com/

بین قلبه و لسانه و عذبه الله عذابا الیماً" میرے لال حسینؑ کے سر کو دیکھ کر کوئی بھی خوش نہیں ہو گا مگر یہ کہ خداوند متعال اس کی زبان اور دل میں فرق ڈال دے گا یعنی وہ پکا منافق ہو گا اور پھر خداوند متعال اسے جہنم میں دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔

رسول خداؐ کی یہ بد دعا ہے کہ سر حسینؑ کو دیکھ کر خوش ہونے والا کوئی بھی ہو اس کے اوپر دنیا میں بھی عذاب ہے کہ وہ منافق ہو جائے گا اور آخرت میں بھی عذاب ہے کہ اسے دردناک عذاب کا سامنا کرنا ہو گا کیونکہ منافقین کا ٹھکانہ جہنم ہی نہیں بلکہ جہنم کا سخت ترین حصہ اور بدترین جگہ ہے قرآن مجید نے اعلان کر دیا ہے کہ "ان المنافقين في الدرك الاسفل من النار[31]" کہ اہل نفاق لوگ جہنم کے سب سے پست اور دردناک ترین وادی میں عذاب کا مزہ چکھیں گے۔

پیغمبر خداؐ جب سفر سے واپس ہوئے تو ویسے ہی درد و غم اور مغموم و مہموم عالم میں سیدھے مسجد نبویؐ کا رخ کیا منبر پر تشریف لے گئے لیکن صورت حال تبدیل ہے اصحاب کا مجمع ہے مہاجرین و انصار سب اکٹھا ہیں آج

(31) سورۂ النساء: آیت ۱۴۵۔

https://downloadshiabooks.com/

رسول خداؐ منبر پر انوکھے انداز میں تشریف لائے ہیں کیونکہ آپ کے ہمراہ ایک زانو پر حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام ہیں جن کی عمر دو سال چند ماہ ہے اور دوسرے زانو پر امام حسین علیہ السلام ہیں کہ جن کی عمر کل دو برس کی ہے۔

پہلے رسول خداؐ نے حمد و ثنائے الٰہی شروع کی اس کے بعد خطبہ کا آغاز کرتے ہیں پہلے اصحاب کو وعظ و نصیحت فرماتے ہیں اور دونوں لال آغوش میں ہیں لوگوں کو یقیناً حیرت ہوئی ہو گی لیکن کوئی کچھ نہیں بول رہا ہے سارا مجمع محو حیرت ہے کہ آج خطبہ کے اس نئے انداز میں رسول خداؐ ہیں کہ دونوں شاہزادوں کو ہمراہ لئے ہوئے خطبہ دے رہے ہیں خطبہ ختم کر لیا تو روایت کا فقرہ ہے کہ "فلما فرغ من خطبته وضع یده الیمنی علی راس الحسنؑ والیسری علی راس الحسینؑ" اللہ کے رسول نے خطبہ سے فراغت کے بعد اپنا داہنا ہاتھ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے سر مبارک پر رکھا اور بایاں دست مبارک امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک پر رکھا اور اصحاب کی موجودگی میں اپنا رخ آسمان کی طرف موڑا اور خدا سے دعا کرنے لگے "اللھم ان محمداً عبدك و رسولك" پالنے والے تو خوب اچھی

https://downloadshiabooks.com/

طرح جانتا ہے کہ میں محمد تیرا بندہ اور رسول ہوں "ھذان اطائب عترتی" اور یہ میرے دونوں لال میری عترت کے پاک و پاکیزہ ترین فرد بشر ہیں۔

پالنے والے تیری جانب سے جبرئیل امینؑ نے آکر مجھے خبر دی ہے کہ "ان ولدی ھذا مقتول بالسم" میرا یہ لال حسن مجتبیٰؑ زہر سے شہید کیا جائے گا "والآخر شھید مضرج بالدم" اور میرے دوسرے لال حسینؑ کو شہید کیا جائے گا اور وہ اپنے خون سے آغشتہ ہو گا پالنے والے مجھے دونوں لال کی شہادت منظور ہے مگر اے خدا تو ان کے قاتلوں کو پھلنے پھولنے نہ دینا ان کے قاتلوں کی نسل کو منقطع کر دینا اور جو بھی میرے لال حسینؑ کی نصرت سے جی چرائے گا اس کی نسل کو بھی منقطع کر دینا اور اسے جہنم کے شدید عذاب میں مبتلا کرنا اور جہنم کے نچلے طبقہ میں جہاں منافقین کو عذاب سخت میں مبتلا کرے گا وہاں قاتلین امام حسینؑ کو معذب فرمانا رسول خداؐ اس دردناک طریقہ سے یہ گفتگو فرما رہے تھے "فضجّ الناس بالبکاء والعویل" کہ سارا مجمع پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا رسول خداؐ بے تحاشہ رو رہے تھے اور فریاد کر رہے تھے یہ سیرت رسول خداؐ اور سنت و روش صحابہ ہے کہ شہادت امام حسین علیہ السلام سے ساٹھ برس پہلے ہی صحابہ ان کی شہادت کی خبر سن کر رو رہے تھے اور چیخ چیخ کر رو رہے تھے۔

https://downloadshiabooks.com/

پیغمبر خداؐ نے یہ منظر دیکھ کر ارشاد فرمایا" **ایھا الناس أ تبکونه ولا تنصرونه**"اے لوگو! تم رو رہے ہو حسینؑ پر کیا تم لوگ میرے لال کی نصرت نہیں کروگے خدایا تو میرے لال کا ناصر و مدد گار بن جا،لوگ مدد کریں یا نہ کریں تو میرے لال حسینؑ کی مدد کرنا پھر رسول خداؐ نے ثقلین کے بارے میں فرمایا اے لوگو میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اپنی عترت اپنے پارہ جگر اپنے خاندان کو اور خداوند متعال کی کتاب قرآن کو[32]۔

جناب رسولخداؐ اپنے دور کے مسلمانوں کو مخاطب کر رہے ہیں لیکن یہ خطاب تا قیام قیامت آنے والے انسانوں سے ہے اس لئے کہہ رہے ہیں "**یا قوم انی مخلف فیکم الثقلین کتاب الله و عترتی**"اے میری قوم والو! رسول خداؐ کی قوم صرف صدر اسلام کے مسلمین نہیں تھے بلکہ رہتی دنیا تک سارے لوگ امت رسول اور قوم نبی ہیں لہذا یہ خطاب سب سے ہے کہ میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک خدا کی کتاب قرآن دوسرے اپنی عترت اپنے اہل بیت علیہم اور یہ خبر بھی دیکر جا رہا

(32) العوالم الامام الحسین للشیخ عبد الله البحرانی: ص۱۱۷ الباب الثانی۔

https://downloadshiabooks.com/

ہوں کہ "لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض" یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی بھی جدا نہیں ہوسکتے قرآن اہل بیت علیہم السلام کی طرف ہدایت کرے گا اور میرے اہل بیت علیہم السلام قرآن کی طرف ان کے درمیان کبھی بھی جدائی نہیں ہوگی یہاں تک کہ یہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائیں گے۔

یاد رکھو بروز قیامت میں تم سب سے وہی پوچھوں گا جس کا میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے یاد رکھو جہاں میں تم سے قرآن کے متعلق سوال کروں گا وہیں اپنی عترت کے بارے میں بھی تم سے سوال کروں گا کہ کیا تم نے میرے قرابت داروں سے محبت و مودت رکھی ہے؟ خبردار کل تم حوض کوثر پر میرے پاس میری عترت کو اذیت دیکر مت آنا میرے اہل بیت علیہم السلام کو قتل کرکے میرے پاس مت پہنچنا میرے خاندان پر ظلم و ستم کرکے مجھ سے مت ملنا۔

یاد رکھو میں تمہیں ابھی آگاہ کئے دیتا ہوں کہ بروز قیامت میرے پاس امت کے تین گروہ الگ الگ پرچموں کے ساتھ وارد ہوں گے "الاولی رایۃ سوداء مظلمۃ قد فزعت منھا الملائکۃ" ان میں سے پہلا اس

قدر سیاہ و تاریک پرچم ہو گا کہ اس سے خدا کے فرشتوں کو بھی گھبراہٹ ہو گی اللہ کے فرشتے بھی خوف زدہ ہوں گے یہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں ان سے سوال کروں گا کہ تم کون لوگ ہو؟ "**فیـنسون ذکری**" ان کو میرا نام تک یاد نہیں رہ جائے گا میری یاد سے غفلت کا شکار ہوں گے اور مجھ سے کہیں گے "**نحن اهل التوحید من العرب**" ہم لوگ عرب کے فرزندان توحید ہیں ہم مسلمان ہیں ہمارا تعلق سرزمین عرب سے ہے ہم کلمہ گو ہیں تب میں کہوں گا "**انا احمد نبی العرب والعجم**" اور میں محمد مصطفیؐ احمد مجتبیٰؐ عرب و عجم سب کا نبی ہوں وہ لوگ پھر مجھ سے کہیں گے کہ ہم آپ ہی کی امت ہیں۔

میں رسول خداؐ بس یہ ایک سوال کروں گا کہ تم لوگوں نے میری دو گراں قدر چیزوں کو جنہیں میں تمہارے درمیان بطور امانت چھوڑ کر گیا تھا کیا سلوک روا رکھا ہے؟ تو وہ بول پڑیں گے ہم نے قرآن کو تو ضائع کر دیا تھا اور آپ کی عترت کو زمین سے مٹانے کی ٹھانے ہوئے تھے جب میں ان سے اس طرح کی باتیں سنوں گا تو ان سے اپنا رخ پھیر لوں گا تو وہ لوگ میرے پاس سے بے حد پیاسے اور سیاہ فام بھگا دیئے جائیں گے اور ظاہر ہے کہ پھر ان کا ٹھکانہ جہنم کا نچلا طبقہ ہو گا۔

https://downloadshiabooks.com/

اس کے بعد دوسرا گروہ میرے پاس حاضر ہو گا ان کے ہمراہ بھی سیاہ رنگ کا پرچم ہو گا مگر ان کی حالت پہلے والے گروہ سے بھی گئی گذری ہو گی اس لئے کہ اس پرچم کی سیاہی و تاریکی ''اشد سواداً من الاولی'' پہلے والے سے بھی زیادہ ہو گی میں سوال کروں گا تم لوگوں نے میری دو گراں قدر چیزوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ میرے اہل بیت علیہم السلام اور قرآن کے حق میں کیسا سلوک روا رکھا ہے؟ وہ کہیں گے کہ آپ کی سب سے بڑی امانت قرآن کی ہم نے سخت مخالفت کی ہے اور دوسری گراں قدر چیز آپ کی عترت کی جہاں تک بات ہے ''فمزّقناھم کل ممزّقة'' ہم سے جتنا ہو سکتا تھا ہم نے انھیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ہے یہ سن کر میں رسول خداؐ ان سے شدید بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے اپنے پاس سے بھگا دوں گا تو وہ لوگ بھی شدت پیاس سے جاں بلب اور سیاہ رو ہو کر میرے پاس سے ہٹا دئے جائیں گے اور انجام معلوم ہے کہ انھیں منافقین کے ٹھکانے جہنم کے نچلے طبقہ میں جھونک دیا جائے گا۔

پھر تیسرا پرچم نمودار ہو گا یہ لوگ میرے پاس پہنچیں گے ان کا اس قدر نورانی ہو گا کہ اس کی کرنیں ان کے چہروں کو منور کر رہی ہوں گی وہ تابناک چہروں کے ساتھ اور چمکتے ہوئے پرچم کے ساتھ میری خدمت میں پہنچیں گے تو میں ان سے سوال کروں گا کہ آپ کون لوگ ہیں؟ تو وہ کہیں گے

https://downloadshiabooks.com/

کہ ہم امت محمد مصطفیٰؐ سے ہیں ہم تقوی و پرہیز گاری اور وحدانیت الٰہی کے قائل ہیں ہم حق کے پرستار رہنے والے ہیں حق کا ساتھ دینے والے ہیں ہم نے رسول خداؐ کی گراں قدر کتاب الٰہی قرآن مجید کو اپنایا ہے اس کے حلال کو حلال سمجھ کر اور اس کے حرام کو حرام سمجھ کر دوری اختیار کی ہے اور اپنے رسولؐ کی چھوڑی ہوئی دوسری گراں قدر چیز ان کے اہل بیت علیہم السلام ان کے خاندان سے محبت کی ہے ہم نے ان کی نصرت میں کوتاہی نہیں کی ہے ان کی مدد کے ساتھ ان کے دشمنوں سے جنگ کی ہے اور ہمیشہ ان کے دشمنوں سے بر سر پیکار رہے ہیں۔

رسول خداؐ فرماتے ہیں کہ میں اس موقع پر ان سے کہوں گا تمہیں بشارت ہو کہ میں ہی تمہارا نبی محمد مصطفیٰؐ ہوں بے شک تم لوگ دنیا میں ویسے ہی تھے جیسا کہ تم نے ابھی بیان کیا ہے پھر میں انھیں اپنے ہاتھوں سے جام کوثر سے سیراب کروں گا اور سب کے سب وہاں سے سیراب ہو کر دمکتے چہروں اور بشارتوں کے ہمراہ آگے بڑھ جائیں گے اور آگے بڑھ کر اس جنت میں داخل ہو جائیں گے جہاں وہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔

https://downloadshiabooks.com/

یہ کہہ کر جناب رسول خداؐ ایک بار پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کا تذکرہ منبر سے شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے لوگو یہ جبرئیلؑ مجھے خبر دے رہے ہیں "ان امتی سیقتل الحسین ابنی فی کربلا" کہ میرے لال حسینؑ کو کربلا میں میری امت کے کچھ لوگ شہید کر ڈالیں گے خدا کی لعنت ہو جو انھیں قتل کرے گا اور اس کے اوپر بھی خدا کی لعنت ہو جو اس کو قتل کرنے میں قاتلوں کا کسی طرح مدد گار ہو گا اور اللہ ان سب کو قیامت تک اپنی رحمت و عنایت سے دور رکھے۔

یہ فرما کر جناب رسول خداؐ منبر سے نیچے تشریف لے آئے مگر حالت یہ تھی کہ "لم یبق من المهاجرین والانصار الا انه اغتم و حزن علی قتل الحسین ؑ" کوئی بھی مہاجرین و انصار میں وہاں ایسا نہیں تھا کہ جو قتل امام حسین علیہ السلام کی خبر سن کر محزون و مغموم نہ ہوا ہو۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کا تذکرہ انبیاء ماسبق کی کتب و صحیفوں میں موجود تھا اور یہ تذکرہ بالخصوص شہادت امام حسین علیہ السلام سے متعلق تھا مدینہ میں صدر اسلام کے بہت سے یہودی آ کر بسے ہوئے تھے مکہ میں بھی یہودی و نصرانی اطراف شہر میں رہتے تھے ان میں بعض پڑھے لکھے تھے اور

https://downloadshiabooks.com/

صحف آسمانی، کتب الٰہی کے قاری تھے جو آمد رسول خداؐ سے پہلے ان کی آمد کی بشارت اہل جاہلیت کو دیا کرتے تھے لیکن جب رسول خداؐ مبعوث بر سالت ہوئے تو انھوں نے آنحضرتؐ کی مخالفت بھی کی لیکن یہ طے ہے کہ ان میں توریت انجیل اور دیگر صحیفوں کی تلاوت کرنے والے اور آسمانی تعلیمات سے آشنا اور خاص طور سے مستقبل کے سلسلہ میں بعض پیشین گوئیوں سے آشنا لوگ موجود تھے کہ جن میں سے ایک منفور و مبغوض شخصیت کعب الاحبار کی بھی ہے یہ شخص دنیا پرست اور ابن الوقت تھا لیکن بعض حقائق توریت کو کبھی کبھی برملا کر دیا کرتا تھا۔

کتاب امالی الصدوقؒ کی مجلس نمبر ۲۹ میں سالم بن ابی جعدہ سے مروی ہے کہ ایک روز میں نے کعب کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ "ان فی کتابنا ان رجلاً من ولد محمد رسول الله لیقتل" ہم نے اپنی کتاب میں پڑھ رکھا ہے کہ فرزندان محمد رسول خداؐ میں سے ایک شخص کو بڑی بے دردی سے قتل کر دیا جائے گا اور اسے یکہ و تنہا قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ ایک جماعت کے ہمراہ قتل کیا جائے گا اس جماعت کی خصوصیت و امتیاز بھی ہماری کتب میں ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ " و لا یجف عرق دواب اصحابه حتی یدخلوا الجنة" ان کے گھوڑوں کی رگوں سے بہتے ہوئے خون خشک

https://downloadshiabooks.com/

بھی نہ ہو پائیں گے کہ وہ داخل جنت ہو جائیں گے مطلب یہ ہے کہ ادھر وہ اپنے خون میں لت پت ہوئے اور سانس نکلی ادھر وہ داخل جنت بغیر حساب و کتاب ہو جائیں گے "فیعانقوا الحور العین" اور بہشت بریں میں وہ حور العین سے معانقہ کریں گے یہ وہ مطلب ہے کہ جس کا تذکرہ شب عاشور اصحاب حسینی نے بھی کیا ہے بعض نے بعض سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ادھر یہ قوم ہم پر حملہ آور ہو گی ادھر ہم شہید ہو کر داخل جنت ہو جائیں گے اور حوران جنت سے معانقہ کریں گے۔

سالم بن ابی جعدہ واقعہ نگار و ناقل حادثہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ کعب کے ہمراہ محو گفتگو تھے ہی کہ اتنے میں ادھر سے حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا گزر ہوا تو ہم نے کعب سے پوچھا کیا خیال ہے تمہارا کیا یہی تو تیری مراد نہیں ہیں؟ مطلب یہ ہے کہ فرزند رسول خداؐ کو شہید کیا جائے گا وہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام تو نہیں ہیں؟ کعب نے نفی میں سر ہلایا اور کہا کہ وہ فرزند رسول خداؐ یہ نہیں ہیں یہیں پر بات واضح کر دوں کہ اصحاب رسول خداؐ کے لئے یہ بات کنفرم تھی کہ فرزند علیؑ و بتولؑ ہی فرزندان رسول خداؐ ہیں اسی لئے آمد حضرت حسن مجتبیٰ علیہ السلام پر اصحاب رسول خداؐ نے کعب سے سوال کیا تھا کہ کیا یہی تو تیری مراد نہیں ہیں؟ سالم کہتے ہیں کہ ابھی تھوڑی دیر نہ گزری

https://downloadshiabooks.com/

تھی کہ ادھر سے امام حسین علیہ السلام کا بھی گزر ہوا " **فمرّ بنا الحسین فقلنا هو هذا فقال نعم** " تو ہم نے سوال کیا کہ اے کعب کہیں تیری مراد حسین بن علی فرزند رسول خداؐ یہ تو نہیں ہیں؟ اس نے جواب مثبت دیا اور بولا کہ جس فرزند رسول خداؐ کی اس کے اصحاب و انصار کے ساتھ شہادت کی بات میں کر رہا ہوں اور جن کے تذکرہ کو توریت میں ہم نے لکھا ہوا پایا ہے وہ یہی حسین بن علی علیہ السلام ہیں۔

بیان کعب کے مطابق حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت و قربانی وہ بھی ان کے ایسے اصحاب باوفا کے ساتھ کہ جن کو براہ راست و بلا حساب داخل بہشت ہونا ہے توریت میں بھی اس طرح واضح و آشکار لکھا ہوا تھا کہ قاریان توریت اس سے باخبر تھے اور مکہ اور مدینہ کے اطراف میں موجود یہود و نصاریٰ اس حادثہ کے بہت سی جزئیات سے بھی واقف تھے اور گاہے بگاہے ان معلومات کو اصحاب رسول خداؐ سے شیئر بھی کیا کرتے تھے۔

امام حسینؑ اور ذبح عظیم کا مطلب

حضرت امام رضا علیہ السلام کی وہ روایت جس کا تعلق حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام دونوں سے ہے بیان کی جا چکی ہے اس میں ایک

https://downloadshiabooks.com/

مطلب کی وضاحت کرنی باقی رہ گئی ہے اور وہ یہ کہ جناب ابراہیم علیہ السلام ،جناب اسماعیل علیہ السلام کو قربان کر کے اور اپنے ہاتھوں سے ذبح کر کے عظیم ترین اجر و ثواب کے خواہاں تھے حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بچ جانے اور دنبہ کے آجانے کے بعد حضرت ابراہیمؑ کے دل میں یہ تمنا رہ گئی تھی کہ کاش میرے ہاتھوں میرا لال ذبح ہو گیا ہوتا اور میں اپنے لال کی قربانی پر عظیم اجر و ثواب حاصل کر لیتا اس وقت آواز قدرت آئی: اے ابراہیم! آپ اس عظیم اجر سے محروم نہیں رہیں گے ہم آپ کو اپنے لال کی قربانی کے بدلہ جو اجر و ثواب دینا چاہتے ہیں اور جس کے آپ مستحق ہونا چاہتے ہیں اسے دوسرے انداز سے بلکہ اس سے بھی زیادہ اجر و ثواب عطا کر دیں گے ظاہر ہے کہ مقام سوال ہے کہ جب بیٹا قربان نہیں کیا تو قربانی پر اجر و ثواب کیسا اور وہ بھی قربانی سے زیادہ اجر و ثواب ملنے کا وعدہ دیا جارہا ہے ؟!

لہذا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سوال ہوا کہ آپ کی نظر میں کائنات کی ساری مخلوقات میں آپ کو سب سے زیادہ پیارا کون ہے ؟ جناب ابراہیم علیہ السلام نے ہمارے نبی حضرت رسول خداؐ کا نام لیا اور عرض کیا کہ تیری مخلوقات میں محمد مصطفیؐ سے زیادہ پیارا مجھے کوئی نہیں ہے دوسرا سوال ہوا

https://downloadshiabooks.com/

کہ ان کا لال دشمنوں کے ہاتھوں بے دردی سے شہید کر دیا جائے گا تو اس پر آپ کو زیادہ تکلیف ہو گی یا اپنے لال کو اپنے ہاتھوں قربان کرنے پر؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بے ساختہ عرض کیا: پالنے والے آخری نبیؐ کے لال کی قربانی میرے نزدیک مجھے اپنے لال کی قربانی سے زیادہ دکھ درد دے گی پھر آواز قدرت آئی اے ابراہیم! آخری نبیؐ کے لال حسینؑ کو ظلم و ستم کے ساتھ شہید کر دیا جائے گا یہ سنتے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام بے تحاشہ رونے لگے اور شدت سے گریہ کرنے لگے اس وقت آواز قدرت آئی "یا ابراهیم قد فدیت جزعك علی ابنك اسماعیل۔ لو ذبحته بیدك۔ بجزعك علی الحسین علیہ السلام و قتله" اے ابراہیم آپ کو آپ کے لال کی قربانی کے بدلے جو دکھ درد ہوتا اور جو گریہ وزاری کرتے اس کو فدیہ قرار دیا ہے فرزند رسول خداؐ حسین بن علیؑ کی شہادت پر، اور یہی نہیں بلکہ "اوجبت لك ارفع درجات اهل الثواب علی المصائب" اور ہم نے مصیبتوں پر صبر کرنے والوں کو جو کچھ اجر و ثواب ملتا ہے اس کا سب سے بڑا مرتبہ اور درجہ آپ کے لئے لازم قرار دے دیا ہے یعنی بیٹے کی قربانی اور جو دکھ درد پا کر آپ کو اجر و ثواب ملتا ہم نے صرف غم حسینؑ میں رونے پر آپ کو وہ مقام و مرتبہ دے دیا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وہ اجر وثواب مل چکا ہے جو بیٹے کو قربان کر کے ملتا ہم اہل بیت علیہم السلام کے چاہنے والے غم حسینؑ میں رو رو کر اسماعیلؑ جیسے بیٹے کی قربانی کا اجرو ثواب حاصل کرتے ہیں دنیا اس اجر وثواب کی عظمت کو کیا جانے خوشا نصیب ان مومنین کے لئے جو ہر سال ہر مناسب ایام بلکہ تمام ایام عزاء میں حضرت امام حسین علیہ السلام پر گریہ و زاری اور نوحہ وماتم کرتے ہیں اور راہ حسینؑ میں اپنا سب کچھ لٹانے کے لئے ہمہ وقت آمادہ رہتے ہیں اور عزائے حسینؑ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں خداوند متعال ایسے تمام مومنین و مومنات کی توفیقات میں روز افزوں اضافہ فرمائے آمین۔

حضرت امام رضا علیہ السلام اس مقام پر ذبح عظیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جانتے ہو قول خداوند متعال "و فدیناہ بذبح عظیم" کا کیا مطلب ہے، ارے یہ اسی عظیم دکھ و درد پر ملنے والے اجر و ثواب کی عظمت بیان کرنا مقصود ہے نہ یہ کہ ذبح عظیم سے مراد، شہادت امام حسینؑ ہو، نہیں کیونکہ قربان ہونے والا جس پر قربان ہوتا ہے اس سے افضل و برتر نہیں ہوتا، بلکہ یہاں پر مراد گریہ و زاری اور ماتم و سوگواری کی عظمت بیان کرنا مقصود ہے کیوں؟ اس لئے کہ بقول علامہ مجلسیؒ "ان ائمتنا علیہم السلام

اشرف من اولی العزم فکیف من غیرھم "ہمارے ائمہ تو اولوا العزم پیغمبران سے بھی افضل و اشرف ہیں تو پھر اسماعیلؑ جیسے نبی جو کہ اولو العزم بھی نہیں تھے کیسے ان پر حضرت امام حسین علیہ السلام کو قربان کیا جا سکتا ہے اور اسماعیلؑ کو بچایا جا سکتا ہے؟!

ا: علامہ مجلسیؒ روایت کے متن پر توجہ دلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ اصلا روایت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے قربان و فداء کی بات ہے ہی نہیں بلکہ اس روایت میں جو بات کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ "**فدی جزع ابراھیم علی اسماعیل بجزعه علی الحسین علیه السلام**" اگر بیٹا ذبح ہو جاتا اور ابراہیم اس عظیم مصیبت پر صبر کرتے اور جزع و فزع کرتے اسے اللہ نے امام حسین علیہ السلام پر ابراہیمؑ کے جزع و فزع سے بدل دیا ہے اور انھیں عظیم اجر و ثواب سے نوازا ہے حتی کہ اسماعیل کی قربانی کے اجر و ثواب سے بھی زیادہ اجر و ثواب عطا کیا ہے، یہ ہے ذبح عظیم کے فداء و قربانی کا مطلب اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عظیم اجر و ثواب کے ملنے کا اعلان "**وھو الجزع علی الحسین علیه السلام**" ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

۲: ایک جواب اور بھی دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں رسول خداؐ آنے والے تھے اور امام حسین علیہ السلام فرزند رسول خداؐ ہیں اگر اسماعیلؑ ذبح ہو جاتے تو رسول خداؐ کا وجود نہ ہوتا اور اگر حضرت رسول خداؐ کا وجود پاک نہ ہوتا تو حضرت امام حسین علیہ السلام کا بھی وجود مبارک اس دنیا میں نہ ہوتا تو آج اسماعیل کو بچا کر خدا نے گویا رسول خداؐ کو بچا لیا ہے اور صرف حضرت رسول خداؐ کو ہی نہیں بلکہ ان کی ساری ذریت کو جن میں ایک امام حسین علیہ السلام کا وجود مبارک ہے ان کو بھی بچا لیا اس لئے کہ دنبہ بھیج کر اسماعیل کی جان بخشی ہوئی ہے یہ ہے ذبح عظیم کا مطلب نہ یہ کہ حضرت اسماعیلؑ، حضرت امام حسینؑ سے افضل ہو گئے نہیں بلکہ امام حسین علیہ السلام کی وجہ سے رسول خداؐ کو اور رسول خداؐ کی وجہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بچانا لازم تھا لہذا دنبہ بھیج کر صرف اسماعیل کو ہی نہیں بلکہ سید المرسلین خاتم النبیینؐ کو بھی بچا لیا ہے اور ساتھ ہی حضرت امام حسین علیہ السلام کو بھی بچا لیا گیا ہے[33]۔

(33) البحار للمجلسی: ج۴۴، ص۲۲۶۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام حسینؑ اور حضرت ام ایمنؓ

یہ روایت علامہ شیخ صدوقؒ نے امالی میں ذکر فرمائی ہے راوی عبد اللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز کی صبح کو حضرت ام ایمنؓ کے پڑوسی جمع ہو کر جناب رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچے اور آ کر عرض کیا "یارسول اللہ ان ام ایمن لم تنم البارحۃ من البکاء" اے اللہ کے رسولؐ! ام ایمنؓ رات بھر روتی رہی ہیں صبح ہو گئی ہے مگر اب بھی گریہ وزاری کر رہی ہیں بظاہر وہ کسی کو بتا بھی نہیں رہی ہیں کیا ماجرا ہے ؟ بس روئے چلی جا رہی ہیں جناب رسول خداؐ نے کسی کو بھیج کر حضرت ام ایمنؓ کو بلوایا جب وہ آئیں تو آنحضرتؐ نے رونے کا سبب دریافت کیا پہلے فرمایا: اے ام ایمنؓ خدا آپ کو نہ رلائے آپ کے پڑوسی نے آ کر مجھے خبر دی ہے کہ آج آپ پوری رات روتی رہی ہیں آخر بات کیا ہے؟ دو مرتبہ رسول خداؐ نے ایک ہی گفتگو میں حضرت ام ایمنؓ کو دعائیں دی ہیں کہ "لا ابکی اللہ عینیك ما الذی ابکاك؟" خدا آپ کی آنکھوں کو اشکبار نہ فرمائے وہ کہتی ہیں اے اللہ کے رسولؐ! بہت سخت اور شدید خواب دیکھا ہے جس کی وجہ سے پوری رات روتی رہی ہوں یہ شدت گریہ اس خواب کی وجہ

https://downloadshiabooks.com/

سے ہے جو میں نے اوائل شب میں دیکھا ہے تب سے نیند حرام ہو گئی ہے اور رونا آرہا ہے۔

جناب رسول خداؐ نے فرمایا" **فقصّیھا علی رسول اللہ فان اللہ و رسولہ اعلم** " بیان تو کرو رسول خداؐ کے سامنے اس لئے کہ خواب وغیرہ کی تعبیر خدا اور اس کے رسول سے بہتر کون بیان کر سکتا ہے! جو صورت حال تھی وہ ام ایمنؓ بیان کرتے ہوئے گھبراتی ہیں اور کہتی ہیں " **تعظم علیّ ان اتکلم بھا** " میرے لیے اس خواب کو بیان کرنا بھی بہت سخت و دشوار ہے مگر رسول خداؐ نے ڈھارس دی اور فرمایا " **ان الرؤیا لیست علی ما تُریٰ** " غالباً خواب ویسا نہیں ہوتا جیسا کہ دیکھا جاتا ہے اور یہ حقیقت امر ہے جس کو رسول خداؐ نے آشکار کر دیا ہے کہ خواب غالباً واقعیت نہیں رکھتا یا پھر اس کی تعبیر خواب سے ہٹ کر ہوتی ہے۔

بہر حال حکم رسول خداؐ کے سامنے جناب ام ایمنؓ کو سر جھکانا پڑا اور عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ اول شب میں نے خواب دیکھا ہے کہ جیسے آپ کا ایک عضو بدن میرے گھر میں پڑا ہوا ہے رسول خداؐ نے پھر ڈھارس دی اور فرمایا اے ام ایمنؓ خدا آپ کا بھلا کرے اور آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا

https://downloadshiabooks.com/

فرمائے عنقریب فاطمہ زہراء علیہا السلام کے یہاں ایک بیٹا پیدا ہو گا جس کی دیکھ بھال آپ کریں گی اور اس طرح میرے جسم کا ایک حصہ آپ کے گھر میں ہو گا خواب کی یہ تعبیر جان کر جناب ام ایمنؓ خوش ہو گئیں لیکن یہ یاد رہے کہ جو جس کو جس قدر چاہتا ہے اس کے ساتھ ہونے والے حادثے کے سلسلہ میں اتنا ہی پریشان ہوتا ہے ام ایمنؓ کا رات بھر گریہ کرنا صرف اس لئے تھا کہ وہ رسول خداؐ کو بے حد چاہتی تھیں اور عضو بدن کو اپنے گھر میں پڑا دیکھ کر ان سے برداشت نہیں ہوا اور رات بھر روتی رہیں۔

ادھر امام حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی ساتویں روز جناب ام ایمنؓ حاضر ہوئیں رسول خداؐ بچے کو لیکر اس کے گیسو تراش رہے تھے خود اپنے ہاتھوں سے رسول خداؐ نے یہ کام انجام دیا پھر بال کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی اور عقیقہ کے فرائض اپنے ہاتھوں سے انجام دئے ادھر جناب ام ایمنؓ کے پاس رسول خداؐ کی ایک رداء تھی آپ نے اس نبوی رداء میں امام حسین علیہ السلام کو لپیٹ رکھا تھا اور اپنی آغوش میں لئے ہوئے تھیں اور جب بچے کو لیکر بزم رسالت مآبؐ میں حاضر ہوئیں تو روایت کا فقرہ ہے جناب رسول خداؐ نے دیکھ کر فرمایا "**مرحباً بالحامل والمحمول**" خوش آمدید کہتا ہوں بچہ کو بھی اور بچہ اٹھانے والے کو بھی اور اس کے بعد آپ نے فرمایا" **یا ام**

ایمن ھذا تاویل رؤیاك" اے ام ایمنؓ یہ ہے آپ کے خواب کی تعبیر[(34)]۔

جناب امام حسینؑ اور جابر انصاریؓ

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ جناب رسول خداؐ کے وہ عظیم الشان صحابی ہیں کہ جنھیں اللہ نے بہت زیادہ خدمت اہل بیت علیہم السلام کا شرف عطا فرمایا ہے جناب جابر انصاریؓ اہل بیت طاہرین علیہم السلام کے بڑے شیدائی تھے اور امام حسنؑ و امام حسینؑ کی ولادت سے لیکر شہادت کے ہنگام تک اور پھر بعد شہادت امام حسین علیہ السلام سب سے پہلے زائر حسینؑ کا شرف پانے تک فضائل اہل بیت علیہم السلام کی نشر و اشاعت اور ان بزرگواروں کی احادیث کی نشر و اشاعت میں بڑی دلچسپی لی ہے آپ نے پنجتن پاک میں ہر ایک کے دیدار کا شرف پایا ہے اور پھر پانچ پانچ اماموں کے عہد امامت کو پایا ہے اور جناب رسول خداؐ کا سلام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام تک آپ نے ہی پہنچایا ہے۔

---

(34) الامالی للصدوق، المجلس ۱۹، ص ۱۴۲۔

https://downloadshiabooks.com/

جناب جابر بن عبد اللہ انصاریؓ حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت کا ماجرا اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو "**فجاء النبی فاخذہ و قبّلہ وادخل لسانہ فی فیّہ فجعل الحسن یمصّہ**"، رسول خداؐ تشریف لائے اور آتے ہی بچہ کو اپنی آغوش میں اٹھالیا بچہ کی پیشانی کا بوسہ دیا اور اپنی زبان مبارک کو بچے کے منہ میں دے دیا اور بچہ آپ کی زبان مبارک کو چوسنے لگا، یاد رہے کہ اور بچوں میں اور خاندان رسالت کے بچوں میں بڑا فرق ہے کوئی بھی نومولود بچہ ہو آپ اسے انگلی چٹائیں یا زبان دیں تو وہ غیر اختیاری طور پر بھوکا ہو گا تو زبان یا انگلی یا کوئی اور چیز اپنی بھوک مٹانے کے لئے چوسنا شروع کر دے گا مگر یہ امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام ہیں امام بن کے آئے ہیں معصوم خلق ہوئے ہیں اگر باپ اپنی ولادت کے تیسرے روز ہی صحف آسمانی اور کلام ربانی کی تلاوت کرتا ہے تو یہ باپ سے کم نہیں ہیں گہوارے سے لوح محفوظ کا نظارہ اور اس کا مطالعہ کرنے والے ہیں۔

ادھر رسول خداؐ نے منہ میں زبان دی ادھر لعابِ رسالت سے علوم و معارف رسالت سے سیر اب ہونا شروع ہو گئے گوشت و پوست اور خون ہڈیاں سب کچھ لعاب رسول خداؐ سے ہی نہیں بلکہ علوم و معارف رسالت بھی

https://downloadshiabooks.com/

رسول خداؐ سے منتقل ہو رہے ہیں صرف ظاہری نشو ونما ہی نہیں معنوی و روحانی نشوو نما بھی رسول خداؐ کے ذریعہ حسنینؑ کو حاصل ہو رہی ہے اور جس طرح باپ کو رسول خداؐ نے "زقاً زقاً" علوم و معارف عطا فرمائے تھے اسی طرح پہلے ہی روز جناب رسول خداؐ نے حسنین کریمینؑ کو لعاب دہن کی شکل میں "زقاً زقاً" علوم ومعارف رسالت انڈیل رہے ہیں۔

بہر حال جناب جابرؓ کا بیان آگے بڑھتا ہے آپ ولادت اور مراسم نام گزاری کا پوراواقعہ بیان کرتے ہیں اور حضرت جبرئیل امینؑ کی آمد اور تبریک و تہنیت کا تذکرہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ " **فهبط جبرئيل على النبى و هناه من الله عزوجل**" جناب جبرئیلؑ آئے اللہ نے انھیں ایک پیغام دے کر بھیجا اور وہ پیغام یہ تھا جناب جبرئیلؑ نے نبی کریمؐ کو تبریک و تہنیت پیش کی اپنی طرف سے بھی اور خدا کی طرف سے بھی کیوں اس لئے کہ جناب جبرئیلؑ کو خدا نے یہ کہہ کر بھیجا تھا کہ " **فاوحى الله عز ذكره الى جبرئيل**" پہلے جبرئیل کے پاس خدا نے وحی کی کہ " **انه قد ولد لمحمد ابن**" حضرت محمد مصطفیٰؐ کے یہاں ایک بیٹے کی ولادت ہوئی ہے "**فاهبط اليه فاقرئه السلام و هنّئه منّى و منك**" اے جبرئیلؑ جاؤ میرے نبیؐ

https://downloadshiabooks.com/

کے پاس انھیں میرا اسلام کہو اور میری طرف سے اور اپنی طرف سے میرے نبیؐ کو تہنیت و تبریک پیش کرو اور کہہ دو کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو آپ سے وہی منزلت حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسی علیہ السلام سے حاصل تھی لہذا "ان اللہ عزوجل یأمرك ان تسمیه باسم ابن ھارون" خداوند متعال آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنے لال کا نام فرزند ہارون کے نام پر رکھئے رسول خداؐ جبرئیلؑ سے پوچھتے ہیں ان کے لال کا کیا نام تھا اور جب عبرانی زبان کا لفظ سنتے ہیں تو شبیر کے عوض حسینؑ نام رکھتے ہیں۔

امالی اور عیون دونوں شیخ صدوقؒ کی کتاب ہے حضرت امام حسین علیہ السلام کے مراسم نام گزاری کی مفصل روایت ان دونوں کتابوں میں درج ہے کہ سب سے پہلے نومولود کی آمد پر جس نے نام گزاری کی فرمائش کی ہے وہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام ہیں حالانکہ باپ کے چند اہم فرائض ہیں کہ جنھیں بچے کی نسبت باپ کو انجام دینا ہوتا ہے ان میں سے ایک بچہ کا نام رکھنا ہے ولادت کے بعد حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام نے مولا امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا کہ اس بچہ کا نام رکھ دیجئے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا میں رسول خداؐ پر سبقت نہیں لے جا سکتا ہوں چلو رسول خداؐ سے نام گزاری کراتے ہیں اتنے میں جبرئیل امینؑ پیغام الہی لے کر نازل ہوئے "قل

https://downloadshiabooks.com/

ان علیا منك بمنزلة هارون من موسی" میرے نبیؐ سے جا کر کہہ دو کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام آپ سے وہی نسبت رکھتے ہیں جو حضرت ہارونؑ کو جناب موسی علیہ السلام سے تھی لہذا "**فسمّه باسم ابن هارون**" آپ اپنے لال کا نام حضرت ہارون علیہ السلام کے فرزند کے نام پر رکھیں مگر جناب رسول خداؐ نے بظاہر لا علمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ انکے بیٹوں کا کیا نام تھا جبرئیلؑ نے کہا ان کے دوسرے بیٹے کا نام شبیر تھا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میری زبان عربی ہے اور یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے اس وقت جبرئیل نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ ! آپ اس بچہ کا نام حسینؑ رکھیں اور پھر آنحضرتؐ نے بحکم جبرئیلؑ یعنی باذن الہی مولا امام حسینؑ کا نام حسینؑ رکھا ،شاعر کہتا ہے حُسین لکھ کے تو دیکھو حَسین لگتا ہے۔

لغت نگار فیروز آبادی کہتے ہیں کہ شبّر و شبیّر اور مشبّر یہ تینوں نام حضرت ہارون بن عمران برادر جناب موسی علیہ السلام کے بیٹوں کا نام تھا لہذا حضرت رسول خداؐ نے بحکم خدا "**باسمائهم سمّی النبی الحسن والحسین والمحسن**" علیؑ و بتولؑ کے بیٹوں کے نام جناب ہارون علیہ السلام کے تینوں بیٹوں کے نام پر حسن و حسین و محسن، شبر شبیر اور مشبر رکھا گیا فیروز آبادی کا فقرہ بول رہا ہے کہ اسے یہ اعتراف ہے کہ جناب علیؑ و جناب بتولؑ کے یہاں

https://downloadshiabooks.com/

حضرت ہارون علیہ السلام کی مانند تین بیٹے تھے اور تینوں بیٹوں کے نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام پر پڑے ہیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیوں خدا چاہتا ہے کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور حضرت محسنؑ کا نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام پر رہے وجہ معلوم ہے دو عدد ملاحظہ ہو۔

۱: پہلی وجہ یہ ہے کہ خداوند متعال، امیر المومنین علیہ السلام کی جانشینی کا اقرار و اعتراف کروانا چاہتا ہے اور یہ کام روز ولادت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام بھی کیا اور پھر دو مرتبہ اس کی تکرار اور یاد دہانی بھی کی حضرت امام حسینؑ کی ولادت کے موقع پر اور پھر حضرت محسنؑ کی شہادت کے موقع پر بھی ،یعنی قبل رحلتِ رسول خداؐ بھی اور بعد شہادت رسول خداؐ بھی۔

۲: روایت کا فقرہ ہے "**لکرامتهما علی الله عزوجل**" کہ حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹے اللہ کے نزدیک بڑے مکرم و معظم تھے اس لئے خدا نے چاہا کہ کچھ بھی ہو یہ بات دل کو نہیں لگتی کہ حسنینؑ کا نام اور حضرت محسنؑ کا نام فرزندان ہارون علیہ السلام کے نام پر ہوں عام طور سے کسی بزرگوار کے نام پر بچوں کے نام رکھے جاتے ہیں کیا ہارون علیہ السلام کے فرزندان اس قدر بزرگوار مکرم و معظم تھے کہ حسنینؑ کا نام انکے نام پر رکھا جائے نہیں بلکہ

https://downloadshiabooks.com/

حضرت ہارون کے یہاں جب پہلا بیٹا پیدا ہوا تو آپ نے اپنے لال کا نام مستقبل پر نظر دوڑا کر امام حسنؑ کے نام پر عبرانی زبان میں شبر اور دوسرا بیٹا پیدا ہوا تو امام حسین علیہ السلام کے نام پر عبرانی زبان میں شبیر اور جب تیسرے لال کی باری آئی تو حضرت محسن علیہ السلام کے نام پر عبرانی زبان میں مشبر رکھا اب آپ سمجھے کون اپنے بزرگوار کے نام پر اپنے بیٹوں کا نام رکھ رہا ہے جناب ہارون نے فرزندان علیؑ و بتولؑ کے بیٹوں کے نام پر اپنے بچوں کا نام رکھا ہے بالعکس نہیں ہے۔

حضرت امام حسینؑ اور حضرت صفیہؓ

فاطمہ بنت الحسینؑ جناب اسماء بنت ابی ابکر سے روایت کرتی ہیں اور اسماء بنت ابی بکر رسول خداؐ کی سگی پھوپھی جناب عبد المطلبؑ کی بیٹی حضرت صفیہؓ سے روایت کرتی ہیں جس روز جناب رسول خداؐ کے نواسہ امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے میں خانہ زہراءؑ میں حاضر تھی ظاہر ہے کہ خاندان کی بڑی بیٹی اور گھرانہ کی عظیم خاتون ہونے کی ناطے بہت سی ذمہ داریاں ان پر عائد ہوتی ہیں شاید یہی وجہ ہے کہ دیگر روایتوں میں وہ بات نہیں ملتی جو اس روایت میں ہے اور وہ یہ ہے کہ جناب رسول خداؐ نے خود حضرت صفیہؓ کو مخاطب کرکے بچہ

https://downloadshiabooks.com/

کو طلب کیا تھا روایت کا فقرہ ہے "یاعمة هلمّی الیّ ابنی" اے پھوپھی میرے لال کو میرے پاس لے آئیں یہ سن کر جناب صفیہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ انّا لم ننظّفه بعد" اے اللہ کے رسولؐ! ابھی تو ہم نے اس بچہ کو غسل نہیں دیا ہے اور نہ اس بچہ کو پاک و صاف کیا ہے تو پھر آپ کی گود میں کیسے دے دیں؟ طیب و طاہر اور پاک و پاکیزہ تو کر لیں! ظاہر ہے بچہ ابھی متولد ہوا ہے نہ جانے جناب صفیہؑ کے ذہن میں کیا کیا خیال آیا کہ وہ اس طرح بول گئیں۔

جناب رسول خداؐ نے فرمایا "یا عمة انت تنظّفینه" اے پھوپھی آپ اس بچہ کو پاک صاف کریں گی اور آپ اسے طہارت دیں گی "ان اللہ تبارك و تعالى قد نظّفه و طهّره" اے پھوپھی میرا لال تو وہ ہے جسے اللہ نے پاک و پاکیزہ صاف و شفاف طاہر و مطہر بنا کر بھیجا ہے آیت تطہیر چند سال بعد اترے گی مگر رسول خداؐ نے روز ولادت امام حسین علیہ السلام ہی اعلان کر دیا کہ میرا لال من جانب اللہ پاک و پاکیزہ ہے اسے غسل ولادت کی بھی ضرورت نہیں ہے جس ظرف مطہر سے یہ اس دنیا میں آیا ہے وہ ظرف بھی طیب و طاہر ہے اور وہ اصلاب و ارحام بھی طیب و طاہر ہیں جن سے ہوتے

https://downloadshiabooks.com/

ہوئے یہ بچہ عالم ہستی میں وجود پزیر ہوا ہے اور مظروف یعنی میرا لال بھی طیب وطاہر ہے لایئے میرے بچے کو مجھے دے دیجئے۔

جناب صفیہ بچے کو جناب رسول خداؐ کی آغوش میں دے دیتی ہیں اور خود ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول خداؐ نے بچے کو آغوش میں لیتے ہی "وضع النبیؐ لسانہ فی فیہ" نبی کریمؐ نے اپنی زبان مقدس کو دہن مقدس امام حسین علیہ السلام میں دے دیا اور بچہ اس طرح زبان رسالت کو چوسنے لگا کہ جیسے دودھ پی رہا ہو یا شہد چاٹ رہا ہو تھوڑی دیر کے بعد جناب رسول خداؐ نے بچے کی پیشانی کا بوسہ دیا اور میرے حوالہ کر دیا لیکن جس گھڑی مجھے دے رہے تھے میں نے دیکھا کہ جناب رسول خداؐ کی آنکھیں اشکبار ہو گئی ہیں اور روتے ہوئے رسول خداؐ نے تین بار یہ جملہ اپنی زبان مبارک پر جاری فرمایا "لعن الله قوماً هم قاتلوك یا بنیؐ" خدا اس گروہ پر لعنت بھیجے کہ جو تجھے قتل کر ڈالیں گے جناب صفیہ نے پوچھا "فداك ابی و امی و من یقتله" اے اللہ کے رسولؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں اس بچے کو کون قتل کرے گا تو آپ نے ارشاد فرمایا "بقیة الفئة الباغیة من بنی امیة لعنهم

https://downloadshiabooks.com/

اللہ"[35] سرکش گروہ بنی امیہ کے باقی ماندہ لونڈے، خداوند متعال کی ان سب پر لعنت و نفرین ہو۔

حضرت امام حسینؑ اور جناب اسماء بنت عمیسؓ

ایک بہت ہی محترم اور مومنہ خاتون جناب اسماء بنت عمیسؓ ہیں جن کو اللہ نے جناب جعفر طیارؓ برادر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی زوجیت کا شرف بخشا پھر جناب امیر المومنین علیہ السلام کی بھی زوجیت میں رہیں اور خلیفۂ اول کی بھی زوجیت میں رہی ہیں جس سے ایک بیٹا تھا جس کا نام محمد بن ابی بکر تھا جس کی پرورش حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے کی تھی اس خاتون کو حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام دونوں کی قابلہ بننے کا بھی شرف حاصل رہا ہے اور بعد میں ماں کی حیثیت سے بھی خدمت کا موقع ملا ہے۔

اللہ نے انھیں لمبی عمر عطا فرمائی اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے لال علی زین العابدین علیہ السلام کے دیدار کا بھی شرف بخشا ہے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اس خاتون سے نقل کرتے ہیں کہ جب امام حسن

(35) الامالی للشیخ صدوق: مجلس ۲۸، ص ۱۹۸ و ۱۹۹۔

https://downloadshiabooks.com/

مجتبیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو میں بچے کو گود میں لئے ہوئے تھی کہ اتنے میں جناب رسول خداؐ نے مجھ سے ارشاد فرمایا "یا اسماء ھاتی ابنی" اے اسماء میرے لال کو میرے پاس لے آؤ میں اٹھی اور بچہ کو جناب رسول خداؐ کی آغوش مبارک میں دے دیا اس وقت بچے کے جسم پر زرد رنگ کا پارچہ تھا رسول خداؐ نے اس زرد رنگ کے پارچے کو ہٹا کر پھینک دیا اور فرمایا میں پہلے بھی تمھیں بتا چکا ہوں کہ "ان لا تلفّوا المولود فی خرقة صفراء" نومولود کو زرد رنگ کے لباس یا پارچہ میں نہ لپیٹا کرو۔

دین اسلام بچوں بلکہ نومولود کے سلسلہ میں اس کے لباس کے حوالہ سے بھی کس قدر حساس ہے کہ لباس نومولود زرد رنگ کا نہیں ہونا چاہیے اس لئے کہ لباس کا رنگ بھی بڑا موثر واقع ہوتا ہے سیاہ لباس گرمی کھینچتا ہے اور زرد رنگ کا لباس یرقان پیدا کرتا ہے اور خاص طور سے چھوٹے بچوں اور نومولود کے جسم پر اس رنگ کا لباس بڑی جلدی موثر واقع ہوتا ہے اس لئے نومولود کو بالخصوص اور دوسری عمر کے بچوں کو بالعموم سفید لباس سے ملبوس کرنا چاہیئے اور جناب اسماء نے ایسا ہی کیا نومولود کو سفید پارچہ میں لپیٹا اور پھر جناب رسول خداؐ کے حوالے کر دیا اپنے لال کو پا کر رسول خداؐ نے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔

https://downloadshiabooks.com/

یہی صورت حال حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت کے موقع پر بھی پیش آئی اتفاق سے نومولود کو زرد رنگ کے لباس میں لیکر اسماء بیٹھی ہوئی تھیں کہ رسول خداؐ نے بچہ طلب فرمایا تو اسماء نے سفید براق لباس میں بچہ کو ملبوس کر کے رسول خداؐ کے حوالے کر دیا آپ نے امام حسین علیہ السلام کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی ابھی اذان و اقامت کہہ کر فارغ ہی ہوئے تھے کہ جناب رسول خداؐ نے رونا شروع کر دیا اسماء کہتی ہیں کہ میں یہ دیکھ کر گھبرا گئی اور عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! "فداك ابی و امی ممّ بكائك؟" میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آخر رونے کا سبب کیا ہے؟ کس بات پر آپ رو رہے ہیں؟ تو جناب رسول خداؐ نے فرمایا "علی ابنی هذا" میں اپنے اس لال کی مصیبت پر رو رہا ہوں۔

اسماء بنت عمیسؓ کہتی ہیں "انه ولد الساعة یا رسول الله" اے اللہ کے رسولؐ! یہ بچہ تو ابھی پیدا ہوا ہے آخر کون سی مصیبت ہے کہ جس کے باعث آپ گریہ کر رہے ہیں تو آنحضرتؐ نے فرمایا اے اسماء "تقتله الفئة الباغية من بعدی" ایک سرکش اور باغی و طاغی گروہ میرے بعد میرے لال کو قتل کر ڈالے گا "لا أنالهم الله شفاعتی" خداوند متعال ان ملعونوں

https://downloadshiabooks.com/

کو میری شفاعت سے محروم رکھے جناب رسول خداؐ نے شہادت امام حسین علیہ السلام کی خبر دینے کے ساتھ ساتھ قاتلین امام حسین علیہ السلام کے حق میں بد دعا بھی کی ہے لہذا ہم محبان اہل بیت علیہم السلام کو چاہیئے کہ جس طرح ہم ولادت امام حسین علیہ السلام پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور شہادت امام حسین علیہ السلام پر غم کا اظہار کرتے ہیں اسی طرح ہم دشمنان امام حسین علیہ السلام سے بیزاری کا بھی اظہار کریں اور سنت رسول خداؐ پر عمل کرتے ہوئے قاتلین امام حسین علیہ السلام پر اور اس کے اسباب فراہم کرنے والے تمام خبثاء ولعناء پر بھی لعنت کریں۔

حضرت رسول خداؐ نے اس کے بعد جناب اسماء بنت عمیسؓ سے فرمایا"

یا اسماء لا تخبری فاطمة بهذا"[36] اے اسماء یہ خبر فاطمہ زہراؑ کو نہ دینا کہ وہ ابھی ابھی درد ولادت کو برداشت کر چکی ہیں، میں کہوں گا اے اللہ کے رسول! یہ تو ابھی دوسرے لال حسینؑ کی ولادت کے درد کا مرحلہ ہے آپ اسماء سے فرمارہے ہیں کہ میری بیٹی ابھی درد ولادت کو سہہ چکی ہیں لہذا قتل حسینؑ کی خبر دیکر فاطمہؑ کو مزید درد و غم میں مبتلا نہیں کرنا چاہتے کہ ابھی ان

---

(36) عیون اخبار الرضاؑ: ج۱، ص۲۸، ح۵۔

https://downloadshiabooks.com/

کے اندر سہنے کی سکت نہیں ہے اے اللہ کے رسول! آپ کی آنکھ بند ہوتے ہی اسی فاطمہؑ کا درد ولادت سے بھی برا حال ہو گا شکم میں بچہ شہید ہو جائے گا اور وقت سے پہلے ولادت کا شدید درد آپ کی بیٹی فاطمہؑ کو سہنا پڑے گا اور وہ وقت بھی آئے گا کہ جب فاطمہ زہراؑ بے ہوش ہوتے ہوتے فضہ کو پکار رہی ہوں گی "یا فضة خذینی یا فضة سندینی لقد قتل ما فی احشائی" [37] "اے فضہ مجھے تھام لو اے فضہ مجھے سہارا دو بخدا قسم میرے وجود میں پل رہا بچہ شہید کر دیا گیا ہے"۔

حضرت اسماء بنت عمیسؓ کا بیان ہے کہ جناب رسول خداؐ نے ساتویں روز حضرت امام حسین علیہ السلام کا عقیقہ دو بڑے بکروں سے کیا اور مجھ قابلہ کو پوری ایک ران اس عقیقے کی عطا کرنے کے ساتھ ساتھ ایک اشرفی بھی عطا فرمائی اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے تراشے ہوئے بال کو چاندی کے ورق یعنی سکہ سے وزن کیا اور اسے صدقہ کر دیا پھر خوشبو دار چیز جسے خلوق کہتے ہیں طلب فرمایا اور بچے کے سر پر اس کو مل دیا اور مجھ سے خطاب کر کے آنحضرتؐ نے فرمایا" یا اسماء الدم فعل الجاهلية " اے اسماء بچے کے

---

(37) البحار للمجلسی: ج ۳۰، ص ۲۹۴۔

https://downloadshiabooks.com/

سر پر خوشبو ملنی چاہیئے نہ کہ خون، خون ملنا زمانۂ جاہلیت کی رسم ورواج ہے اور خوشبو ملنا محمد رسول خداؐ کی سیرت ہے لہذا ہمیں بھی چاہیئے کہ نومولود کے سر پر ولادت کے ابتدائی ایام میں خوشبو لگائیں۔

حضرت امام حسینؑ اور حضرت ام سلمہؓ

حضرت رسول خداؐ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر رضایت دی ہے یہ متعدد روایات میں بیان ہوا ہے اور صرف رسول خداؐ نے ہی نہیں بلکہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام نے بھی شہادت امام حسین علیہ السلام پر رضایت دی ہے تب قلم تقدیر نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کو قدرت کے حتمی فیصلہ کے عنوان سے مرقوم فرمایا ہے اس رضایت کے پیچھے جہاں قدرت یہ بتلانا چاہتی ہے کہ حضرات محمد وآل محمدؑ مجھے کس قدر پیارے ہیں کہ میں ان کی مرضی کے خلاف ان کی موافقت کے بغیر ان کے حق میں کوئی فیصلہ نہیں لیتا ہوں وہیں یہ بھی آشکار ہوتا ہے کہ حضرات محمد وآل محمدؑ عظیم الشان ہیں کہ خدا ان سے پوچھ کر ان کی مرضی جان کر ان کے حق میں کوئی حتمی فیصلہ لیتا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

اس سلسلہ میں جناب ام سلمہؓ کے حوالہ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور اس کے علاوہ دوسری روایت کے حساب سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ بیت ام سلمہؓ میں تشریف فرماتھے اور چونکہ آپ بظاہر بہت تھکان محسوس کر رہے تھے یا کوئی خاص وحی کا نزول ہونا تھا اس لئے آنحضرتؐ نے جناب ام سلمہؓ سے فرمایا" لا یدخل علیّ احد" اے ام سلمہؓ دیکھو میں آرام کرنے جارہاہوں میرے پاس کوئی نہ آنے پائے ،اس کلام میں اس قدر عمومیت پائی جاتی ہے کہ کوئی بھی صحابی یا زوجہ یا اہل بیت علیہم السلام کی کوئی فرد میں سے ام سلمہؓ کو یہ اجازت نہیں ہے کہ اسے بزم رسالت مآب میں داخل ہونے دیں مگر میرا دل یہ کہتاہے کہ ام سلمہؓ کو یہ سمجھنا چاہیئے تھا کہ جگر کے پاروں کو کل سے متصل ہونے کا کبھی بھی حق حاصل ہے اور کلام رسول خداؐ میں عموم و اطلاق کے باوجود حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت فاطمہ زہراعلیہا السلام اور حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام ممنوعیت میں داخل نہیں ہیں اس لئے کہ یہ بزرگوار کبھی رسول خداؐ کی اذیت و آزار کا سبب بن ہی نہیں سکتے بلکہ رسول خداؐ کو ان بزرگواروں سے مل کر ہی تسلی و تشفی اور سکون و اطمینان حاصل ہوتاہے اور یہ ہستیاں بھی خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ نبی

https://downloadshiabooks.com/

کریمؐ کو اذیت دینے والا دنیا اور آخرت دونوں میں لعنتی ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی کیا گیا ہے۔

اس وضاحت کے بعد اس بات کو سمجھ لیا جائے کہ جناب ام سلمہؓ کا حضرت امام حسین علیہ السلام کی آمد پر انھیں بزم رسالت مآبؐ میں جانے سے باز رکھنے کا عمل درست نہیں تھا بلکہ "لا يدخل علىّ احد" کے عموم سے حضرات اہل بیت علیہم السلام مستثنیٰ ہیں انھیں یہ سمجھنا چاہیئے تھا مگر جناب ام سلمہؓ معصوم نہیں تھیں اور انہوں نے کلام نبی کریمؐ کو مطلق و عام خیال کرتے ہوئے امام حسین علیہ السلام کو روکنا چاہا لیکن امام حسینؑ رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچنے میں کامیاب ہوگئے اور حضرت ام سلمہؓ کے بقول آمد امام حسین علیہ السلام پر میں انھیں روک نہیں سکی "فما ملكت معه شيئاً حتى دخل على النبی ﷺ" اور حضرت امام حسین علیہ السلام رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچ گئے ان کے پیچھے پیچھے میں بھی داخل حجرہ ہوئی تو کیا دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام سینۂ رسول خداؐ پر بیٹھے ہوئے ہیں اور نبی کریمؐ گریہ فرمارہے ہیں "واذا فی يده بشئ يقلبه" اور آپ کے دست مبارک میں کوئی ایسی چیز ہے جسے بار بار الٹ پلٹ کر دیکھ رہے ہیں ۔

https://downloadshiabooks.com/

جناب ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا اے ام سلمہؓ یہ جبرئیل امینؑ آئے ہیں اور خبر دے رہے کہ یہ میرا لال شہید کر دیا جائے گا "و ھذہ التربۃ التی یقتل علیھا" اور یہ وہ تربت ہے کہ جس پر میرے لال کو شہید کر دیا جائے گا اے ام سلمہؓ اسے اپنے پاس رکھ لو جس روز یہ مٹی خون میں تبدیل ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرے لال کو شہید کر دیا گیا ہے حضرت ام سلمہؓ بھی جناب امام حسین علیہ السلام سے بڑی محبت کرتی تھیں اور یہ بھی جانتی تھیں کہ اللہ کا رسول بارگاہ خداوندی میں اپنے لال کے قتل کے بچاؤ کی دعا کر دے تو یقینا خداوند متعال انھیں قتل ہونے سے بچالے گا اس لئے جناب ام سلمہؓ حضرت رسول خداؐ سے درخواست گذار ہوتی ہیں اور عرض کرتی ہیں " یا رسول اللہ! سل اللہ ان یدفع ذلك عنہ" اے اللہ کے رسول! آپ خدا سے درخواست کیجئے کہ خداوند متعال حسینؑ سے اس قتل واذیت کو اٹھالے اور آپ کا نواسہ قتل ہونے سے بچ جائے یہ تھی جناب ام سلمہؓ کی خواہش و تمنا ادھر رسول خداؐ کا جواب سنئے فرماتے ہیں "قد فعلت فاوحی اللہ عزوجل الیّ" اے ام سلمہؓ میں نے بارگاہ خداوندی سے رفع قتل کی التجاء کی اور خدا سے طلبگار ہوا کہ میرا لال قتل ہونے سے بچ جائے مگر خداوند متعال نے میرے پاس وحی بھیجی ہے اور تین

https://downloadshiabooks.com/

باتیں میرے سامنے رکھی ہیں تو میں نے ان تین باتوں کے سامنے قتل حسینؑ کی رضایت دے دی ہے وہ تین خاص باتیں کیاہیں کہ جس کے بدلے حضرت امام حسین علیہ السلام کی قربانی کو رسول خداؐ اور علیؑ وبتولؑ سب نے قبول کر لیا تھا اور بڑی بے کسی سے شہید ہونے والے نواسے کی شہادت پر شفیق نانا نے رضایت دے دی تھی!۔

ا:"ان له درجةً لا ينالها احدٌ من المخلوقين" اللہ نے میرے لال کو ایک رتبہ دینا چاہاہے جس مرتبہ کو کوئی بھی نبی، رسول ،اولواالعزم اور کوئی امام معصوم بھی بلکہ ساری خلائق میں سے کوئی بھی اس مقام و مرتبہ کو حاصل نہیں کر سکتا ہے اس فقرے پر توجہ دیں کہ کلام رسول خداؐ یہ نہیں ہے کہ جو بھی امام حسین علیہ السلام کی طرح قربانی دینے کے لئے تیار ہو جائے نبیوں ،رسولوں اور اماموں میں سے اسے وہ مقام و مرتبہ مل جائے گا نہیں بلکہ وحی الہی یہ ہے کہ خود وہ مقام و مرتبہ اللہ نے امام حسین علیہ السلام کے لئے ہی رکھا ہے جس کو کوئی بھی پا نہیں سکتا ہے حتی اولواالعزم پیغمبران اور ائمہ معصومین علیہم السلام بھی نہیں کیونکہ وہ مقام و مرتبہ مخصوص ہے صرف امام حسین علیہ السلام کے لئے۔

https://downloadshiabooks.com/

۲: "**و ان له شيعة يشفعون فيشفعون**" اللہ نے میرے لال حسینؑ کے کچھ ایسے فدائی شیعہ، مولائی شیعہ، شیدائی شیعہ قرار دیئے ہیں کہ جنہیں خداوند متعال شفاعت کا مقام و مرتبہ عطا کر دے گا اور وہ شفاعت کریں گے تو ان کی سنوائی ہو گی اور ان کی شفاعت کو قبول کیا جائے گا ویسے تو سارے ائمہ کے شیعوں کو حق شفاعت ملے گا مگر یہ خاص طور سے شہادت امام حسین علیہ السلام کا بدل قرار پانا بڑا معنی رکھتا ہے یعنی یہ بتلانا مقصود ہے کہ جیسی عمومی شفاعت اور کثرت سے شفاعت، حضرت امام حسین علیہ السلام کے شیعہ خاص الخاص افراد (شاید شہداء کربلاء مراد ہیں) جیسی شفاعت وہ کریں گے ویسی کسی نبیؐ یا امامؑ کے چاہنے والوں کو حق شفاعت نہیں دستیاب ہو گا۔

۳: "**وان المهدى من ولده**" اور اللہ عزوجل ساری دنیا پر عدل و انصاف کی عالمی حکومت قائم کرنے والا، توحید کا پرچم ساری مادر گیتی پر گاڑھنے والا اور ساری خلائق پر عصمت مآب حکومت برقرار کر کے بے شمار فرزندان توحید کی سربراہی کرنے والا، قوموں کا رہنما، مستضعفین کا سردار اور رہتی دنیا تک بہترین حکومت برپا کرنے والا بیٹا وہ اسی حسینؑ کی نسل سے ہو گا حضرت امام حسین علیہ السلام کو پدر مہدیؑ ہونے کا عظیم الشان شرف بلکہ یوں

https://downloadshiabooks.com/

کہاجائے کہ نسل حسینؑ میں مہدی عالم کا وجود در حقیقت شہادت امام حسین علیہ السلام اور آپ کی عظیم الشان قربانی کا ایک عوض ہے ام سلمہؓ سے جناب رسول خداؐ ان تین خاص باتوں کو ذکر کرنے کے بعد رضایت دینے کا اعلان کرتے ہیں اور رسول خداؐ حضرت امام حسینؑ پر ان کی شہادت سے پہلے رو بھی رہے ہیں۔

اور اس کے بعد ایک ایسے گروہ کا تذکرہ کرتے ہیں جسے فلاح ورستگار ہونا ہے پیغمبر خداؐ حضرت ام سلمہؓ سے فرماتے ہیں اے ام سلمہؓ "**طوبی لمن کان من اولیاء الحسین علیہ السلام و شیعته**" خوشا بحال ان لوگوں کے لئے جو میرے لال حسینؑ کے چاہنے والے اور شیعیان حسینؑ ہوں گے "**هم والله الفائزون یوم القیامة**" اور بخدا قسم محبان و شیعیان حسینؑ بروز قیامت فلاح ورستگار ہونے والے اور کامیاب ہونے والے ہیں[38]۔

آداب ولادت

حضرت امام حسینؑ کی ولادت باسعادت کے حوالہ سے جتنی گفتگو کی جائے کم ہے اس مناسبت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم یہاں پر چند آداب ولادت

---

(38) الامالی للشیخ صدوق: مجلس ۲۹، ص ۲۰۳۔

https://downloadshiabooks.com/

اور ایام ولادت کے شرعی احکام و آداب کی طرف اشارہ کرتے ہیں روایاتِ معصوم کی روشنی میں چند آدابِ ولادت ملاحظہ ہوں:

۱: قال الامام السجاد علیہ السلام: "اخرجوا من فی البیت من النساء لاتکون المرأة اول ناظر الی عورته"[39] "زچہ خانے سے عورتوں کو باہر نکال دیا جائے نومولود کے اندام نہانی پر سب سے پہلے عورتوں کی نگاہ نہیں پڑنی چاہیئے"۔

۲: "غسل المولود بعد الولادة کغسل الجنابة ترتیباً او ارتماساً .لا الغسل فقط علی الاظهر استدلال ابن ابی حمزه بوثقة سماعة بن مهران اغسال واجبة" آداب ولادت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نومولود کو غسل ولادت دیا جائے اور اس کا طریقہ بالکل غسل جنابت جیسا ہے یعنی غسل ارتماسی بھی دیا جاسکتا ہے اور غسل ترتیبی بھی، اور یہ بات یاد رہے کہ غسل ولادت صرف بچہ کو پاک صاف کرنا اور نہلانا نہیں ہے بلکہ باقاعدہ اسے غسل دینا ہے جس پر متعدد روایات ہیں اور اسے بعض فقہاء نے واجب غسلوں میں سے شمار کیا ہے۔

---

(39) مکارم الاخلاق، ابی نصر الطبرسی: ص ۲۳۴۔

https://downloadshiabooks.com/

۳: "الاذان فی اذنه الیمنی والاقامة فی الیسری قبل قطع السرة،عصمة من الشیطان،لا یفزع،لا یصیب الجنون،ام صبیان ،تایعة وهی جنیة تکره من الانسان" نو مولود کے داہنے کان میں اذان کہنا اور بائیں کان میں اقامت کہنا لازم ہے اور یہ کام اس کی ناف کاٹنے سے پہلے ہی انجام دینا چاہیئے تا کہ شیطان کے شر سے بچہ محفوظ ہو جائے اور وہ جنون وغیرہ سے بچ جائے نو مولود پر جنات کا بھی حملہ ہو سکتا ہے اس لئے کہ جنات (جو شریر قسم کے ہیں) وہ انسانوں سے نفرت کرتے ہیں بہر حال اذان و اقامت کے یہ سارے فوائد ہیں لہذا اذان و اقامت ولادت کے فوراً بعد کہنی چاہیئے۔

۴: " بعد الولادة فاتحة الکتاب ،آیة الکرسی،و آخر سورة الحشر، والاخلاص والمعوذتین ،و آخر سورة الحشر :لو انزلنا هذا القرآن علی جبل ...وهو العزیز الحکیم "نو مولود کے کان میں اذان و اقامت کہنے کے بعد مستحب ہے کہ چند سوروں کی بھی تلاوت کی جائے جیسے کہ سورہ حمد، آیت الکرسی، سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس اور سورۂ حشر کی آخری چند آیتیں کہ جن کا آغاز "لو انزلنا هذا القرآن" سے ہوتا ہے اور "وهو العزیز الحکیم" پر ختم ہوتا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

۵: حضرت امام صادق علیہ السلام کا فرمان ہے کہ کڑوی چیز، مثل جاوشیر داہنے ناک میں دو قطرہ بائیں میں ایک قطرہ ڈالنا چاہیئے۔

۶: "تحنيك بماء فرات قال عليه السلام ما حنك به احد الا واحبّنا اهل البيتؑ و صار لهم شيعة، روایات معصومینؑ میں وارد ہوا ہے کہ نو مولود کو فرات کے پانی سے تحنیک رکنا (تلوا چٹنا) چاہیئے اس لئے کہ جس بچے کی تحنیک آب فرات سے ہوتی ہے وہ اہل بیتؑ کا چاہنے والا اور ان کا شیعہ بن جاتا ہے خاک شفاء سے بھی تحنیک کا حکم ہے اور اگر یہ چیزیں دستیاب نہ ہوں تو بارش کے پانی سے یا کھجور یا شہد سے تحنیک کی جانی چاہیئے یہ سب موجود نہ ہو تو سادے میٹھے پانی سے تحنیک کی جائے۔

۷: نو مولود کو سفید براق لباس میں رکھنا چاہیئے ولادت کے وقت بلکہ اس کے بعد بھی زرد لباس منع ہے۔

۸: روایات میں ہے کہ باپ یا دادا یا کوئی صالح قریبی رشتہ دار اپنی زبان کو نو مولود کو چسائے یہ کام رسول خداؐ کی تاسی میں کرنا چاہیئے۔

۹: ولادت کے بعد کسی کو یہ سوال نہیں کرنا چاہیئے کہ بیٹا ہوا ہے یا بیٹی بلکہ یہ سوال ہونا چاہیئے کہ نو مولود کی خلقت ٹھیک ٹھاک تو ہے تاکہ اگر

https://downloadshiabooks.com/

ٹھیک ٹھاک خلقت ہو تو شکر خدا بجالانا چاہیئے حضرت امام زین العابدینؑ کی سیرت طیبہ میں ملتا ہے کہ کان علی بن الحسینؑ اذا بشر بالولد لم یسال أذکر هو ام انثی حتی یقول اسوی ؟ فان کان سویا قال الحمد لله الذی لم یخلق منی شیئاً مشوها"۔ جب بھی آپ کو نومولود کی خبر دی جاتی تھی تو آپ بیٹا ہوا یا بیٹی یہ سوال نہیں کرتے تھے بلکہ آپ بچہ کی مناسب خلقت کے بارے میں سوال کرتے تھے اور جب آپ کو بچہ کی تام الخلقت کی خبر دی جاتی تھی تو آپ بارگاہ خدا میں شکر بجالاتے تھے اور یہ جملۂ دعائیہ زبان پر جاری فرماتے تھے: "الحمد لله الذی لم یخلق فی شیئا مشوهاً"۔

۱۰: نومولود کے حوالہ سے باپ کی ذمہ داریوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ بچے کا بہترین نام انتخاب کرے اور بہترین نام انبیاء و مرسلین اور ائمہ طاہرینؑ کے اسماء گرامی ہیں اور اگر بیٹی ہو تو خاندان پیغمبر خداؐ کی خواتین کے نام پر بچوں کے نام رکھے جائیں۔

۱۱: نومولود کے اپنے باپ اور دادا پر حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ احسن الکنی کنی اهل البیتؑ و ورود ان من السنة ان یکنی

https://downloadshiabooks.com/

الرجل باسم ابنہ"، بچپنے میں ہی کوئی نہ کوئی کنیت اور لقب بچے کا رکھ دیں تا کہ انھیں برے لقب یا نا مناسب کنیت سے نہ پکارا جائے اور بہترین کنیت اہل بیتؑ کی کنیت ہے اس میں سے کوئی کنیت انتخاب کرے اور سنت یہ ہے کہ کوئی انسان اپنے بچے کے نام پر اپنی کنیت کا انتخاب کرے۔

۱۲: اول ما تاکله النساء الرطب+تمرات مدینه +ثم سائر امصار لانه یوجب کون المولود حلیما" ولادت کے بعد زچہ کو چاہیئے کہ کھجور کھائے بہترین غذا تر و تازہ کھجور ہے اور اگر مدینہ منورہ کی کھجور ہو تو کیا کہنا لیکن اگر وہ دستیاب نہ ہو تو پھر کسی جگہ کی بھی کھجور کھا سکتی ہے کھجور کھانے سے بچہ پر اثر پڑتا ہے اور بچہ حلیم و بردبار ہوتا ہے۔

حضرت امام حسینؑ کے القاب و کنیت

کتاب کشف الغمہ میں جناب علامہ علی ابن عیسی اربلی نے کمال الدین طلحہ شافعی سے نقل کیا ہے "کنیة الحسین علیہ السلام ابو عبد الله لا غیر" کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے القاب تو بہت تھے لیکن کنیت صرف اور صرف ایک تھی اور وہ "ابو عبد اللہ "یعنی تمام بندگان خدا کا سربراہ اور یہ وہ کنیت ہے کہ جس سے دو امام معروف ہیں مقاتل کی کتابوں میں کسی امام کے

https://downloadshiabooks.com/

لئے ابو عبد اللہ ذکر ہو تو امام حسین علیہ السلام مراد ہیں اور کتب حدیث میں ہو تو امام جعفر صادق علیہ السلام مراد ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے مبارک القاب میں چند القاب بڑے معنی دار ہیں اور بعض اسماء و القاب گذشتہ آسمانی کتابوں میں بھی درج تھے اور اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ حضرت امام حسین علیہ السلام کو انکے اوصاف وصفات سے پہچانتے تھے کتاب توریت جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی آسمانی کتاب ہے اور وہ شریعت موسوی کا منبع ہے اس کتاب میں حضرت امام حسین علیہ السلام کو "شبیر" کے نام سے یاد کیا گیا ہے "شبیر" عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کو عربی میں بدل دیا گیا ہے مگر اصل توریت والا نام بھی مولا کے لئے استعمال ہوتا ہے جو "شبر" کا مصغر ہے اور تصغیر عربی زبان کا قائدہ ہے لیکن شاید عبری یا عبرانی زبان میں بھی تصغیر رہی ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کا اسم گرامی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کتاب انجیل میں بھی وارد ہوا ہے علامہ محدث علی بن شہر آشوب کتاب مناقب میں رقمطراز ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا اسم گرامی کتاب انجیل عیسوی میں "طاب" ہے یعنی پاک و پاکیزہ ذات یہ نام انجیلی نام ہے ورنہ

https://downloadshiabooks.com/

آپ کے القاب میں ایک لقب طیب یعنی پاک و پاکیزہ ذات ہے جو کہ طاب کے مانند ہے۔

۱،۲: علامہ کمال الدین طلحہ شافعی حضرت امام حسین علیہ السلام کے اسماء و القاب اور کنیت میں سے دو لقب کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ ''اشهرها الزکی'' یعنی امام حسین علیہ السلام کے القاب میں مشور ترین لقب ''زکی'' ہے لیکن ظاہرا یہ درست نہیں ہے بلکہ یہ لقب حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے لئے مذکور ہے اور رفعت وشان کے لحاظ سے امام حسین علیہ السلام کا سب سے زیادہ رتبہ والا لقب وہی بیان کرتے ہیں جسے جناب رسول خداؐ نے حسنین شریفین یعنی دونوں کے لئے بیان کیاہے اور وہ ہے سیدا سباب اهل الجنۃ، حسنین علیہما السلام جوانانِ جنت کے سردار ہیں اس لحاظ سے لقب "سید" سب سے زیادہ باشرف لقب ہے اور تمام جنتی لوگوں کے سردار حضرت امام حسن اور حضرت امام حسینؑ ہوں گے۔

ابن خشاب نامی ایک بزرگ اپنی مختصر سی کتاب میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے القاب و اسماء کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی لیکن القاب میں اسم بامسمی تھے انھیں اسماء میں سے ایک

https://downloadshiabooks.com/

"الدلیل علی ذات اللہ" بھی ہے جس کا مطلب ہے خداوند متعال کی ذات و شان کو اجاگر کرنے کے لئے جو ذات موجود ہے وہ حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں کہ جب بندۂ خدا ایسا صابر ہے ایسا سخی ہے ایسا عظیم الشان ہے تو اس کا خالق کس قدر حلیم صابر وغیرہ ہو گا۔

صاحب مطالب السؤول لکھتے ہیں کہ "اما القابہ کثیرۃ" حضرت امام حسین علیہ السلام کے القاب بہت ہیں جس میں سید، طیب، وفی، مبارک وغیرہ قابل ذکر ہیں اس کے بعد ابن طلحہ شافعی حضرت امام حسین علیہ السلام کے مشہور لقب کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہتے ہیں "اعلاھا رتبۃ ما لقّبہ بہ رسول اللہ" لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام کا سب سے بڑا مرتبے والا لقب وہی ہے جو آنحضرتؐ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو عطا فرمایا ہے جناب رسول خداؐ نے حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے "انھما سیدا شباب اھل الجنۃ" کہ یہ دونوں جوانان جنت کے سردار ہیں "فلیکون السید اشرفھا و کذلك السبط" لہذا "سید" سب سے مشہور لقب امام حسین علیہ السلام ہے اور اسی طرح مشہور لفظ "سبط" بھی ہے کیونکہ جناب رسول خداؐ

https://downloadshiabooks.com/

سے صحیح روایت میں وارد ہوا ہے کہ " **حسین سبط من الاسباط** "
حضرت امام حسین علیہ السلام اسباط میں سے ایک سبط ہیں یہ سبط صرف نواسہ کے معنی میں نہیں ہے بلکہ ایک بڑا منصب ہے جسے اللہ نے حضرت موسی علیہ السلام کے بعض چاہنے والوں اور فرزندان حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام کو عطا فرمایا تھا اور پھر یہ منصب حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے مخصوص ہو کر رہ گیا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی تاریخ ولادت کے حوالہ سے ایک واقعہ وابستہ کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ " **ولد الحسین علیہ السلام عام الخندق** "
حضرت امام حسین علیہ السلام جس سال جنگ خندق واقع ہوئی اسی سال آپ کی ولادت باسعادت ہوئی ہے جبکہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے لئے علامہ کلینی نے کافی میں فرمایا ہے کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام جس سال جنگ بدر واقع ہوئی ہے اسی سال آپ کی ولادت با سعادت ہوئی ہے اس مطلب کی طرف ہم نے سابق میں اشارہ کیا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام حسینؑ کی کنیت ابو عبد اللہؑ کیوں ہے؟

حضرت امام حسین علیہ السلام کی کنیت "ابو عبد اللہ" کیوں پڑی جبکہ عبد اللہ الرضیع سب سے چھوٹے بیٹے تھے؟ اسی طرح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی کنیت ابو عبد اللہ کیوں پڑی؟ جبکہ عبد اللہ افطس امام کے منحرف فرزند تھے اسی طرح حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی کینت ابو جعفر کیوں پڑی؟ جبکہ آپ کا کوئی فرزند جعفر نام کا تھا ہی نہیں، اسی طرح امام زمان علیہ السلام کو ابو القاسم اور ابو صالح کیوں پکارا جاتا ہے جبکہ متعدد علماء کے نزدیک امام زمان علیہ السلام صاحب زن و فرزند نہیں ہیں؟

اسکے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام کی کنیت منصوص من اللہ تھی اور جناب رسول خداؐ نے اپنی طولانی حدیث میں اماموں کی کنیت خود ارشاد فرمائی ہے ائمہ طاہرین علیہم السلام عربوں کے اس قاعدہ قانون کے پابند نہیں تھے کہ بڑے بیٹے کی نسبت سے کنیت پڑے بلکہ ائمہ طاہرین علیہم السلام پر اپنے بچوں کے نام لقب اور کنیت کو غالباً ولادت سے پہلے اور سات دن کے اندر رکھا کرتے تھے خاص طور سے القاب معصومین

https://downloadshiabooks.com/

علیہم السلام ان کے بچپنے میں ہی من جانب اللہ طے تمام ہو جایا کرتے تھے لہذا بڑے بیٹے کے نام پر کنیت کی تلاش بے معنی ہے۔

ہاں یہ اور بات ہے کہ بیٹوں بیٹیوں یا بڑی بیٹی یا بڑے بیٹے کے نام پر ائمہ طاہرین علیہم السلام کو پکارا گیا ہے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام دو عنوان سے پکارا کرتی تھیں کبھی کبھی "یا ابن عم" سے خطاب کرتی تھیں تو کبھی کبھی "یا ابا الحسنؑ" کہا کرتی تھیں جبکہ امام امیر المومنین علیہ السلام کی کنیت "ابو الحسینؑ" یا "ابو الحسنینؑ" بھی مرقوم ہے اور "ابو زینب" بھی تقیہ کے زمانے میں اپنے اور پرائے دونوں پکارا کرتے تھے۔

اس بنیاد پر اب یہ تلاش کرنا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی کنیت کیوں "ابو عبد اللہ" ہے یعنی عربوں کے دستور کی بنیاد پر یہ کنیت نہیں تھی بلکہ من جانب اللہ و رسولہ امام علیہ السلام کی یہ کنیت تھی اسی طرح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سب سے بڑے فرزند جناب اسماعیل تھے جبکہ معروف کنیت ابو عبد اللہ ہے حضرت امام تقی علیہ السلام کی کنیت ابو جعفر یا ابو جعفر ثانی ہے جبکہ امام تقی علیہ السلام کے کوئی فرزند جعفر نام کے

https://downloadshiabooks.com/

تھے ہی نہیں اسی طرح حضرت امام زمان علیہ السلام کی کنیت ابو القاسم، رسول خداؐ کے نام پر اور ان کی کنیت پر ہے اس کنیت کا امام زمانؑ کی اولاد ہونے نہ ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب رسول خداؐ نے اپنے دست مبارک سے حضرت امام حسن علیہ السلام کا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا عقیقہ فرمایاہے عقیقہ کس قدر اہم ہے کہ سید الانبیاءؐ اپنے دست مبارک سے انجام دے رہے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر بچہ، عقیقہ کا گروی ہے مطلب یہ ہے کہ اس کی صحت و سلامتی اور پر امن حیات، عقیقہ کے اوپر موقوف ہے بلکہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہاں تک فرمایا ہے کہ "**العقیقة اوجب من الاضحیة**"[40] اگر عید قربان کے دن انسان کو قربانی کے لئے جانور دستیاب نہیں ہے یا حالت ایسی نہیں ہے کہ قربانی کر سکے یا قربانی میں شریک ہو سکے تب بھی عقیقہ ضرور کرے یعنی قربانی سے زیادہ عقیقہ لازمی ہے بلکہ ہمارے ایک بزرگوار جناب ابو حمزہ وجوب عقیقہ کے قائل تھے اور حضرت امام صادق علیہ السلام کے کلمات میں "**العقیقة واجبة**"[41] کے

(40) مکارم الاخلاق، ابی نصر الطبرسی: ص ۲۲۶، ف ۷۔

(41) مکارم الاخلاق، ابی نصر الطبرسی: ص ۲۲۶، ف ۷۔

https://downloadshiabooks.com/

الفاظ پائے گئے ہیں حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر کسی کے یہاں اولاد پیدا ہو تو اسے عقیقہ ضرور کرنا چاہیئے اگر روز ولادت عقیقہ کرنا چاہے کر سکتا ہے اور اسی روز بچہ کا نام بھی رکھے اور نو مولود کسی وجی سے اگر ساتویں روز ظہر سے پہلے مر گیا ہے تو عقیقہ لازم نہیں ہے اور اگر ظہر کے بعد مرا ہے تو گویا عقیقہ فرض ہونے کے بعد مرا ہے لہذا اس کا عقیقہ کرنا چاہیے۔

عقیقہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگا سکتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے زمانے میں چیزوں کی قیمت بہت بڑھ گئی تھی مہنگائی کا زمانہ تھا اور آپ کے یہاں دو بچوں کی ولادت ہوئی تھی امام علیہ السلام نے جناب زید شہید کو حکم دیا کہ دو اونٹ عقیقہ کے لئے خرید کر لے آؤ جناب زیدؑ گئے ایک اونٹ لیا اور دوسرے کی قیمت کو صدقہ کرنے کی گزارش کی تو امام باقر علیہ السلام نے فرمایا نہیں میں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ " **فان اللہ عزوجل یحب اھراق الدماء و اطعام الطعام** "[42] خداوند متعال پسند کرتا ہے کہ عقیقہ میں جانور کا خون بہے اور لوگوں کو کھانا کھلایا جائے اسی طرح حضرت

(42) الکافی للکلینی: ج۶، باب العقیقۃ، ص۲۵، ح۸۔

https://downloadshiabooks.com/

امام صادق علیہ السلام کے چچا عبد اللہ بن علی نے امام علیہ السلام سے پچھوایا تھا کہ آج کل ہمیں عقیقہ کی قربانی کے لئے جانور مہنگا پڑ رہا ہے یا نہیں مل رہا ہے تو کیا ہم اس کی مناسب قیمت کو صدقہ کر سکتے ہیں؟ تو امام صادق علیہ السلام نے اپنے چچا کو پیغام بھیجا کہ نہیں عقیقہ کی قیمت کو صدقہ نہ کریں کیونکہ خداوند متعال عقیقہ میں جانور کی قربانی اور لوگوں کو کھانا کھلانا پسند کرتا ہے[43]۔

عقیقہ اگرچہ اول روز ولادت سے لیکر زندگی کے آخری دن تک ہو سکتا ہے بلکہ اگر کسی مرحوم مومن یا مومنہ کے عقیقہ نہ ہونے کا یقین ہو تو تب بھی ان کی موت کے بعد عقیقہ کیا جا سکتا ہے لیکن روایت میں عقیقہ کی تاکید و سفارش ساتویں دن بتلائی گئی ہے اور اہل بیت طاہرین علیہم السلام نے ساتویں روز ولادت اپنے بچوں کا عقیقہ کیا ہے اور سر فہرست حضرت رسول خداؐ ہیں کہ جنہوں نے حسنین شریفینؑ کا عقیقہ ساتویں دن انجام دیا ہے اور صرف عقیقہ ہی نہیں بلکہ اپنے دست مبارک سے امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کے بال تراشے ہیں اور بال کے وزن کے برابر سونا یا چاندی صدقہ دیا ہے اور قربان ہونے والے جانور کے خون کو نو مولود کے چہرے یا پیشانی پر ملنا شرک قرار دیا ہے اہل بیت طاہرین علیہم السلام نے بڑی سختی کے ساتھ اس عمل سے منع

(43) الکافی للکلینی: ج۶، باب العقیقۃ، ص۲۵، ح۸۔

https://downloadshiabooks.com/

فرمایا ہے اور اس کو شرک کے ساتھ ساتھ زمانۂ جاہلیت کی بے ہودہ رسم قرار دیا ہے۔

یاد رہے کہ ساتویں روز عقیقہ شریعت اسلام میں تو بہت بعد میں مسنون قرار پایا ہے لیکن مخالفین کے یہاں کافر کہے جانے والے "مومن آل قریش "سید و سردارِ بطحاء جناب ابو طالب علیہ السلام نے اس پر پہلے عمل کیا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "**عقّ ابو طالب عن رسول الله یوم السابع و دعا آل ابی طالب**ؑ" جناب ابو طالب علیہ السلام نے ساتویں روز جناب رسول خداؐ کا عقیقہ فرمایا تھا اور اپنے تمام خاندان والوں کو دعوت دی تھی اور جب خاندان والوں نے پوچھا کہ یہ دعوت کیسی ہے اور قربانی کس لئے؟ تو آپ نے فرمایا تھا "**عقیقة احمد**" یہ احمد کا عقیقہ ہے آپ کے خاندان والوں نے پوچھا اس بچہ کا نام آپ نے احمد کیوں رکھا ہے؟ تو جناب ابو طالب علیہ السلام نے فرمایا تھا "**سمّیته احمد لمحمدة اهل السماء والارض**"[44] میں نے اپنے لال کا نام احمد اس لئے رکھا ہے کہ زمین والوں کے ساتھ ساتھ آسمان والے بھی اس کی حمد و ثناء کرتے ہیں میں

(44) الکافی للکلینی: ج۶، ص۳۴۔

https://downloadshiabooks.com/

مسلمانوں سے سوال کروں گا کہ اللہ نے اپنے نبی کا نام زمین پر محمد رکھا ہے اور آسمان پر احمد رکھا ہے اور قرآن بعد میں نازل ہو کر حضرت عیسی علیہ السلام کی زبانی اعلان کرے گا "یاتی من بعدی اسمہ احمد" ایک نبی آئے گا جس کا نام احمد ہو گا آخر جناب ابو طالب علیہ السلام کو کہاں سے پتہ چلا کہ اہل آسمان جناب رسول خداؐ کو احمد پکارتے ہیں؟ یا قرآن کے نزول کے وقت رسول خداؐ کا نام قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی "احمد" قرار پائے گا۔

تہنیت و تبریک

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جس روز حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی اس روز حضرت جبرئیل امینؑ کو حکم خدا ہوتا ہے کہ اے جبرئیلؑ ہزار فرشتوں کے ہمراہ خدمت رسالت مآبؐ میں پہنچو اور میرے نبیؐ کو ان کے لال حسینؑ کی ولادت باسعادت پر تبریک و تہنیت پیش کرو کتاب امالی صدوقؒ میں امام صادق علیہ السلام کی روایت کے الفاظ اس طرح وارد ہوئے ہیں "امر اللہ جبرئیل ان یھبط فی الف من الملائکۃ فیھنّئ رسول اللہ من اللہ عزوجل ومن جبرئیل" کہ اللہ نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ صرف اپنی طرف سے

https://downloadshiabooks.com/

تبریک و تہنیت پیش نہ کرنا بلکہ مجھ خدا کی طرف سے بھی میرے رسولؐ کو ان کے نواسہ کی ولادت باسعادت کی مبارک باد پیش کرنا[45]۔

دنیا میں بڑی عظیم عظیم ہستیاں آئیں اور وہ قابل تبریک و تہنیت بھی تھیں لیکن سید الملائکہ حضرت جبرئیل امینؑ کے ذریعہ قدرت نے بس حضرت امام حسین علیہ السلام کی مبارک بادی کے لئے تبریک پیش کی ہے یہ امتیاز و افتخار صرف حضرت امام حسین علیہ السلام کو حاصل ہے اولوالعزم پیغمبروں کی ولادت ہوئی سید اولوالعزم خود حضرت رسول خداؐ کی ولادت کے موقع پر آپ کی والدہ کو یا خود پیغمبر خداؐ کو ان کی ولادت کی خوشی میں خدا نے سلام نہیں کہلوایا اور تبریک و تہنیت پیش نہیں کی ہے یہ طرہ امتیاز حضرت امام حسین علیہ السلام کو حاصل ہے گویا قدرت پہلے سے اپنے نبی کریمؐ کو آگاہ کرنا چاہتی ہے کہ یہ بچہ بہت خاص ہے اس بچہ کی عظمت و شان کے لئے ہم خدا ہو کر آپ کے پاس اس کی تبریک پیش کر رہے ہیں اس مبارک بچہ کی برکت پوری کائنات پر محیط ہے اور قیامت تک اس چراغ سے ہدایت کی لو مدہم نہیں ہو سکتی ہے۔

---

(45) الامالی للشیخ صدوق: مجلس ۲۸، ص ۲۰۰۔

https://downloadshiabooks.com/

یاد رہے کہ اللہ نے عدد کے اعتبار سے سب سے زیادہ جو اشیاء پیدا کیں ہے وہ نہ مٹی کے ذرات ہیں نہ صحراء کی ریت اور نہ ہی پانی وہوا کے اجزاء ہیں نہ ستاروں اور سیاروں کی لاتعداد کہکشاؤں کے ہر ہر جز بلکہ اللہ نے عدد کے لحاظ سے جس چیز کو سب سے زیادہ پیدا کیا ہے وہ فرشتے ہیں اور پتہ کی بات یہ ہے کہ اس روایت میں تو صرف ہزار کا عدد بتلایا گیا ہے مگر دیگر روایتوں سے آشکار ہوتا ہے کہ ہزار ہا ہزار فرشتے اترتے تھے اور پیغمبر خداؐ کو امام حسینؑ کی ولادت باسعادت کی تبریک و تہنیت پیش کرتے تھے اور چلے جاتے تھے یہ وہ فضلیت ہے جو حضرت امام حسین علیہ السلام سے مختص ہے کہ کائنات کے سارے فرشتے آپ کی ولادت باسعادت پر رسول خداؐ کو تبریک و تہنیت پیش کرنے پہنچے ہیں یقیناً یہ کام معجزاتی طور پر ہوا ہے ورنہ فرشتوں کی تعداد کا اندازہ ہم نہیں لگا سکتے ہیں ایک ہلکی سی جھلک ملاحظہ ہو ہر شب جمعہ کربلائے معلیٰ میں ۷۰ ہزار فرشتے زیارت امام حسین علیہ السلام بجالانے کے لئے اترتے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا مگر ایک بار اترے فرشتے کو دوبارہ زیارت حسین علیہ السلام کا چانس و موقع نہیں ملتا کیونکہ قیامت تک سارے فرشتوں کو زیارت امام حسین علیہ السلام کرنا ہے اور ان کی نوبت دوبارہ پلٹ

https://downloadshiabooks.com/

کر آنا ممکن نہیں ہے اور جس شب جمعہ فرشتوں کا آخری گروہ ہو گا اسی ہفتہ قیامت آجائے گی مگر کب؟ خدا جانے!۔

یہ شرف بھی امام حسین علیہ السلام سے مختص ہے کہ ان کی زیارت تمام فرشتوں کو انجام دینا ہے اور بخوشی بلکہ عرضی ڈال کر نہ جانے کتنے فرشتے زیارت امام حسین علیہ السلام کے مشتاق بیٹھے ہیں اور ان کا ابھی تک نمبر نہیں آیا ہے۔

سنی اور شیعہ دونوں کتابوں میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے القاب گرامی میں ایک لقب ''مبارک'' مشترک و متفق القول ہے اور یہ لفظ صرف امام حسین علیہ السلام کا ہی نہیں بلکہ بعض دیگر اماموں کے القاب میں وارد ہوا ہے دوسری بات یہ ہے کہ مبارک یعنی بابرکت ذات تو دنیا میں بہت سی آئی ہیں لیکن جس برکت عامہ کا حامل یہ لقب حضرت امام حسین علیہ السلام کے لئے ہے اتنا کسی ذات کے لئے سمجھ میں نہیں آتا اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسری مبارک شخصیات کی برکتیں محدود رہی ہیں جبکہ حضرت امام حسین علیہ السلام دنیا کی سب سے بابرکت شخصیت ہیں کہ جن کی بدولت انسانوں کی آنکھیں کھل رہی ہیں اور لوگ حق و حقیقت کے گرویدہ ہوتے چلے جارہے

https://downloadshiabooks.com/

ہیں اس مطلب کو علامہ شیخ جعفر تستری نے مقدمہ الخصائص الحسینیۃ میں کیا خوب بیان کیا ہے کہ حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام سبھی بابرکت اور کشتی نجات ہیں لیکن " **سفینة الحسین علیہ السلام اسرع**" ضلالت و گمراہی کے پر تلاطم سمندروں میں امام حسینؑ کی کشتیٔ نجاتِ حضرت امام حسین علیہ السلام کی رفتار، دوسری کشتیٔ نجات سے زیادہ تیز رفتار ہے اور حضرات اہل بیت علیہم السلام سب کے سب ابوابِ جنت اور ابوابِ ہدایت ہیں لیکن جس ذات گرامی کا دروازہ سب سے زیادہ کشادہ ہے یعنی جس کی بدولت دنیا سب سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو کر داخلِ بہشت ہو رہی ہے وہ باب الحسین علیہ السلام ہے۔

جناب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے اپنا تعارف اور اپنی مادر گرامی کی پاک دامنی کا اعلان کرتے ہوئے کہا تھا " **وجعلنی مبارکاً**"[46] خدا نے مجھے بابرکت قرار دیا ہے یقیناً حضرت عیسی علیہ السلام کے ذریعہ دنیا کو بڑی برکتیں حاصل ہوئیں اور تاریخ میں سب سے زیادہ جس نبی کے ماننے والے ہیں وہ حضرت عیسی علیہ السلام ہی ہیں لیکن اس کے باوجود لقب مبارک حضرت عیسی

---

(46) سورۂ مریم: آیت ۳۱۔

https://downloadshiabooks.com/

علیہ السلام کی ذات سے مختص نہ ہو سکا اور آپ کا لقب "مبارک" جہاں تک قرآن نے مشہور کیا ہے اتنا خود انکے ماننے والوں میں بھی مشہور نہیں ہے ہاں کائنات کی دوسری سب سے بڑی شخصیت جس کے القاب میں سے ایک با معنی و مسمی لقب "مبارکہ" ہے وہ مادر امام حسین علیہ السلام حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جناب سیدہؑ کے القاب میں سے ایک لقب "مبارکہ" بیان فرماتے ہیں اور مبارک فرزند کی ماں مبارکہ نہیں ہو گی تو اور کون ہو گی؟ لیکن ایک بات توجہ کے قابل ہے کہ جناب سیدہؑ کو امام جعفر صادق علیہ السلام نے مبارکہ لقب سے یاد کیوں کیا ہے؟ دلیل و جواب واضح ہے کہ جس ذات والا صفات کی برکت سے جناب رسول خداؐ جیسے عظیم الشان نبیؐ کو سکون و قرار ملتا تھا جس ذات والا صفات کی بدولت امیر کائنات سرور مسلمین حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو سکون و قرار ملتا تھا جس ذات والا صفات کی بدولت حسنین کو مادری سکون اور دنیا بھر کا پیار ملتا تھا وہ ذات کوئی اور نہیں حضرت فاطمہ زہراؑ ہیں اور ان کی برکت کا دائرہ صرف پنجتن پاک تک محدود نہیں رہا بلکہ اس مبارکہ ماں کے لال قیامت تک کے لوگوں کے لئے بابرکت ہیں اور سب سے آخر میں جس مبارک لال کے ہاتھ پر مریم کا

https://downloadshiabooks.com/

لال بیعت کرے گا اوراس کے پیچھے نماز ادا کرے گا وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام فرزند زہراؑ فرزند امام حسین علیہ السلام ہیں۔

جناب سیدہؑ علی الاطلاق تمام خواتین عالم میں بہت سی شخصیات اور بابرکت ذوات کے مقابلہ میں سب سے زیادہ بابرکت ذات ہیں کہ جس طرح ان کے بیٹے حضرت امام حسینؑ کے ذریعہ لاتعداد انسان ہدایت یافتہ اور حق و حقیقت کے پیروکار ہو رہے ہیں اسی طرح ماں حضرت زہرا علیہا السلام کے ذریعہ مسلمان دلدادہ مذہب حقہ ہوتے جارہے ہیں اور اس بزرگوار ذات کی بدولت اب تک کتنے لوگ ہدایت یافتہ ہوئے ہیں اس کا کوئی احصاء و شمار نہیں کر سکتا ہے۔

آج دنیا طرح طرح کی بیماریوں سے دست و پنجہ نرم کر رہی ہے غیر تو غیر ہیں اپنے بھی ضعیف الایمانی کا شکار ہیں اور خاک شفاء حسینیؑ سے اپنی بیماریوں کو دور نہیں کرتے کیا حضرت امام صادق علیہ السلام نے مطلق طور پر نہیں فرمایا ہے کہ خاک شفاء حسینیؑ تمام بیماریوں بلکہ لا علاج بیماریوں کے لئے بھی شفاء ہے؟ سابقہ ادوار میں اپنوں نے بھی اور غیروں نے بھی خاک شفاء سے شفاء حاصل کی ہے اور یہ آج بھی یہ خاک، خاک شفاء ہے کلام معصومؑ پر

https://downloadshiabooks.com/

یقین نہیں ہے تو اور بات ہے ورنہ خاک شفاء کی شفاء دہی میں کوئی کمی نہیں ہے آج بھی نہ جانے کتنے لوگ اس پاکیزہ خاک سے شفاء حاصل کر رہے ہیں۔

خاک شفاء معصوم کا مجرّب نسخہ ہے کسی ماہر طبیب کا مجرّب نسخہ نہیں ہے یہ خدائی عطا ہے معصومین علیہم السلام کی تاکید رہی ہے کہ تمام بیماریوں کے لئے خاکِ کربلاء خاک شفاء ہے لاعلاج بیماریوں میں اس خاک کو تمام حدود وشرائط کے ساتھ اہل ایمان استعمال کریں یقیناشفاء یاب ہوں گے۔

حضرت فطرسؑ:

کتاب امالی صدوق میں ہے کہ فرشتہ حضرت فطرسؑ ایک جزیرہ میں عقاب الٰہی کا شکار تھے اپنے کئے کی سزا بھگت رہے تھے فرشتے گناہ نہیں کرتے اور نہ ہی کر سکتے ہیں کیونکہ اللہ نے فرشتوں پر نہ تو شیطان کو مسلط کیا ہے اور نہ ہی ان کے وجود میں نفس امارہ رکھا بلکہ وہ امر الٰہی کے مطابق کام کرتے ہیں اور حکم خدا پر کسی جہت سے سبقت نہیں کرتے ہیں۔

یہ سارے فرشتوں کی خصوصیت ہے تو پھر حاملین عرش الٰہی کا مرتبہ کیا ہو گا ظاہر ہے حاملین عرش الٰہی، اللہ کے مقرب فرشتے ہیں اور

https://downloadshiabooks.com/

تاریخ کا فقرہ ہے کہ "فطرس کان من الحملة"[47] فرشتہ حضرت فطرس، حاملین عرش یعنی بارگاہ الٰہی کے مقرب فرشتوں میں سے ہیں تو پھر تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ان سے کوئی گناہ سرزد ہوسکے۔

لیکن ان سب کے باوجود ہماری کتابوں میں معصومین علیہم السلام سے وارد روایات میں آیا ہے کہ کسی چیز میں حضرت فطرس سے کوتاہی و تنبلی ہوگئی تھی اسی لئے قدرت نے پروں کو توڑ دیا تھا جسکی وجہ سے مرغ آسمان و فضاء کی طرح وہ پرواز نہیں کرسکتے تھے اور روایت کے بقول "فعبد الله عزوجل فیها سبعماة عام حتی ولد الحسینؑ" حضرت فطرس عبادت الٰہی سے غافل نہیں رہے ترک اولی کے باعث پر پرواز چھین لیا گیا تھا لیکن فطرس نے اپنی عبدیت وعبودیت کا خیال رکھا اور وہ اس جزیرہ میں سات سو سال تک اللہ کی پرستش و عبادت کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی اور انہوں نے فضاء کائنات میں گہما گہمی ملاحظہ کی اور حضرت جبرئیلؑ کو اترتے ہوئے دیکھا تو فطرس بول اٹھے اے سید الملائکہ کہاں کس کام سے جارہے ہیں؟ تو جناب جبرئیلؑ نے صورت

(47) البحار للمجلسی: ج۴۳، ص۲۴۴۔

https://downloadshiabooks.com/

حال سے آگاہ کیا اللہ کا حکم ہے میں اس کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے نواسے حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت کی تبریک و تہنیت اپنی طرف سے اور خدا کی طرف سے پیش کرنے جارہاہوں۔

حضرت فطرس نے سید الملائکہ سے گزارش کی کہ مجھے بھی اپنے ساتھ تبریک پیش کرنے کے لئے لے چلو ظاہر ہے کہ حضرت جبرئیل امینؑ بغیر اذن الٰہی کے کوئی کام نہیں کر سکتے یقینا رضایت و خوشنودی خدا بھی یہی تھی کہ فطرس حضرت جبرئیلؑ کے ہمراہ بزم رسالتؐ میں شرف یابی پائے اور تبریک و تہنیت پیش کر کے میرے نبیؐ کے بدولت بلکہ ان کے لال حضرت امام حسینؑ کی بدولت بلکہ ان کے جھولے کی بدولت بال و پر دوبارہ حاصل کرے فطرس کی درخواست پر عمل ہوا بزم رسالتؐ میں تبریک و تہنیت پیش کی اور پھر سید الملائکہ نے فطرس کا حال رسول خداؐ کو بیان کر دیا تو حکم رسول خداؐ صادر ہوا "تمسح بهذا المولود و عد الی مكانك" اس نو مولود سے اپنے شکستہ بال و پر کو مسح کر لے اور پھر اپنی پوسٹ اور عہدہ پر واپس جا نبی کریمؐ کس اطمینان کے ساتھ کس بھروسہ کے ساتھ دو جملہ ارشاد فرمارہے ہیں

https://downloadshiabooks.com/

(۱) نومولود سے معصوم فرشتہ اپنے جسم کو مسح کر لے تو شفاء بھی مل جائے گی **(۲)** اور دوبارہ چھینا ہوا عہدہ بھی مل جائے گا۔

میرا دل کہتا ہے کہ شاید قدرت کو یہی منظور تھا کہ فطرس کی بخششِ ترک اولی بارگاہ رسالت مآبؐ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے وجود با برکت کے ذریعہ ہو اور ان کے مبارک وجود کی برکت سے بلکہ جس محل اور ظرف وجود ظاہری میں حضرت امام حسین علیہ السلام جھولا جھول رہے تھے اس بے جان لکڑی کے جھولے سے ہو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس بے جان لکڑی کے جھولے میں اتنی قدرت و طاقت کہاں سے آگئی تھی کہ معصوم فرشتہ، شفایاب ہو جاتا ہے کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ معصوم کے جسم اقدس سے مس شدہ اشیاء معجز نما ہوتی ہیں قرآن مجید نے بھی ایک بے جان لباس کو ایک معصوم نبی کی شفایابی کا سبب قرار دیا ہے ارشاد ہوتا ہے "**اذهبوا بقميصى هذا و القوه على وجه ابى يأت بصيراً**"[48] لو میری یہ قمیص میرے بابا کی آنکھ پر ڈال دینا تو وہ نبی معصوم جو اپنی آنکھ کھو چکے ہیں اس قمیص کی برکت سے بینا ہو جائیں گے اگر قمیص یوسفؑ سے نبی یعقوبؑ بینا ہو سکتے ہیں تو

(48) سورہ یوسف: آیت ۹۳۔

https://downloadshiabooks.com/

فخر یوسف کے بدن سے مس شدہ جھولا فطرس کے لئے شفا بن جائے تو کیا تعجب ہے!

حکم حضرت رسول خداؐ سے فطرس جناب امام حسین علیہ السلام کے گہوارے سے اپنے جسم کو مسح کرتے ہیں مس اور مسح میں فرق ہے صرف چھُو جانے کو مس کہا جاتا ہے جبکہ با قاعدہ چھُو کر نے کو جسے ہم اپنی زبان میں پھیرنا تعبیر کرتے ہیں اسے مسح کہا جاتا ہے حضرت فطرس جیسا فرشتہ گہوارۂ حسینؑ سے اپنے جسم کو مس نہیں مسح کر رہا ہے۔ ادھر جسم کا گہوارہ سے مس ہونا تھا کہ بال و پر قدرت کی عطا کردہ بال و پر کی مانند دوبارہ سے مل گئے لیکن فطرس احسان فراموش نہیں ہوا گویا وہ جناب رسول خداؐ سے کہہ رہا ہے کہ اے اللہ کے رسولؐ آج ہی کہہ کہ جارہا ہوں "له عليّ مكافاة"، مجھے آپ کے لال کی بدولت دوبارہ بال و پر ملے ہیں میں دوبارہ اپنے مقام و مرتبہ پر جارہا ہوں لیکن میں فطرس آپ کے سامنے عہد کر کے جارہا ہوں کہ میں امام حسین علیہ السلام کے اس احسان عظیم کا بدلہ چکاؤں گا اور وہ بدلہ یہ ہے کہ "الّا یزروہ زائر الّا ابلغته عنه"، کوئی زائر امام حسین علیہ السلام دنیا کے کسی بھی گوشہ سے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے تو میں اس زیارت کو خدمت امام

https://downloadshiabooks.com/

حسین علیہ السلام میں پہنچاؤں گا اور ہر سلام کرنے والے کے سلام کو خدمت امام حسین علیہ السلام میں لے جاؤں گا اور یہ میری آج سے ڈیوٹی ہے۔

خوشانصیب زائرین و محبین امام حسین علیہ السلام کا کہ ان کی زیارت اور درود و سلام کو حضرت فطرس خدمت امام حسین علیہ السلام میں پہنچاتے ہیں۔

حضرت فطرس کی سزا!

روایات میں وارد ہوا ہے کہ حضرت فطرس کو اللہ نے ان کے ترک اولی کی سزا کے لئے مخیر و بااختیار بنا دیا تھا اور یہ اعلان کر دیا تھا کہ "ان اللہ خیّرہ بین عذابہ فی الدنیا او فی الآخرۃ"اے فطرس اپنے ترک اولی کے بدلہ کہاں سزا بھگتنا چاہتے ہو دنیا میں یا آخرت میں؟ اور حضرت فطرس نے عقل و خرد کی بنیاد پر دنیا کی سزا کو اختیار فرمایا ہمیں بھی فطرس سے درس لینا چاہیے کہ ہم گناہوں کی مغفرت کے لئے سارے اپائے کریں اور دنیا سے ہی سارے گناہوں سے پاک و پاکیزہ ہو کر وارد میدان حشر ہوں اور وہاں کی ذلت ورسوائی سے بچنے کے لئے بلکہ خدمت معصومین علیہم السلام میں اور ان کی بارگاہ میں حاضری سے پہلے ہی فطرس کی طرح پاک و پاکیزہ فرشتے بن جائیں تو

https://downloadshiabooks.com/

کیا کہنا ہے "فاختار عذاب الدنیا"[49] حضرت فطرس نے عذاب دنیا کو اختیار کیا اور وہ کسی جزیرے میں ڈال دئے گئے۔

اس کے علاوہ اگر فطرس کے پاس گہوارۂ حسینؑ شفا کے لئے کافی تھا تو آج بھی مولا حسین علیہ السلام کا روضۂ اقدس جس میں صدیوں سے آپ کا تن مبارک متصل و مرتبط ہے ہماری بخشش اور شفاو شفاعت کے لئے موجود ہے خداوند متعال ہمیں دنیا میں مولا حسین علیہ السلام کی زیارت اور مغفرت کی کرامت سے نوازے اور آخرت میں ان کی شفاعت سے سر فراز فرمائے آمین۔

ایک روایت میں ہے کہ "سأل الله ان یعتقه للحسین ففعل" جناب رسول خداؐ نے فطرس کو گہوارہ حسینؑ سے مس یا مسح کرنے کا حکم دینے سے قبل بارگاہ خداوندی میں سوال کیا تھا کہ پالنے والے تو فطرس کو حسینؑ کی خاطر آزاد کر دے حضرت فطرس نے یہ جملہ محسوس کیا خدا نے بال و پر دے دئے اور وہ اپنی پوسٹ پر فخریہ طور سے یہ کہتے ہوئے پہنچے "من مثلی وانا

(49) البحار للمجلسی: ج۴۳۔ ص۲۴۴، ح۱۹۔

https://downloadshiabooks.com/

عتاقة الحسینؑ، بھلا میرے مانند کون ہے کہ میں حسین فرزند علی علیہ السلام و فاطمہ علیہا السلام کا آزاد کردہ ہوں!

حضرت فطرس کو جو خصوصیت حاصل ہے وہ حضرت سید الملائکہ جبرئیل امینؑ کو بھی حاصل نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ عطائے حسینؑ سے آزادۂ حسینی بننے کا شرف، یقینا حضرت جبرئیلؑ خادم الحسینؑ ہیں لا شک ولا ریب انہوں نے گہوارہ جنبانی کی ہے چکی پیسی ہے دیگر خدمتیں انجام دی ہیں لیکن فطرس کو خدمت اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ ساتھ جو شرف ملا ہے آزاد کردۂ حسینؑ کا وہ کسی بھی فرشتے کو حاصل نہیں ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی کنیت آپ کی ولادت کے پہلے روز پڑی ہے اور یہ کنیت جناب رسول خداؐ نے عطا فرمائی ہے اسماء بنت عمیسؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرمؐ نے امام حسینؑ سے فرمایا "یا ابا عبد الله عزیز علیّ ،ثم بکی" "اے ابو عبد اللہ! میرے اوپر آپ کی شہادت بہت گراں ہے یہ کہہ کر آپ بے تحاشہ رونے لگے جناب اسماء نے بھی عرض کیا "بابی انت و امی فعلت فی ھذا الیوم و فی الیوم الاول فما ھو؟" میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں یہ آپ امام حسینؑ کی ولادت کے پہلے ہی روز کیا کر رہے

https://downloadshiabooks.com/

ہیں ؟ کیوں گریہ فرمارہے ہیں ؟رسول خداؐ نے جواب میں فرمایا !ابکی علی ابنی ھذا تقتلہ فئۃ باغیۃ کافرۃ من بنی امیۃ لعنھم اللہ ،لا انالھم اللہ شفاعتی یوم القیامۃ ، "میں اپنے لال پر رورہاہوں اسے بنی امیہ کا باقی ماندہ سرکش گروہ قتل کر دے گا خداوند متعال انھیں میری شفاعت بروز قیامت نصیب نہ فرمائے" اس کے بعد رسول خداؐ نے فرمایا کہ میں اپنے بچوں کے بارے میں خدا سے وہی سوال کرتا ہوں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ذریت میں سوال کیا تھا وہ سوال کیا تھا(۱) اللّٰھم احبّھما و احبّ من یحبّھما پالنے والے تو ان دونوں (امام حسنؑ اور امام حسینؑ) کو دوست رکھ اور اسے بھی دوست رکھ جو ان دونوں کو دوست رکھے (۲) والعن من یبغضھما ملء السماء والارض،[50] اور خدایا جو ان دونوں کو دشمن رکھے تو ان لوگوں کے اوپر زمین تا آسمان بھر بھر کے لعنت بھیج۔

سنتِ ختنہ:

حضرات معصومین علیہم السلام چونکہ مختون پیدا ہوتے ہیں لہذا انھیں ختنہ کی ضرورت پیش ہی نہیں آتی البتہ سیرت و شریعت اسلام کے

(50)البحار للمجلسی:ج ۴۴، ص ۲۵۱،ب ۳۱۔

https://downloadshiabooks.com/

جریان کی خاطر محل ختنہ پر چھری پھیرنے کا حکم اماموں نے ذکر فرمایا ہے مگر اس حدیث پر غور و فکر کی ضرورت ہے ہاں ہم غیر معصومین کے لئے ختنہ کا حکم ساتویں دن ہے جو بچوں کی نشو نما اور پاکیزگی کے لئے بہتر ہے زمین غیر مختون بچوں کے پیشاب سے مختون کے مقابل زیادہ دنوں تک گندی رہتی ہے اس مطلب کو بعض روایات میں ذکر کیا گیا ہے۔

امام حسین علیہ السلام کون ہیں ؟ کے تحت گفتگو میں ہمیں تاریخ کے اندر شان امام حسین علیہ السلام بیان کرنے والی بعض ایسی روایات بھی ملی ہیں جن کے بارے میں وضاحت دینی ضروری ہے اور آنکھ بند کر کے ہر روایت کو قبول نہیں کیا جا سکتا ہے۔

یہ سچ ہے کہ رسول خداؐ نے متعدد مقامات پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی فضلیت و شان بیان کی ہے اورازواج رسول خداؐ میں سے بعض سے ایسی روایات نقل ہوئی ہیں جس سے بے پناہ عظمت امام حسین علیہ السلام نمایاں ہوتی ہیں مگر وہیں ایسی بھی روایات توڑ مروڑ کر پیش کی گئی ہیں کہ جس میں ایک خاص زوجۂ رسول خداؐ کو رسول خداؐ کی نسبت بڑا ہمدرد ظاہر کیا گیا ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو نادان اور معمولی بچہ متعارف کرایا گیا ہے

https://downloadshiabooks.com/

اس روایت کو پیش کرنے سے پہلے ہی میں آپ کو آگاہ کر دوں کہ اگرچہ یہ روایت ہماری کتب میں وارد ہوئی ہے مگر سلسلہ رواۃ میں غیر معتبر افراد اور غیر ثقہ راویوں کی وجہ سے یہ روایات کنڈم ہو جاتی ہیں اور ہم ایسی روایات کو تسلیم نہیں کرتے ایک راوی ایسا بھی اس روایت کے سلسلہ میں ذکر ہوا ہے جس کے نام کے سلسلہ میں علماء انساب و رجال مختلف القول ہیں اور آج تک طے نہیں کر پائے ہیں کہ اس کا نام خدیر ہے یا خدمر اور دوسری بات یہ ہے کہ جس زوجۂ رسولؐ سے روایت منسوب ہے اس کے غلام کا نام زید بتلایا گیا ہے جبکہ زید ان کے شوہر کا نام تھا یعنی زینب بنت جحش جن کے پہلے شوہر زید بن حارثہ تھے اور رسول خداؐ کے منہ بولے بیٹے تھے بعد میں شوہر سے ان بن ہو گئی تو طلاق ہوئی اور پھر زینب بنت جحش رسول خداؐ کی زوجیت میں آ گئیں۔

زینب بنت جحش کہتی ہیں کہ ایک روز رسول خداؐ میرے گھر تشریف فرما تھے اور آپ سو چکے تھے کہ امام حسین علیہ السلام آ گئے وہ رسول خداؐ کے پاس جانا چاہتے تھے لیکن میں مانع ہوئی مگر آخر کار وہ رسول خداؐ تک پہنچ ہی گئے اور آپ کے شکم اقدس پر بیٹھ گئے یہاں تک تو روایت کے معنی و مفہوم میں کوئی قابل مذمت بات نہیں ہے لیکن جو اس کے بعد زینب بنت جحش نقل کر رہی ہیں وہ شان رسالت اور شان امامت دونوں کے خلاف ہے شان رسالت

https://downloadshiabooks.com/

کے خلاف اس لئے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول خداؐ نے بظاہر امام حسین علیہ السلام کے پیشاب سے اپنا جسم آلودہ ہو جانے کے باوجود صرف وضو کیا اور محل بول کو پاک نہیں کیا ہے! اور شان امامت کے بھی خلاف اس لئے ہے کہ لوح محفوظ کا بچپنے سے ہی تلاوت کرنے والے امام حسین علیہ السلام خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ کہاں بول و براز کی جگہ ہے اور ویسے بھی اگرچہ معصومین علیہم السلام کے بول و براز کے سلسلہ میں ہم امامیہ نجاست کے قائل نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود آداب بول و براز کے قائل ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ رسول خداؐ ایسا اقدام کریں گے کہ بغیر محل بول پر پانی ڈالے ہوئے وضو کر کے نماز پڑھنے پڑھانے چلے جائیں گے بہر حال زینب بنت جحش نقل کرتی ہیں کہ رسول خداؐ نماز پڑھا رہے تھے اور جب جب آپ سجدہ میں جاتے تھے حضرت امام حسین علیہ السلام ان کی گردن پر سوار ہو جایا کرتے تھے اور یہ سلسلہ نماز کے خاتمہ تک جاری رہا یعنی ایک دو بار حضرت امام حسین علیہ السلام رسول خداؐ کی گردن پر سوار نہیں ہوئے ہیں بلکہ جتنی بار رسول خداؐ سجدے میں گئے امام حسین علیہ السلام ان کی گردن پر سوار ہوئے یہاں تک کہ رسول خداؐ نماز سے فارغ ہو گئے اور آپؐ سجدہ میں اتنی دیر تک طول دیتے تھے جب تک کہ حضرت امام حسین علیہ السلام خود سے رسول خداؐ کی گردن

https://downloadshiabooks.com/

سے اتر نہیں جاتے تھے یہ ہے عظمت وشان حسینؑ کہ رسول خداؐ بحکم خدا اتنی دیر تک سجدے کو طول دے رہے ہیں جتنی دیر تک امام حسین علیہ السلام آپ کی گردن پر سوار رہتے ہیں۔

نماز ختم ہوئی تو جناب رسول خداؐ نے اپنے دست مبارک کو پھیلایا امام حسین علیہ السلام کو آغوش میں لینے کے لئے نہیں بلکہ زینب بنت جحش کی زبانی سنئے کہتی ہیں کہ نماز سے فارغ ہو کر رسول خداؐ نے اس طرح ہاتھ پھیلایا جیسے کچھ مانگ رہے ہوں "ارنی ارنی یا جبرئیل" اے جبرئیل مجھے دکھلاؤ مجھے دکھلاؤ زینب کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! آج آپ نے ایسا عمل کیا ہے کہ آج تک میں نے ایسا عمل انجام دیتے ہوئے آپ کو نہیں دیکھا ہے تو جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہاں اے زینب "جائنی جبرئیل فعزّانی فی ابنی الحسین علیہ السلام" میرے پاس جبرئیل ابھی آئے تھے انھوں نے میرے لال حسینؑ کے سوگ میں مجھے تعزیت پیش کی "و اخبرنی ان امتی تقتله " اور مجھے خبر دی ہے کہ میری امت انھیں قتل کر ڈالے گی و اتانی بتربة حمراء" اور وہ میرے پاس سرخ مٹی لیکر آئے ہیں یعنی میں

https://downloadshiabooks.com/

جبرئیل سے ہاتھ پھیلا کر وہی سرخ مٹی طلب کر رہا تھا جہاں میرا لال حسینؑ شہید کر دیا جائے گا[51]۔

اس روایت میں شہادت امام حسین علیہ السلام کی خبر دی گئی ہے کربلا کی سرخ مٹی کا تذکرہ ہے امام حسین علیہ السلام سے رسول خداؐ کی الفت و چاہت کا بیان ہے سجدۂ خالق میں اتنی اتنی دیر تک ذکر سجدہ کرنے کا دستور بتلایا گیا ہے کہ جتنی دیر تک امام حسین علیہ السلام خود گردنِ رسول خداؐ سے اٹھ نہ جائیں بہت بڑا مرتبہ ہے امام حسین علیہ السلام کا جو اس روایت میں بیان کیا گیا ہے مگر صدر روایت سے امام حسین علیہ السلام کی بھی توہین ہوتی ہے اور رسول خداؐ کی بھی شان کے خلاف عمل ظاہر ہوتا ہے ہاں جس چیز پر قدرے توجہ دی گئی ہے وہ زینب بنت جحش کی رسول خداؐ سے بے پناہ ہمدردی اور ان کی نیند میں خلل نہ ہو اور رسول خداؐ کو اذیت نہ ہونے پائے وغیرہ کو اجاگر کیا گیا ہے۔

قدرت نے متعدد انبیاء و مرسلینؑ کو سلام کہلوایا ہے اور خواتین عالم میں بس چند خواتین کو خدا کی طرف سے سلام آیا ہے کہ جن میں سر فہرست

(51) الامالی للشیخ طوسی: ص۳۱۶۔

https://downloadshiabooks.com/

سیدۃ نساء العالمین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں اسی طرح ان کی مادر گرامی حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کو بھی اللہ نے سلام پہنچایا تھا البتہ تسلیت و تعزیت کے عنوان سے ہمیں کسی نبی یا رسول کی شہادت کے موقع پر ان کی اولاد کو خدا نے پیغام تسلیت پیش کیا ہو ایسا میری نظر سے تاریخ میں کہیں نہیں گذرا ہے سوائے ایک مقام کے جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر سے متعلق ہے اور یہ تسلیت و تعزیت مع سلام، شہادت سے پہلے بلکہ ہنگام ولادت امام حسین علیہ السلام سے تعلق رکھتا ہے۔

کتاب کامل الزیارات ہماری قدیمی اور بڑی اہم نیز کافی معتبر کتاب ہے جس میں تمام اہل بیت علیہم السلام کی زیارات کے فضائل و ثواب بالعموم اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی فضلیت و ثواب زیارت و سلام سے بالخصوص متعلق روایات کو سلسلہ سند کے ساتھ جمع کیا گیا ہے اسی معتبر کتاب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ " **لمّا ان هبط جبرئيل على رسول الله بقتل الحسين**ؑ" پہلی بار جب جناب جبرئیلؑ حضرت رسول خداؐ کی بارگاہ میں شہادت امام حسین علیہ السلام کی خبر دینے کے لئے نازل ہوئے تو جناب رسول خداؐ، مولائے کائنات حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا دست مبارک پکڑ کر کہیں خلوت میں لیکر چلے گئے تھے اور صبح

https://downloadshiabooks.com/

سے دن چڑھے تک دونوں بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت و بے کسی کو لیکر آپس میں محو گفتگو تھے صرف گفتگو یعنی تذکرۂ مصائب حسینؑ ہی نہیں ہو رہا تھا بلکہ روایت کا فقرہ ہے کہ ان دونوں کے اوپر آنسوؤں کا غلبہ تھا یعنی مسلسل دونوں بھائی روتے جارہے تھے ابھی یہ دونوں بزرگوار ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوئے تھے یعنی مصائب و گریہ کا سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا کہ ایک بار پھر جبرئیل امینؑ نازل ہوئے اور رسول خداؐ اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام دونوں سے خطاب کر کے جناب جبرئیلؑ نے کہا " **و ربکما یقرئکما السلام** " اے اللہ کے رسولؐ! آپ کو بھی خدا سلام کہتا ہے اے علی مرتضیٰؑ! آپ کو بھی خدا سلام کہتا ہے اور اس نے یہ پیغام تسلیت بھی بھیجا ہے کہ " **قد عزمت علیکما لما صبرتما** " میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں صبر کرو اور میں نے آپ دونوں پر صبر کرنا لازم قرار دیا ہے جونہی یہ پیغام تسلیت خدا کی جانب سے رسول خداؐ اور امیر المومنین علیہ السلام نے سنا دونوں بزرگواروں نے رونا ترک کر دیا اور دونوں خاموش ہو گئے اور صبر کیا[52]۔

---

(52) کامل الزیارات، جعفر بن محمد بن قولویہ: ص۱۲۱، ب۱۶۔

https://downloadshiabooks.com/

اس روایت میں اگرچہ صبر کرنے کا تذکرہ صرف رسول خداؐ اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے ہے لیکن قدرت نے ان دونوں بزرگواروں کے صبر تک محدود نہیں رکھا اور راہ خدا میں امام حسین علیہ السلام کی قربانی پر رضایت وخوشنودی کو ان دونوں بزرگوار سے مختص نہیں جانا بلکہ جب تک اصل صاحب معاملہ جناب سیدہؑ نے صبر وخوشنودی ظاہر نہیں کر دی تب تک قدرت نے واقعہؑ کربلاء اور شہادت امام حسین علیہ السلام پر مہر وامضاء نہیں فرمایا خداوند متعال کے نزدیک یہ ساری ہستیاں کس قدر عزیز ہیں اور بالخصوص جناب زہراعلیہا السلام کی رضا وخوشنودی کس قدر خدا کو عزیز تھی کہ جب تک انہوں نے بھی رضایت کا اعلان نہیں کر دیا واقعہ کربلا کے وجود میں آنے کو خدا نے پکا نہیں کیا یہ ہے منزل" وما تشاؤون الا ان یشاء الله "[53] اور روایت میں ذکر ہوا ہے کہ جب خدا ارادہ کرتا ہے تو اہل بیت علیہم السلام ارادہ کرتے ہیں اور جب اہل بیت علیہم السلام کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو خدا بھی اس چیز کا ارادہ کر لیتا ہے اور اس مطلب کو زیارتوں میں بھی اجاگر کیا گیا ہے۔

(53)سورہ تکویر: آیت ۲۹۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی کنیت ابو جعفر ہے روایات کی کتابوں میں اگر بغیر کسی قرینہ کے اور کسی پس و پیش کے ابو جعفر کنیت سے اسم کا تذکرہ ہو تو اس سے مراد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ہیں ویسے بھی قائل حدیث امام علیہ السلام کی شناخت کے لئے راویٔ اول کے زمانہ سے بھی کون امام مراد ہیں اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

بہر حال امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک روز رسول خداؐ ہمارے گھر مہمان ہوئے در حقیقت آنحضرتؐ ہماری زیارت و ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تھے اسی روز اتفاق سے آمد رسول خداؐ سے حضرت ام ایمنؓ جناب رسول خداؐ کی پرورش کرنے والی جنتی خاتون نے ہمارے گھر کھانا بھیجا تھا جس میں دودھ مکھن اور تازہ کھجور تھے جب رسول خداؐ تشریف لائے تو ہم لوگوں نے ان کی خدمت میں وہی کھانا تازہ کھجور، مکھن اور دودھ پیش کیا اور ہم سب نے مل کر رسول خداؐ کے ہمراہ غذا تناول کی اور حمد و شکر الٰہی بجالائے۔

کھانے سے فراغت کے بعد جناب رسول خداؐ اٹھے اور گھر کے ایک گوشے میں عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے اور تا دیر نمازیں پڑھتے رہے "فلما

كان فی آخر سجوده بكی بكاءاً شديداً،،جب آپ اپنی آخری نماز کا آخری سجدہ کر رہے تھے تو اس آخری سجدہ میں آپ نے گریہ کرنا شروع کر دیا اور صرف گریہ نہیں بلکہ شدید گریہ فرمایا پھر سر سجدے سے اٹھا کر تشہد و سلام سے فارغ ہوئے مگر ہم اہل بیت علیہم السلام میں سے کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ جناب رسول خداؐ سے آگے بڑھ کر سوال کر سکیں کہ اے اللہ کے رسولؐ! آپ اپنی نماز کے آخری سجدہ میں روئے کیوں؟ اور اس قدر کیوں گریہ فرمایا؟ اور یہ سوال نہ کرنا در حقیقت رسول خداؐ کی جلالت و عظمت و منزلت کے باعث تھا ہم ہمت نہیں کر پا رہے تھے کہ آنحضرتؐ کی عظمت و جلال کے رعب سے ان سے رونے کی وجہ دریافت کر سکیں ہاں مگر ہم میں سب سے چھوٹے حسینؑ اپنی جگہ سے اٹھے اور آ کر رسولخداؐ کی آغوش میں بیٹھ گئے اور اطمینان سے آغوش رسول خداؐ میں بیٹھنے کے بعد اپنا رخ اپنے نانا کے چہرے کی طرف کیا اور بولے ،،**يا ابه لقد دخلت بيتنا ،فما سررنا بشیء كسرورنا بدخولك**،،اے ناناؐ جان ہمیں آپ کی ہمارے گھر آمد سے جتنی خوشی ہوئی اتنا ہم کسی چیز سے خوش نہیں ہوئے پھر آپ نے اس قدر گریہ کیوں فرمایا کہ جس سے ہم سب کے سب غمگین ہو گئے ہیں یہ سن کر جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ اے میرے لال حسینؑ ابھی یعنی میری نماز کے

https://downloadshiabooks.com/

آخری سجدہ میں میرے پاس جبرئیل نازل ہوئے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ تم چاروں کو شہید کر دیا جائے گا اس فقرہ پر غور کریں اگر جبرئیلؑ کا خطاب رسول خداؐ سے ہے تو ترجمہ "انکم قتلیٰ" کا یہ ہو گا کہ تم پانچوں شہید کر دئے جاؤ گے اور اگر رسول خداؐ کا خطاب تسلیم کریں تو تم چار کے چاروں کو شہید کر دیا جائے گا مسلمان بھلے ہی رسول خداؐ کی شہادت کے منکر ہوں لیکن اس روایت سے دختر رسول خداؐ حضرت فاطمہ زہراؑ کی شہادت یقینی و قطعی ہے کیونکہ "انکم قتلی" میں مخاطب حضرت فاطمہ زہراؑ بھی تھیں چاہے رسول کا خطاب سمجھیں یا جبرئیل امینؑ کا خطاب۔

اور اے میرے لال ابھی جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ " و ان مصارعکم شتّٰی" اور تم سب کی شہادت گاہ الگ الگ مقامات پر ہو گی اس خبر سے امام حسین علیہ السلام کو چاہیئے تھا کہ سوال کرتے کہ ہمیں کیوں قتل کیا جائے گا؟ ہمیں کون قتل کرے گا؟ کیوں قتل کرے گا؟ یعنی کس جرم میں ہمیں شہید کیا جائے گا؟ اور الگ الگ جگہ کیوں شہید کیا جائے گا؟ کیا ہم سب ایک دوسرے سے بچھڑ جائیں گے؟ قتل کے بعد کیا ہو گا؟ کون ہمیں کفن دفن کرے گا؟ وغیرہ دسیوں سوال کا مقام تھا مگر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی زبانی امام محمد باقر علیہ السلام نقل کر رہے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے

https://downloadshiabooks.com/

سب کی شہادت کی خبر رسول خداؐ سے سن کر اور یہ کہ سب کی قبریں الگ الگ مقامات پر ہوں گی یہ سب سن کر صرف ایک سوال کیا جو بڑی اہمیت کا حامل ہے حضرت امام حسین علیہ السلام پوچھتے ہیں کہ " **یا ابه ! فما لمن یزور قبورنا علی تشتّتها** ؟" ہماری قبروں کے الگ الگ مقام پر ہونے کے باوجود ہماری زیارت کو آنے والے مومنین و زائرین کے لئے اجر و ثواب کیا ہے؟ پیغمبر خدا نے فرمایا " **یا بنیّ اؤلئك طوائف من امتی یزورونکم فیلتمسون بذلك البرکة و حقیق علیّ ان آتیهم یوم القیامة حتی اخلصّهم من اهوال الساعة من ذنوبهم و اسکنهم الله الجنة**"[(54)]۔

حضرت ام ایمنؑ کے ہاتھوں بیت سیدہؑ میں کھانا لانے والی روایت دوسرے الفاظ میں بھی نقل ہوئی ہے اور یہ روایت مزید تفصیل کے ساتھ ہے اس سے ایک بات تو آشکار ہے کہ جناب ام ایمنؑ جنتی خاتون کس قدر خاتون جنت سے سر دران جنت سے مالک جنت اور ساقی کوثر سے الفت و محبت فرماتی تھیں کہ اپنے ہاتھوں سے غذا تیار کر کے لاتی تھیں اور اہل بیت علیہم السلام کی خوشی کا سبب بنتی تھیں نیز یہ شرف چار ہستیوں تک محدود نہیں رہا بلکہ اپنی

(54) امالی شیخ صدوق، کامل الزیارۃ، بحار، ۴۴، ص ۲۲۴۔

https://downloadshiabooks.com/

آغوش کے پروردہ جناب رسول خداؐ کی بھی خوشی کا سبب بنیں کہ وہ بھی آپ کے ہاتھوں بنائے گئے کھانے کو تناول فرماتے تھے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جب رسول خداؐ ہمارے گھر غذا تناول فرما چکے تو ’فسکبت علی یدہ ماءً‘‘ تو میں علی ابن ابی طالبؑ اٹھا اور میں نے جناب رسول خداؐ کے دست مبارک پر پانی ڈالا اور آپ نے اپنا دست مبارک دھلنے کے بعد اپنے مطہر ہاتھوں کو چہرے اور داڑھی پر پھیرا اور پھر اٹھ کر گھر کے ایک گوشہ میں مصلّی پر نمازیں پڑھنے کے لئے چلے گئے۔

اس روایت سے یہ تو پتہ چل گیا ہے کہ بچوں کے ہوتے ہوئے رسول خداؐ کے دست مبارک کو امام علی علیہ السلام نے دھلوایا، پانی انہوں نے ڈالا جس سے اسلامی آدابِ ضیافت کا ایک پہلو یہ پتہ چلا کہ گھر کے بڑے کو مہمان کا ہاتھ دھلوانا چاہیے اور یہاں تو سب کے سب بڑے ہیں مگر حفظ مراتب کے پیش نظر جناب رسول خداؐ کا دست مبارک مولا امیر المومنین علیہ السلام نے پانی ڈال کر دھلوایا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

دوسرا نکتہ اس روایت سے یہ بھی پتہ چلا کہ کھانا کھانے کے بعد تر ہاتھوں سے چہرے اور داڑھی پر ہاتھ پھیرنا سیرت رسول خداؐ ہے اس کی مصلحت کیا ہے خدا جانے مگر شکرانے کے طور پر تر ہاتھ کا چہرے اور داڑھی پر ملنا سنت رسول خداؐ کی پیروی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ غذا تناول کرنے کے بعد صرف زبان سے شکر ادا کر دینا کافی تو ہے مگر رسول خداؐ کے لئے مزید حکم تھا یا یہ کہ آپ اس کے خود پابند تھے کہ غذا تناول کرنے کے بعد شکرانے کے طور پر صرف سجدہ نہیں بلکہ نماز پڑھیں اور شکرانہ اسی مقام پر ادا کیا جائے جہاں نعمتیں کھائی گئی ہیں ورنہ رسول خداؐ مسجد میں جا کر بھی شکر ادا کر سکتے تھے۔

بہر حال جناب رسول خداؐ نے آخری سجدہ میں گریہ کیا امام علی علیہ السلام نے فرمایا صرف شدت گریہ نہیں بلکہ "**فبکی فأطال البکاء**" دیر تک جناب رسول خداؐ گریہ کرتے رہے اور جب سجدے سے سر اٹھایا تو ہم میں سے کسی کی جرأت نہیں ہوئی کہ ان سے کوئی سوال کر سکیں مگر امام حسین علیہ السلام اپنی جگہ سے اٹھ کر پہلے آغوش رسالتؐ میں بیٹھ گئے اور صرف بیٹھ نہیں گئے بلکہ ہوتا یہ ہے کہ بچے جب کسی چیز کا کوئی مطالبہ کرنا چاہتے ہیں تو

https://downloadshiabooks.com/

زیرک بچے مقدمہ بناتے ہیں موڈ دیکھتے ہیں تب سوال کرتے ہیں اور یہی تہذیب ہے کسی سے کچھ طلب کرنے کی ۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پہلے تو حسینؑ جا کر آغوش رسالت مآب میں بیٹھ گئے پھر ننھے ننھے ہاتھوں کو بلند کیا رسول خداؐ کے سر اقدس کو اپنے سینہ سے لگایا اور اپنے سر کو رسول خداؐ کے سر اقدس پر رکھا پھر سوال کیا "یا ابه ما یبکیك ؟" اے پیارے نانا جان کس چیز نے آپ کو رلا دیا ہے؟ توجناب رسول خداؐ نے فرمایا "یا بنیّ نظرت الیکم الیوم فسررت بکم سروراً لم اسر بکم مثله قط" اے لال آج میں نے تم سب پر نظر ڈالی تو جیسی خوشی و مسرت تم لوگوں کو دیکھ کر مجھے آج ہوئی ہے ویسی خوشی و انبساط آج سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی لیکن ابھی چند لمحہ اس خوشی و مسرت کا نہ گذرا تھا کہ جبرئیل نازل ہوئے اور انہوں نے مجھے بڑی درد ناک خبر دی کہ تم سب کو شہید کر دیا جائے گا اور تم سب کی قبریں الگ الگ مقام پر بنیں گی یہ سن کر میں حمد ثناء الٰہی بجالایا اور پروردگار سے تم سب کے لئے اختیار کا مطالبہ کر بیٹھا کہ آپ لوگوں کی رضایت و خوشنودی شامل رہے۔

https://downloadshiabooks.com/

امام حسین علیہ السلام نے یہ سن کر کچھ نہیں پوچھا بس ایک سوال کیا اے نانا جان جب ہماری قبریں الگ الگ جگہ پر ہوں گی تو ہمارے چاہنے والے زائرین کو ان کی زیارتوں پر کیا اجر و ثواب ملے گا تو پیغمبر خداؐ نے فرمایا" **طوائف من امتی یریدون بذلك برّی وصلتی**"میری امت کا ایک گروہ تم سب کی زیارت کرنے میں میرے ساتھ نیک سلوک کرنے کے لئے اور صلہ و ارتباط کا خواہاں ہو گا اے حسینؑ میں انھیں میدان محشر میں ڈھونڈھ نکالوں گا اور ان کے شانوں کو پکڑ پکڑ کر انھیں محشر کی ھولناکیوں اور مصیبتوں سے نجات دے دوں گا(55)۔

خاک پاک کربلا کی خدمتِ رسول خداؐ میں حاضری کے حوالہ سے متعدد روایات ہیں کسی میں کہا گیا ہے کہ خود رسول خداؐ تھوڑی دیر کے لئے نظروں سے اوجھل ہو گئے تھے اور جب واپس آئے تو ام سلمہؓ نے دیکھا کہ رسول خداؐ کے چہرۂ اقدس اور ریشِ مبارک گرد و غبار سے اٹے ہوئے ہیں اور آپ کے دست مبارک میں مٹی کا ٹکڑا ہے جسے آپ سونگھ رہے ہیں اور کبھی آنکھوں سے لگا رہے ہیں۔

(55) کامل الزیارات، جعفر بن قولویہ: ص۱۲۷، ب۱۷۔

https://downloadshiabooks.com/

دوسری روایت میں ہے جناب جبرئیل امینؑ نے جب سوال کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! آپ کے لئے وہ خاک نہ لادوں کہ جس سرزمین پر حسینؑ کو شہید کر دیا جائے گا؟ تو جناب رسول خداؐ کی چاہت کو دیکھتے ہوئے جبرئیلؑ نے وہیں بزم رسالتؐ سے اپنے ہاتھ کو بڑھایا اور معجزاتی طور پر خاک کربلا کو اپنے ہاتھ سے اٹھا کر رسول خداؐ کے دست مبارک پر رکھ دیا اور پیغمبر خداؐ نے اس سرخ رنگ کی خاک کو بڑے ہی احترام کے ساتھ اپنے دست مبارک سے حضرت ام سلمہؓ کے سپرد کیا اور انہوں نے اس خاک کو ایک شیشی میں محفوظ کر لیا۔

تیسری روایت میں ہے کہ جناب جبرئیلؑ تھوڑی دیر کے لئے غائب ہوئے اور جب واپس آئے تو آپ کے ساتھ سرخ رنگ کی مٹی تھی جسے پیغمبر خداؐ کے سپرد کر دیا مگر ایک روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوں بھی وارد ہوا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت رسول خداؐ کے سامنے تھے اور بچوں کی طرح ادھر ادھر بھاگ رہے تھے اور رسول خداؐ انھیں دیکھ کر خوش ہو رہے تھے کہ اتنے میں جبرئیلؑ تشریف لائے اور آنحضرتؐ کو خبر دی کہ انھیں (حسینؑ کو) آپ کی امت قتل کر ڈالے گی یہ سن کر جناب رسول خداؐ چیخ مار کر روئے اور پھر جبرئیلؑ نے عرض

https://downloadshiabooks.com/

کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ کیا میں وہ تربت آپ کو سپرد نہ کردوں کہ جس زمین پر حسینؑ کو شہید کر دیا جائے گا۔

روایت امام صادقؑ کے فقرے سنیں فرماتے ہیں: "**فخسف ما بین مجلس رسول اللهﷺ الی المکان الذی قُتل فیه**" مدینہ میں جہاں رسول خداؐ تشریف فرماتے تھے وہاں سے لیکر کربلا کے مقتل امام حسین علیہ السلام کے مابین کی زمین دھنس گئی "**حتی التقت القطعتان**" یہاں تک کہ سر زمین مدینہ اور سر زمین کربلا کے سرے ایک دوسرے سے متصل و ملحق ہو گئے اور جبرئیلؑ نے یا خود رسول خداؐ نے سر زمین کربلا سے ایک مٹھی خاک اٹھا لی اور پھر چشم زدن سے پہلے ہی زمین بچھ گئی یعنی دھنسی ہوئی زمین دوبارہ اوپر آ کر بچھ گئی اور حضرت جبرئیلؑ یہ کہتے ہوئے بزم رسالتؐ سے رخصت ہوئے "**طوبی لك من تربة و طوبی لمن یقتل حولك**" اے سر زمین کربلا تو کس قدر پاک و پاکیزہ اور طیب و طاہر ہے اور خوشا بحال ان لوگوں کا جو تیرے ارد گرد شہید کر دئے جائیں گے۔

روایت امام جعفر صادق علیہ السلام آگے بڑھتی ہے اس کیفیت کو بھی یعنی زمین کے دھنسنے، سمٹنے اور مدینہ و کربلا کے کناروں کے متصل

https://downloadshiabooks.com/

ہونے کی حالت کی تشبیہ بیان کرتے ہوئے امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ کہیں کوئی اس عمل کو مبالغہ اور خرافات نہ سمجھ بیٹھے لہذا امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے" **کذلك صنع صاحب سلیمان**" ایسے ہی جناب آصف بن برخیاؑ وزیر جناب سلیمان نبیؑ نے بھی کیا تھا یعنی سر زمین یمن و فلسطین کے کناروں کو کھینچ کر اور زمین کو دھنسا کر ملا دیا تھا انہوں نے اسم اعظم الٰہی کا ورد کیا تو" **فخسف ما بین سریر سلیمان و بین العرش**" تخت سلیمان سے تخت بلقیس کے مابین کی زمین اندر دھنس گئی "**حتی التقت القطعتان فاجترّ العرش**" اور دونوں زمین کے سرے ایک دوسرے سے مل گئے اور حضرت آصف بن برخیاؑ نے تخت بلقیس کو کھینچ کر تخت سلیمانؑ کے پہلو میں رکھ دیا روایت میں وارد ہوا ہے کہ " **یخیّل الیّ انه خرج من تحت سریری**"[(56)] حضرت سلیمانؑ کو یہ خیال گذرا کہ جیسے تخت بلقیس میرے تخت کے نیچے سے نکل آیا ہے۔

ادھر تخت بلقیس کے نیچے کی سر زمین تخت سلیمانؑ کے نیچے کی زمین سے متصل ہوئی ادھر تخت بلقیس کو آصف بن برخیاؑ نے اٹھا کر تخت سلیمانؑ

(56) کامل الزیارات، جعفر بن محمد بن قولویہ: ص ۱۲۷، ب ۱۷، ح ۱۔

https://downloadshiabooks.com/

سے متصل کر کے رکھ دیا اور پھر دھنسی ہوئی زمین چشم زدن سے پہلے واپس بچھ گئی یہی صورت حال سر زمین کربلا اور سر زمین مدینہ کے لئے پیش آئی تھی نہ جبرئیل مٹی لانے کے لئے کہیں گئے تھے نہ ہاتھ پھیلا کر معجزاتی طور پر تربت کربلا لائی گئی تھی اور نہ ہی رسول خداؐ زحمت سفر برداشت کر کے کربلا آئے تھے نہ وہ خاک کربلا لائے تھے بلکہ جبرئیلؑ کو اللہ نے یہ پاور دیا ہے کہ ان کے اشارے سے کربلا و مدینہ کے درمیان کی سر زمینیں دھنس گئیں جبرئیل نے تربت کربلا لی اور چشم زدن میں وہ زمین پہلی صورت میں بچھ گئی اور یہ کوئی تعجب خیز مرحلہ نہیں ہے نہ جبرئیلؑ کے لئے اور نہ ہی رسول خداؐ کے لئے اللہ نے ہمارے نبیؐ اور ان کے برحق جانشینوں کو جبرئیلؑ سے بھی زیادہ پاور عطا کیا ہے مگر یہ بندگانِ خاص خدا اس پاور کو نادر ہی استعمال کرتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ جناب آصف بن برخیاؑ نے تو اسم اعظم کو وسیلہ قرار دیا تھا جبکہ جناب جبرئیلؑ نے کوئی وسیلہ نہیں بنایا تھا بلکہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بقول جناب رسول خداؐ کو تربت کربلا کے دیدار کا شوق ہوا تو "فضرب بجناحه فاخرج من تربة کربلاء" جبرئیلؑ نے اپنے پر کو زمین پر دے مارا اور سر زمین کربلاء سے تربتِ حسینؑ کو نکالا اور اٹھا

https://downloadshiabooks.com/

کر رسول خداؐ کے سپرد کرتے ہوئے کہا تھا"هذه التربة التي يقتل عليها"
یہی وہ خاک پاک ہے جس پر امام حسینؑ کو شہید کیا جائے گا(57)۔

عبد الرحمٰن غنوی راوی ہیں چونکہ معتبر کتاب کامل الزیارات میں روایت ہے لہذا روایت معتبر ہی ہو گی مگر یہ روایت کسی معصوم سے براہ راست نہیں ہے لہذا قبول کرنے میں مزید تحقیق و تفحص کی ضرورت ہے اور چونکہ مطالب روایت دوسری معتبر روایات سے میل کھاتے ہیں تو متفق مطالب کو اخذ کرنے میں کوئی خدشہ بھی نہیں ہے روایت ملاحظہ ہو "كان جبرئيل الروح الامين ،منشور الاجنحة باكياً صارخا ،قدحمل من تربت الحسين ،وهي تفوح كالمسك"" جناب روح الامین جبرئیل اپنے پروں کو پھیلائے ہوئے تھے روتے جاتے تھے اور چیخ چیخ کر رو رہے تھے اور تربتِ امام حسینؑ اٹھائے ہوئے تھے اور اس تربتِ پاک سے مشک کی طرح خوشبو پھونٹ رہی تھی۔

" و هل بقي في السموات ملك لم ينزل الى رسول الله يعزيه في ولده الحسين عليه السلام؟! کیا کوئی بھی فرشتہ سارے آسمانوں میں بچا تھا

---

(57) کامل الزیارات، جعفر بن محمد بن قولویہ: ص ۱۳۰، ب ۱۷، ح ٦۔

https://downloadshiabooks.com/

کہ جس نے ولادت امام حسین علیہ السلام کے موقع پر جناب رسول خداؐ کو تہنیت نہیں بلکہ تعزیت پیش نہ کی ہو ؟! مطلب یہ ہے کہ روز ولادت با سعادت امام حسین علیہ السلام سارے آسمانی فرشتے تبریک و تہنیت کے ساتھ تعزیت و تسلیت بھی پیش کرتے تھے ولادت کی تبریک اور شہادت کی تسلیت پیش کر رہے تھے۔

دوسرا کام سارے فرشتے یہ بھی کرتے جاتے تھے کہ جناب رسول خداؐ سے عرض کرتے تھے کہ اے اللہ کے رسولؐ! خدا نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو کس قدر عظمت و منزلت سے نوازا ہے اور انھیں کس قدر ثواب و جزاء عطا فرمائے گا اور تیسری بات یہ ہے کہ ہر فرشتۂ آسمانی بزم رسالت مآبؐ میں جو آتا تھا تو وہ اپنے ساتھ تربت کربلاء لیکر آتا تھا وہ ذرۂ خاک کربلا کتنا ہوتا تھا اس کا کوئی اندازہ نہیں ہے مگر یہ کام سارے آسمانی فرشتوں نے انجام دیئے ہیں اور سب نے آکر جناب رسول خداؐ سے عرض کیا ہے کہ اے اللہ کے رسولؐ! اس خاک پاک پر حسینؑ مظلوم کو شہید کر کے یوں ہی ان کے جسم اطہر یکہ و تنہا چھوڑ دیا جائے گا اور رسول خداؐ فرماتے تھے "**اللھم اخذل من خذله ولا تمتعه بما طلب**" روایت کہتی ہے کہ جناب رسول خداؐ کہتے جاتے تھے خدایا جو حسینؑ کو دھوکہ دے تو اسے دھوکہ میں رکھ جو انھیں قتل

https://downloadshiabooks.com/

کرے خدایا تو اسے ہلاک کر دے اور دوزخ کا مزہ چکھا اور اسے اپنے مقصود تک پہنچنے نہیں دینا، راوی عبد الرحمن غنوی کا بیان ہے کہ بخدا قاتل امام حسین علیہ السلام بہت جلد ہلاکت پذیر ہوا قتل حسینؑ کے بعد وہ لذت دنیا کو نہ محسوس کر سکا اور محظوظ نہیں ہوا ایک شب بے تحاشہ شراب نوشی کے بعد صبح کو مردہ ملا جبکہ چہرہ بڑا بھیانک ہو گیا تھا اس قدر سیاہ کہ "کانه مطلی بقار"[58] جیسے تار کول ڈال دیا گیا ہو۔

یہی نہیں بلکہ شہادت امام حسین علیہ السلام میں شریک اور ان سے جنگ میں حصہ لینے والا کوئی بھی ملعون نہیں بچا تھا کہ جس کو خدا نے کوڑھی، جزامی یا دیوانگی وغیرہ میں مبتلا نہ کیا ہو اور یہ بیماریاں ان کی نسلوں میں بھی موروثی ہو گئی تھیں یہ تو تھا ظاہری عذاب اور اسی دنیا میں معنوی عذاب یہ تھا کہ خدا نے شہادت امام حسین علیہ السلام کی وجہ سے دشمنوں اور امت مسلمہ کے درمیان ان کے دل اور زبان میں فرق ڈال دیا تھا یعنی منافق بنا دیا تھا روایت کا فقرہ ہے کہ شہادت امام حسینؑ کی سزا دنیا میں قاتلوں کے لئے یہ ہو گی "یضربها الله بالاختلاف فتختلف قلوبهم" اور ان کے دل

(58) کامل الزیارات، جعفر بن محمد بن قولویہ: ص ۱۳۱، ب ۱۷۔

https://downloadshiabooks.com/

ایک دوسرے سے بھی صاف نہیں ہوں گے بلکہ ان کے دلوں میں ہمشہ اختلاف و تفرقہ جنم لیتا رہے گا" **صار ذلك وراثة فى نسلهم لعنهم الله**"۔

یہ تو وہ ظاہری عذاب ہے جسے خدا نے انھیں دنیا میں ہی چکھایا ہے اور تمہارے ہاتھوں انھیں تباہ کیا ہے ابھی رجعت میں ان خبیثوں کا عذاب باقی ہے اور میدان محشر و جہنم میں جو عذاب ملنا ہے وہ بھی باقی ہے۔

جناب علامہ مجلسیؒ نے بعض بزرگ اور ثقہ علماء سے نقل کیا ہے کہ عید کا دن تھا امام حسنؑ اور امام حسینؑ اپنے نانا حضرت رسول خداؐ کے حجرہ میں داخل ہوئے اور عرض کرنے لگے "**یا جداه الیوم ،یوم العید**" اے نانا جان آج عید کا دن ہے عربوں کے بچے رنگ برنگے لباس سے آراستہ ہیں انہوں نے نئے نئے لباس پہن رکھے ہیں" **و لیس لنا ثوب جدید**" مگر ہمارے پاس نیا لباس نہیں ہے ہم آپ کے ساتھ اسی غرض سے آئے ہیں" **فتامّل النبی** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **حالهما و بکی**" حسنین شریفینؑ کی حالت کچھ ایسی تھی کہ جناب رسول خداؐ انھیں دیکھ کر زار و قطار رونے لگے۔

https://downloadshiabooks.com/

اس روایت سے اتنا تو مطلب آشکار ہو جاتا ہے کہ چاہے عید کا دن ہی کیوں نہ ہو اہل بیت طاہرین علیہم السلام کے حال زار پر عید کے دن گریہ کرنا جائز بلکہ سیرت رسول خداؐ ہے اگر عید کے دن گریہ کرنا جائز نہ ہوتا تو رسول خداؐ ضبط کر لیتے اور بچوں کو کسی اور طریقہ سے جواب دے کر عید کا خیال رکھ سکتے تھے لیکن ان دونوں بچوں کی حالت زار پر پیغمبرؐ نے عید کے دن گریہ کیا ہے لہذا مصائب امام حسین علیہ السلام عید کے دن بھی بیان کیا جا سکتا ہے اور گریہ وزاری کی جا سکتی ہے اور عید بھی منائی جا سکتی ہے کیونکہ خداوند متعال نے اس روز کو عید کا روز قرار دیا ہے اور عید کے دن کو مومنین و مسلمین کے لئے انعام کا دن قرار دیا ہے۔

پیغمبر خداؐ نے ان دونوں اماموں کا مدعا سن کر دست دعا بارگاہ خداوندی میں بلند کر دیا اور ایک ساتھ دو جملے ارشاد فرمائے " **الهی اجبر قلبهما و قلب امهما**" خدایا میرے ان دونوں نواسوں کا دل خوش کر دے اور ان کی مادر گرامی کا دل بھی باغ باغ کر دے " **فنزل جبرئیل و معه حلتان بیضاوان من حلل الجنة**" ادھر دعا قبول ہوئی ادھر حضرت جبرئیل امینؑ نئے بہشتی لباس لیکر حاضر ہو گئے یہ دونوں لباس جنت سفید براق تھے پیغمبر خداؐ نے جبرئیل سے لباس لیا اور دونوں شاہزادوں کو یہ کہتے ہوئے

https://downloadshiabooks.com/

عطا کیا " یا سیدی شباب اهل الجنة خذا ثوباًخاطها خیاط القدرة علی قدر طولکما" اے جوانان جنت کے سرداروں لو یہ لباس زیب تن کرلو کہ انھیں تم دونوں کے قدو قامت کے مطابق قدرت کے خیاط نے سلا ہے۔

یہیں ٹھہر کر یہ کہنے کو دل چاہتا ہے کہ جب قدرت کو قدو قامت حسنینؑ کا علم تھا تو کیا قدرت کو یہ علم نہیں تھا کہ عید کا دن ہے اور حسنین نانا سے رنگ برنگے لباس کا تذکرہ کر چکے ہیں قدرت کو منشاء حسنینؑ کے مطابق لباس کی رنگت کا بھی خیال رکھنا چاہیے تھا اور سفید براق لباسوں کے بجائے ان بچوں کی چاہت کے مطابق رنگین لباس بھیجنا چاہئے تھا! لیکن شاید قدرت آواز دے کہ میں جانتا ہوں کہ حسنینؑ کون کون سے رنگ پسند کریں گے لیکن سفید براق لباس بھیجا تا کہ انکی زبانی رنگوں کا اعلان ہو اور پھر ان کے انتخاب رنگ سے انتخاب نوع و کیفیت شہادت کا اعلان ہو جائے۔

بچوں نے لباس اپنے اپنے ہاتھوں میں تھام تو لیا لیکن بول پڑے اے نانا جان اس سفید براق لباس کو ہم کیوں کر پہنیں جبکہ عربوں کے بچے رنگین لباس پہنے ہوئے ہیں پیغمبر خداؐ یہ سن کر کچھ دیر تک سر جھکائے سوچ میں

https://downloadshiabooks.com/

پڑ گئے تو جبرئیلؑ امین نے عرض کیا" **یامحمد طب نفسا و قر عیناً** " اے اللہ کے رسولؐ! پریشان نہ ہوں **ان صابغ صبغۃ اللہ عزوجل یقضی لھما ھذا الامر**" خداوند متعال کی طرف سے رنگ خدا میں ان لباسوں کو رنگین کرنے والا رنگریز ان بچوں کے لئے وہی کرے گا جو یہ چاہتے ہیں " **و یفرح قلوبھما بایّ لون شاءا**" اور جن جن رنگوں کو یہ پسند کریں گے انھیں انھیں رنگوں میں ان لباسوں کو رنگین کرکے خدا ان دونوں کے دلوں کو خوش کردے گا۔

دل چاہتا ہے کہ عرض کروں کہ قدرت کو حسنینؑ کی چاہت کا کس قدر خیال ہے کہ جبرئیل سید الملائکہ اور نبی کریم سید المرسلینؐ بحکم باری تعالی وہ کام کرتے ہیں کہ جن کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی قرآن مجید نے رنگ خدا کا تذکرہ کیا ہے اور خدا کے رنگ کو بہترین رنگ قرار دیتے ہوئے اعلان کیا ہے" **صبغۃ اللہ و من احسن من اللہ صبغۃ**(59) "رنگ خدا سے بڑھ کر بھلا کون سا رنگ ہو سکتا ہے لباس کی رنگت سفید تھی حسنینؑ نے تبدیل کرنے کی درخواست کی حکم خدا سے رنگ تبدیل کیا گیا کیفیت واقعہ ملاحظہ ہو: رسول

(59) سورہ بقرہ: آیت ۱۳۸۔

https://downloadshiabooks.com/

خداؐ نے طشت منگایا لباس کو لیا اس طشت میں رکھا جبرئیل نے عرض کیا" یا رسول اللہ انا اصبّ الماء علی ھذہ الخلع" اے اللہ کے رسولؐ میں ان خلعتوں اور حلۂ بہشتی پر پانی ڈالتا ہوں رنگ نہیں پانی کا لفظ استعمال کیا ہے "وانت تحرکھما بیدك" اورآپ ان دونوں لباسوں کو اپنے دست مبارک سے حرکت دیتے جائیں" فصبغ لھما بای لون شاءا" یہ دونوں لباس ایک ہی ظرف میں ایک ہی پانی سے ایسے رنگوں میں تبدیل ہو جائیں گے جن رنگوں کو یہ دونوں پسند کرتے ہیں رسول خداؐ نے جناب امام حسنؑ کا لباس لیا ظرف میں ڈالا جبرئیل امین نے پانی ڈالا اور رسول خداؐ نے حسن مجتبیٰؑ سے پوچھ لیا بیٹا کون سا رنگ پسند کرتے ہو بچے نے عرض کیا" اریدھا خضراء" اے نانا جان مجھے سبز پوشاک چاہیئے نبی کریمؐ نے لباس کو حرکت دی قدرت الٰہی سے حلۂ بہشت زبرجد کی طرح سبز ہو گیا پیغمبر خداؐ نے لباس کو ظرف سے نکالا حسن مجتبیٰؑ کے حوالہ کیا اور امام علیہ السلام نے اسے زیب تن کر لیا اور حسن مجتبیٰؑ سبز قبا بن گئے۔

پھر پیغمبر خداؐ نے امام حسین علیہ السلام کا حلہ لیا اور اسے طشت میں رکھا جبرئیل نے پانی ڈالنا شروع کیا "فالتفت النبی الی نحو الحسینؑ"

https://downloadshiabooks.com/

نبی کریمؐ اپنے چھوٹے لال حسینؑ کی طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا" یا قرة عینی ایّ لون ترید حلتك؟" اے میرے لال میری آنکھوں کی ٹھنڈک تم کون سے رنگ کو اپنے لباس کے حق میں پسند کرتے ہو مولا نے عرض کیا" یا جداہ اریدھا حمراء" اے نانا جان میں چاہتا ہوں کہ آپ اسے سرخ رنگ کا کر دیں تو رسول خداؐ نے لباس کو حرکت دی وہی پانی وہی ظرف وہی ہاتھ ہے مگر ارادۂ حسینیؑ نے سفید لباس کو ایسا سرخ کیا کہ تاریخ کہتی ہے" فصارت حمراء کالیاقوت الاحمر" یاقوت سرخ کی طرح حلۂ بہشتی سرخ ہو گیا نبی کریمؐ نے لباس کو اس طشت سے نکالا امام حسین علیہ السلام نے زیب تن کیا "فسرّ النبی بذلك" نبی کریم بہت خوش ہوئے اور ادھر حسن و حسینؑ خوشی خوشی اپنی مادر گرامی حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی خدمت میں پہنچے اور ادھر حضرت جبرئیلؑ اس منظر کو دیکھ کر بے تحاشہ رونے لگے تو حضرت رسول خداؐ نے پوچھ لیا" یا اخی جبرئیل فی مثل هذا الیوم الذی فرح فیه ولدای تبکی و تحزن" اے میرے بھائی جبرئیل تم اس روز عید کہ جس میں میرے دونوں لال بے حد مسرور و خوش حال ہوئے ہیں رو رہے ہو اور حزن وملال کا اظہار کر رہے ہو؟

https://downloadshiabooks.com/

اس فقرے سے یہ بھی پتہ چلا کہ عید کے دن اور خوشی کے روز سید الملائکہ نے بھی گریہ کیا ہے حزن وملال کا اظہار کیا ہے لہذا عید کے روز مصائب اہل بیت علیہم السلام پر گریہ وزاری کرنے والے محبان اہل بیت علیہم السلام پر طعن و تشنیع کرنے والے باز آجائیں کہ سیرت سید المرسلینؐ بھی ہے عید کے دن رونا اور سیرتِ سید الملائکہ بھی ہے عید کے دن گریہ کرنا، رسول خداؐ کے سوال پر جبرئیل امینؑ گویا ہوئے اور خدمت رسالت مآب میں ان الفاظ میں عرض کیا "اعلم یا رسول الله ان اختیار ابنیك علی اختلاف اللون"، اے اللہ کے رسول یہ جان لیجئے کہ آپ کے بچوں نے اپنے حلوں کے رنگ کو مختلف النوع انتخاب نہیں کیا ہے بلکہ یہ ان کی شہادت کے رنگ ہیں "لابد للحسن ان یسقوہ السم"، حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو زہر دیکر شہید کیا جائے گا اور زہر کی شدت سے حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا رنگ سبز پڑ جائے گا "و لا بد للحسین علیہ السلام ان یقتلوہ"، اور حسین بن علی علیہ السلام کو تیر و تلوار سے قتل کیا جائے گا اور ان کا بدن اقدس خون سے رنگین ہو جائے گا "فبکی النبی و زاد حزنه لذلك"، پھر کیا تھا کہ یہ سنتے ہی رسول

https://downloadshiabooks.com/

خداؐ ایک بار پھر رونے لگے اور اس دفعہ آپ کا درد و غم مزید بڑھ گیا اور آپ نے عید کے دن شدت سے گریہ فرمایا(60)۔

ابن مغازلی، قاضی امین کے نام سے جانے جاتے ہیں اپنے سلسلۂ سند کو جناب رسول خداؐ کے محترم صحابی عبد اللہ بن مسعود قاضیٔ کوفہ سے متصل کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک روز بزم رسالت مآبؐ میں داخل ہوا اور میں نے جناب رسول خداؐ سے ایک بہت اہم چیز کا سوال کر لیا سوال پر توجہ فرمائیں کہتے ہیں کہ میں نے رسول خداؐ سے عرض کیا" **یا رسول اللہ آرِنی الحق حتی اتبعه** "اے اللہ کے رسولؐ! مجھے آپ مسلم حق دکھلا دیجیے تا کہ میں مسلم حق کی پیروی کروں مجسم حق، مکمل حق کیا ہے؟ کون ہے؟ بس آپ مجھے اس کی نشان دہی کر دیجئے تا کہ میں مکمل و مجسم مسلم حق کا پیرو کار بن جاؤں؟ یہ سنتے ہی رسول خداؐ نے مجھے حکم دیا کہ اس چھوٹے سے گھروندے میں داخل ہو جاؤ مطلب یہ ہے کہ وہاں مکمل مجسم و مسلم حق موجود ہے جاؤ اس کی زیارت کرو اسے سمجھ لو اس کی پیروی کرنا شروع کر دو۔

(60) البحار للمجلسی: ج ۴۴، ص ۲۴۵، ح ۴۵۔

https://downloadshiabooks.com/

ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں بحکم رسول خداؐ اس حجرے میں داخل ہوا وہاں مجھے کچھ نظر نہیں آیا ہاں صرف میں نے وہاں ایک شخص کو دیکھا جو رکوع و سجود میں ہے یعنی مصروف عبادت ہے وہ اور کوئی نہیں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھے جو نماز ختم کر چکے تو ہاتھوں کو بلند کر کے تعقیب نماز کے طور پر بار گاہ خداوندی میں دعا کر رہے تھے: "اللھم بحرمة محمد عبدك و رسولك اغفر للخاطئين من شيعتي" پالنے والے تجھے تیرے بندے اور پیارے نبی کا واسطہ میرے گنہ گار، جفاکار شیعوں کو بخش دے، ابن مسعود اس حجرے میں کچھ نہ پا کر واپس ہوئے حالانکہ مسلم حق کے دیدار کا مطالبہ کیا تھا! اب جو باہر نکلے تو جناب رسول خداؐ نماز میں مصروف ہو چکے تھے رکوع و سجود، تشہد و سلام کے بعد نماز ختم ہوتے ہی جناب رسول خداؐ نے آسمان کی طرف اپنا دست مبارک بلند کیا اور بار گاہ خداوندی میں اس طرح تعقیب نماز کے طور پر دعا کرنے لگے "اللھم بحرمة عبدك عليؑ اغفر للعاصين من امتي" پالنے والے تجھے تیرے عبد خاص علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا واسطہ ہے کہ میری امت کے گنہ گاروں، نافرمانوں کو بخش دئے ابن مسعود خود بیان کرتے ہیں کہ میں یہ منظر دیکھ کر گھبرا گیا اور اس قدر گھبراہٹ مجھ پر طاری ہوئی کہ "حتی غشي عليّ" میں بے ہوش ہو کر

https://downloadshiabooks.com/

گر پڑا رسول خداؐ اٹھے میرے سر کو اٹھایا اور بس ایک جملہ ارشاد فرمایا "یابن مسعود أ کفرٌ بعد ایمان؟" اے فرزند مسعود کیا ایمان کے بعد کافر بن جانا چاہتے ہو؟

ابن مسعود نے عرض کیا خدا کی پناہ، نہیں اے اللہ کے رسولؐ! مجھے جو حیرت و گھبراہٹ ہوئی ہے وہ اس پر ہوئی ہے کہ آپ علیؑ کا واسطہ دے کر اپنی امت کے لئے مغفرت کی دعا کر رہے ہیں اور علی علیہ السلام آپ کا واسطہ دے کر اپنے شیعوں کے لئے مغفرت کی دعا کر رہے تھے آپ کے حکم کے مطابق حجرے میں داخل ہوا اور مسلم حق و مکمل حق کو تو پالیا اور سمجھ گیا کہ پیکر حق مجسم حق حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں لیکن میری حیرت کا ٹھکانہ نہیں رہا جب میں نے آپ کو علی علیہ السلام کا واسطہ دیکر دعا مانگتے ہوئے دیکھا اور علی علیہ السلام کو آپ کا واسطہ دے کر۔

تب رسول اسلامؐ نے فرمایا" یابن مسعود ان اللہ خلقنی و علیاًؑ والحسنؑ والحسینؑ من نور عظمته" اے ابن مسعود ہم اہل بیت علیہم السلام میں بہت سی چیزوں میں یکسانیت پائی جاتی ہے جن میں سے ایک اور بظاہر اولین یکسانیت یہ ہے کہ ہماری تخلیق، خدا کے نور عظمت و

https://downloadshiabooks.com/

نور کبریائی سے ہوئی ہے پھر پیغمبر خداؐ نے سارے انوار کی تفصیل دیتے ہوئے حضرت امام حسین علیہ السلام کے نور پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا" **وفتق نور الحسین** علیہ السلام **فخلق منه الجنان والحور العین**" اللہ عزوجل نے میرے نواسے حسینؑ کے نور کو شگافتہ کیا تو اس نور کی ایک چنگاری ایک لو سے خدا نے ساری جنتوں اور تمام حور العین کو خلق کر دیا، غور کریں ایک نہیں بلکہ الجنان یعنی ساری جنتوں کو نور حسینؑ کی ایک لو سے خلق کیا ہے اور ان جنتوں میں سب سے زیادہ نفیس شئ کا نام ہے حور العین اس کو بھی خدا نے نور حسین علیہ السلام سے پیدا کیا ہے "**والحسین افضل منها**" اور امام حسین علیہ السلام ساری جنتوں اور ساری حور العین سے افضل و برتر ہیں اے ابن مسعود مسلم حق علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں مسلم حق میرے اہل بیت علیہم السلام ہیں جس کسی کا دامن تھام لوگے گویا تم نے مسلم حق کا دامن تھام لیا ہے[(61)]۔

ہمارے بہت سے علماء و فقہاء کی بہت سی کتابیں ضائع ہو گئیں ان کتابوں سے بعد کے علماء نے جو کچھ نقل کیا ہے بس وہی مطالب باقی رہ گئے ہیں ورنہ اصل کتاب کا اتہ پتہ نہیں رہا انھیں کتابوں میں سے ایک جناب شیخ طوسیؒ

(61) مدینۃ المعاجز، ج۳، ص۴۱۷۔

کی کتاب ''مصباح الانوار'' ہے البتہ اس نام کی دوسری کتابیں بھی ہیں لیکن جناب شیخ طوسیؒ کی مصباح الانوار اب باقی نہیں رہی مگر اس کتاب سے اخذ کرنے والے بزرگواروں کی کتاب میں اس کے بعض مطالب باقی رہ گئے ہیں انھیں میں سے ایک انس بن مالک صحابی رسول خداؐ کا نقل کردہ یہ واقعہ ہے کہ جناب رسول خداؐ نے ایک صبح کو نماز جماعت پڑھانے کے بعد اپنا رخ انور ہماری طرف کیا البتہ یہ عمل رسول خداؐ برابر انجام دیا کرتے تھے یعنی نماز صبح پڑھانے کے بعد کبھی تعقیباتِ نماز سے پہلے تو کبھی تعقیباتِ نماز کے بعد ہم کو موعظہ کیا کرتے تھے ایک روز نماز صبح جماعت سے پڑھانے کے بعد فوراً رخ ہماری طرف کیا تو میں نے پیغمبر خداؐ سے ایک سوال کر لیا کہ آیت کریمہ ۶۹ سورہ نساء ''**اولئك الذين انعم الله عليهم من النبيين وا لصديقين و الشهداء والصالحين و حسن اولئك رفيقاً** '' کی تفسیر کیا ہے؟ ''**يا رسول الله ان رايت ان تفسّر لنا قول الله عزوجل**'' اے اللہ کے رسولؐ! اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہمارے لیے اس ارشاد الٰہی کی تفسیر بیان فرما دیں؟

جناب رسول خداؐ نے بجائے موعظہ کرنے کے میری آواز پر لبیک کہا اور فرمانے لگے اے انس اس آیت کریمہ میں نبیوں سے مراد سارے انبیاءؑ و

https://downloadshiabooks.com/

مرسلینؑ نہیں ہیں صیغہ جمع کا ہے لیکن مراد صرف میں محمد مصطفیٰؐ ہوں جن کے اوپر اللہ کی خاص عنایت ہے اور اس آیت میں صدیقین سے مراد سارے سچے لوگ نہیں ہیں آدمؑ سے خاتمؐ تک کوئی بھی جھوٹ بولا ہی نہیں ہے بلکہ غیر انبیاءؑ بھی بہت سے صادق و سچے لوگ گزرے ہیں مگر وہ سارے انبیاء و مرسلینؑ، صدیقین کی تفسیر نہیں ہیں بلکہ صدیقین سے مراد صرف علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں صیغہ بھلے ہی جمع کا ہے مگر صدیق اکبر بس ایک ذات علی ابن ابی طالبؑ ہیں اور اس آیت میں شہداء سے مراد ھابیلؑ سے لیکر ہمارے زمانہ تک بلکہ قیامت تک سارے شہداء مراد نہیں ہیں صیغہ جمع کا ہے مگر مراد بس ایک ذات ہے اور وہ میرے عظیم الشان چچا جناب حمزہ ہیں اور آخری کلمہ "صالحین" سے مراد سارے پارسا، صالح، متقی و پرہیز گار لوگ نہیں ہیں یہ بھی جمع کا صیغہ ہے مگر کائنات کے سارے صالحین مراد نہیں ہیں بلکہ صرف تین ذوات کو خدا نے اس آیت میں صالحین سے یاد کیا ہے "**و اما الصالحون فابنتی فاطمة ؑ و اولادها الحسن ؑ والحسين ؑ**" صالحون سے مراد میری بیٹی فاطمہ زہراؑ اور اس کے دونوں لال حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔

انس کہتے ہیں کہ ادھر رسول خداؐ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا ادھر عباس رسول خداؐ کے چچا سے نہیں رہا گیا "**فوثب**" گویا جیسے کہ پھاٹ پڑے ہوں

https://downloadshiabooks.com/

جہاں جس صف میں تھے وہاں سے اٹھ کر تیزی کے ساتھ رسول خداؐ کے سامنے آکر بیٹھ گئے اور ایک جملہ عرض کیا" **أ لسنا انا وانت و علی علیہ السلام و فاطمة علیہا السلام والحسن علیہ السلام و الحسین علیہ السلام من نبعة واحدة** " اے اللہ کے رسولؐ! کیا ہم سب یعنی آپ، میں، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ ایک ہی چشمے سے پھوٹے ہوئے دھارے نہیں ہیں؟ ہمارا خاندان ایک ہے ہم سب بنی ہاشم ہیں ہم سب عبد المطلب کے چشم و چراغ ہیں پھر آپ صرف صدیقون سے علیؑ کو شہداء سے حمزہؓ کو صالحین سے فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو ہی مراد کیوں لے رہے ہیں؟ رسول خداؐ نے فرمایا: اے چچا جان آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟ تو عباس نے وضاحت کرتے ہوئے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ!" **لانك تعرف بعلی علیہ السلام و فاطمة علیہا السلام والحسن علیہ السلام والحسین علیہ السلام دوننا** " آپ، علیؑ و بتولؑ اور حسنینؑ کی تو تعریف کر رہے ہیں لیکن ہمیں نظر میں نہیں لا رہے ہیں؟ رسول خداؐ نے تبسم فرمایا اور اس کے بعد آنحضرتؐ نے عباس کے پہلے جملہ کی تائید کرتے ہوئے فرمایا: اے چچا یہ تو درست ہے کہ ہم سب ایک ہی شجرہ سے ایک ہی چشمہ سے ایک ہی خاندان سے ہیں لیکن اللہ نے ہمیں خلقت آدمؑ سے بہت پہلے خلق فرمایا ہے جب نہ زمین تھی نہ آسمان، ظلمت و تاریکی تھی نہ

https://downloadshiabooks.com/

روشنی، نہ جنت تھی نہ جہنم، نہ سورج تھا نہ چاند یعنی کوئی چیز نہ تھی مگر ہم تھے اے چچا جان ہمارا موازنہ اپنے آپ سے نہ کیجئے۔

عباس نے موضوع بدل دیا اور پوچھ لیا" **کیف کان بدو خلقکم یا رسول اللہ** "اے اللہ کے رسول جب کچھ نہ تھا اور آپ لوگ تھے تو خدا نے آپ لوگوں کی تخلیق کس طرح سے کی؟ کس طرح آغاز تخلیق میں آپ لوگ خلق ہوئے ہیں؟ پیغمبر خداؐ نے تفصیل سے جواب دیا جس میں نور حسینؑ کی تخلیق کے بعد ان سے کن کن چیزوں کو پیدا کیا ہے کا مسئلہ سامنے آیا تو برجستہ رسول خداؐ نے اپنے چچا سے فرمایا"**ففتق نور ولدی الحسین فخلق منه الجنة و الحور العین**" پھر میرے لال حسینؑ کے نور سے جنت اور حور العین کو پیدا کیا ہے اور میرے لال کا نور بھی خدا کے نور سے ہے اور یہ طے ہے کہ میرے لال حسینؑ کا نور جنت اور حور العین سے افضل و برتر ہے۔

اس کے بعد جناب رسول خداؐ اپنے چچا عباس سے نور جناب سیدہؑ کی مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ایک روز خدا نے چاہا کہ پوری کائنات ظلمتوں میں ڈوب جائے پھر کیا تھا ایسی تاریکی چھائی کہ نوری مخلوق فرشتوں کی بھی داد و فریاد بلند ہو گئی وہ تسبیح و تہلیل کے ساتھ رونے پیٹنے لگے

https://downloadshiabooks.com/

اور پھر فرشتوں نے ہمارے نور کا واسطہ دے کر ظلمت و تاریکی عالم کو دور کرنے کی دعا مانگی خدا نے میری بیٹی فاطمہؑ کے نور سے منور اور چمکتی ہوئی قندیلوں کو طاق عرش سے معلق کر دیا اور آسمان و زمین سب جگمگا اٹھے اسی لئے میری بیٹی کا نام زہراؑ پڑا ہے۔

فرشتوں نے اس قدر نورانی و تابانی والے قندیلوں کو دیکھ کر بارگاہ خداوندی میں ان قندیلوں کے سرچشمۂ روشنی کے بارے میں سوال کر لیا تو آواز قدرت آئی یہ میری کنیز خاص حضرت فاطمہ زہراؑ کے نوری وجود کی شعاعیں ہیں جنہیں میں نے اپنے نور عظمت سے پیدا کیا ہے اے فرشتو! یہ میری کنیز خاص فاطمہؑ کا نور ہے فاطمہؑ میرے حبیب رسول خداؐ کی بیٹی ہے میرے ولی حضرت علیؑ کی زوجہ ہے میرے برگزیدہ بندوں حسنؑ و حسینؑ کی مادر گرامی ہے " اشهدكم ملائكتي انّي قد جعلت ثواب تسبيحكم و تقديسكم لهذه المرأة وشعيتها ثم لمحبيها الى يوم القيامة" اے میرے فرشتو! تم سب کے سب گواہ رہنا کہ میں تمہاری تسبیح و تہلیل وتقدیس کا سارا ثواب اس خاتون کے نام اور اس کے شیعوں کے نام بلکہ قیامت تک آنے والے تمام محبان زہراؑ کے نام لکھ رہا ہوں ۔

https://downloadshiabooks.com/

روایت کہتی ہے کہ چچا عباس بن عبد المطلب یہ سنتے ہی اپنی جگہ سے ایک بار پھر اٹھے اور اٹھ کر وہاں آئے جہاں حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام صف اول میں تشریف فرما تھے " **وثب قائماً** " ایک بار پھر جیسے چچا عباس اچھل پڑے ہوں، کود پڑے ہوں اتنی تیزی کے ساتھ محضر امیر کائنات حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارے نمازیوں کے سامنے بوڑھے چچا عباس نے جوان سال بھتیجے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی پیشانی چومی اور ببانگ دھل عرض کیا " **واللہ یا علی انت الحجة البالغة لمن آمن باللہ** " اے علیؑ بخدا قسم! آپ ہی سارے مومنین کے لئے حجت بالغہ الٰہی ہیں(62)۔

روائی تفسیروں میں چند تفسیریں بڑی اہمیت کی حامل ہیں جیسے تفسیر البرھان مؤلفہ علامہ سید ہاشم بحرانی کی تفسیر نور الثقلین مؤلفہ علامہ جمعہ حویزی بحرانی کی اسی طرح تفسیر ابن عباس و تفسیر قمی وغیرہ ہیں انھیں روائی تفسیروں میں سے ایک معروف تفسیر "تاویل الآیات الباہرات" ہے جس میں صاحب کتاب علامہ شرف الدین نجفی نے علامہ شیخ طوسیؒ سے ان کے

(62) مدینة المعاجز، ج۳، ص۴۱۹، ب۳، ح۲۔

https://downloadshiabooks.com/

سلسلۂ سند کے ذریعہ جناب مفضل بن شاذان سے ان کی کتاب مسائل البلدان سے نقل کیا ہے مگر افسوس کہ مسائل البلدان آج ہمارے درمیان باقی نہیں رہی لیکن جن قدماء و بزرگان کے پاس مسائل البلدان موجود تھی انہوں نے اپنی اپنی تالیفات میں اس سے بعض روایات کو اخذ کیا ہے جو آج بھی ہمارے درمیان پائی جاتی ہیں۔

جناب سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں بیت بتولؑ میں با اجازت و سلام داخل ہوا تو وہاں کیا دیکھا کہ جناب سیدہؑ ایک جانب تشریف فرما ہیں اور حسنینؑ شریفینؑ ماں کے سامنے کھیل رہے ہیں کھیل کا لفظ شان اہل بیت علیہم السلام کے خلاف ہے لہذا بچ کر اس کا ترجمہ یہ ہو گا کہ دونوں بچے جناب سیدہؑ کے سامنے تھے آس پاس تھے کہیں دور نہیں تھے ماں بچوں کے ساتھ اور بچے ماں کے پاس تھے۔

جناب سلمان فارسیؑ اس منظر کو دیکھ کر کتنا خوش ہوتے ہیں اس کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے "**ففرحت بهما فرحاً شديداً**" مجھے حسنین شریفینؑ کو ماں کے پاس ہنستا کھیلتا ہوا دیکھ کر بہت مسرت ہوئی بے پناہ خوشی حاصل ہوئی کہ اتنے میں حضرت رسول خداؐ وارد بزم عصمت و طہارت

https://downloadshiabooks.com/

ہوئے میں نے موقع کو غنیمت اور بہتر سمجھتے ہوئے رسول خداؐ سے عرض کیا اور اس عرض کا مقصد صرف یہ تھا کہ "لازداد حبا لهم"رسول خداؐ سے ان بزرگواروں کی فضیلت کے بارے میں میرے سوال کا مقصد صرف ایک یہ تھا کہ میں ان بزرگواروں کی محبت کو اپنے دل میں اور زیادہ کرلوں۔

پھر پیغمبر خداؐ نے معراج اور نور فاطمہؑ کے عطا کا واقعہ نقل کیا اور آخر میں فرمایا اے میرے حبیب سلمانؓ! جس شب پہلی بار مجھے معراج پر لے جایا گیا میں آسمانوں جنتوں اور قصروں اور بستانوں کو دیکھنے میں مصروف تھا کہ اتنے میں میرے پاس سے اس قدر خوشبو میرے مشام تک پہنچی کہ ایسی خوشبو جنت میں کہیں اور نہیں سونگھی تھی میں نے جبرئیلؑ سے سوال کر لیا اے جبرئیلؑ آخر یہ کیسی خوشبو ہے کہ جنت کی ساری خوشبوؤں کو مات دے رہی ہے آواز آئی اے محمدؐ یہ وہ سیب ہے کہ جس کو اللہ نے تین لاکھ سال پہلے خلق کیا تھا یہ سیب صرف آپ کی خاطر ہے اور پھر اس نور کو خدا نے سیب کی شکل میں چھپا کر عطا کر دیا پھر جب جناب سیدہؑ متولد ہوئیں تو نبی کریمؐ کثرت سے جناب سیدہؑ کو بوس کیا کرتے تھے اور جب ایک منحوس زوجہ رسول خداؐ نے یہی سوال کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ نے مجھے حوراء انسیہ عطا کی ہے

https://downloadshiabooks.com/

اور حکم دیا ہے جب یہ بڑی ہو جائیں تو ان کا عقد (نور کا رشتہ نور سے کیجئے گا) یعنی فاطمہؑ کو علیؑ سے ملا دیں گے۔

اے ہمارے نبیؐ! ہم نے فاطمہؑ کا عقد حضرت علی علیہ السلام سے آسمان پر کر دیا ہے اور اے ہمارے نبیؐ ہم نے زمین کا چار بٹا پانچ حصہ ان کے مہر میں قرار دیا ہے اس نسل پاک سے ذریت پاک پیدا ہو گی جس کا چراغ حسنؑ و حسینؑ ہو نگے اور صلب حسینؑ سے ائمہؑ خلق ہوں گے جنہیں ظالمین شہید کریں گے خدا کی لعنت ہو ان کے قاتلوں اور ان کا ساتھ چھوڑ دینے والوں پر۔

فخر الدین طریحی ہمارے بڑے بزرگ عالم تھے جنکی لغت کی کتاب مجمع البحرین، قرآن مجید اور احادیث کے مشکل الفاظ کے معانی بیان کرنے پر مشتمل ہے انھیں کی ایک کتاب مقتل ہے جو منتخب طریحی کے نام سے مشہور ہے اور متعدد بار چھپ چکی ہے اس کتاب میں نقل ہوا ہے کہ عروہ بارقی جن کی حدیث مشہور ہے جن کے لئے اللہ کے رسولؐ نے برکت کی دعا کی تھی وہ بیع فضولی کے مدارک میں سے ایک یہی روایت دلیل ہو سکتی ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

عروہ بارقی کہتے ہیں کہ ایک سال ہم لوگ حج کرنے کے لئے مکہ سے مدینہ آئے مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو ہم نے کیا منظر دیکھا کہ جناب رسول خداؐ کے پاس دو نوجوان ہیں جنھیں " يقبّل هذا مرةً و هذا اخریٰ" پیغمبر خداؐ کبھی اس بچے کو پکڑ کے بوسہ دیتے ہیں تو کبھی اس بچہ کو جب لوگوں نے یہ منظر دیکھا تو سب کے سب سناٹے میں آ گئے اور سب یہ سوچنے لگے کہ چلو رسول خداؐ ان بچوں کی سر گرمی سے محظوظ ہو جائیں تو ہم یہ پوچھیں گے کہ " لایّ سبب حبّه ایاهما" کیا وجہ ہے کہ آپ ان دونوں سے بڑی محبت کرتے ہیں؟

عروہ بارقی تھوڑی دیر کے لئے وہاں سے ہٹ گئے اور بظاہر مناسک حج میں سے کوئی عمل انجام دینے چلے گئے تھے خود کہتے ہیں کہ میں جب دوبارہ آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آیا تو کیا دیکھا کہ جناب رسول خداؐ بدستور ان دونوں بچوں کو یکے بعد دیگرے بوس کرتے چلے جارہے ہیں میں آگے بڑھا اور میں نے ہمت کر کے رسول خداؐ سے پوچھ لیا "یا رسول الله ، هذان ابناك؟" اے اللہ کے رسولؐ! کیا یہ دونوں آپ کے فرزند ارجمند ہیں؟ یہ سوال آشکار کر رہا ہے کہ عروۂ بارقی کو اب تک یہ علم نہیں تھا کہ وہ دونوں بچے کون تھے؟ رسول خداؐ کے سگے بچے تھے یا نواسے؟۔

https://downloadshiabooks.com/

رسول خداؐ نے فرمایا یہ دونوں میرے نواسے ہیں میری بیٹی کے بیٹے ہیں میرے چچازاد بھائی علیؑ کے لال ہیں یہ دونوں اس کے فرزند ہیں کہ جو مجھے پوری کائنات میں سارے مردوں سے پیارا ہے جو میری قوت سامعہ اور قوت باصرہ ہے وہ میری جان ہے اور میں اس کی جان ہوں میں اس کے محزون ہونے سے محزون ہو جاتا ہوں اور وہ میرے حزن و ملال پر محزون و غمزدہ ہو جاتا ہے۔

عروۂ بارقی سے رہا نہیں گیا انہوں نے اپنے دل کی بات کہہ ڈالی اور بڑے تعجب سے بولے " **لقد عجبت یا رسول الله من فعلك بهما و حبك لهما** "۔ مجھے اے اللہ کے رسولؐ! آپ کے اس عمل پر بڑی حیرت ہو رہی ہے اور آپ ان دونوں سے اس قدر محبت کرتے ہیں مجھے بڑا تعجب ہو رہا ہے تب رسول خداؐ نے عروۂ بارقی سے معراج کا حال سنایا اور بتلایا کہ جب مجھے جنتوں کی سیر کرائی گئی تو ایک درخت بے حد خوشنما نظر آیا جس کی خوشبو بڑی روح افزا تھی مجھے اس درخت سے آ رہی خوشبو بہت پسند آئی اور میں اسے دیکھنے میں محو حیرت تھا اس وقت جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا اے اللہ کے رسولؐ اس درخت کی خوبصورتی پر نہ جائیں اس کا پھل کھا کر دیکھئے کہ وہ اس کی خوشبو

https://downloadshiabooks.com/

سے بھی زیادہ خوشبو دار ہے اور اس درخت کا پھل جنت کے دوسرے درختوں سے زیادہ شیریں اور خوشبو دار ہے۔

پھر کیا تھا جبرئیل مجھے ایک ایک پھل توڑ کر دیتے گئے اور میں کھاتا گیا مگر میں اس کے کھانے سے ملول نہیں ہوا پھر ہم وہاں سے ایک اور درخت کے پاس آئے حضرت جبرئیل نے کہا اے اللہ کے رسولؐ! یہ درخت بھی سابقہ درخت سے بڑی مشابہت رکھتا ہے اس درخت کے پھل کو بھی تناول کیجئے اس کا پھل بھی بڑا پاکیزہ اور خوشبو دار ہے اور بڑا ہی ذائقہ دار ہے پھر کیا تھا جبرئیل پھل توڑ کر مجھے دیتے گئے میں کھاتا رہا تا دیر کھانے کے باوجود میں ملول یا اکتایا نہیں ان دونوں درختوں کے پھلوں کو میں نے خوب کھایا اور ان کی خوشبوؤں سے بہت محظوظ ہوا اور میں نے کہا "یا اخی جبرئیل ! ما رأیت فی الاشجار اطیب ولا احسن من ھاتین الشجرتین" اے میرے بھائی جبریلؑ میں نے پوری جنت میں ان دونوں سے زیادہ خوبصورت درخت اور ان کے پھلوں سے زیادہ پاک و پاکیزہ اور خوشبودار پھل کوئی اور نہیں دیکھا ہے تو جبرئیل امینؑ نے پوچھ لیا اے اللہ کے رسول کیا آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ ان دونوں درختوں کا نام کیا ہے؟ تو میں نے کہا کہ نہیں تو جبرئیلؑ بولے "احداھما الحسن والآخری الحسین" کہ ان میں سے ایک

https://downloadshiabooks.com/

درخت کا نام "حسن" ہے تو دوسرے کا نام "حسین" ہے جن کے درختوں کے نام پہلے سے خدا نے طے کر رکھا ہے اس درخت کا نام حضرت سیدہؑ کی بھی ولادت سے قبل ''حسن'' ہے تو دوسرے درخت کا نام "حسین" ہے اے اللہ کے رسول آپ کو ان دونوں درختوں کے پھلوں کی صورت میں ان دونوں درختوں کا نور عطا کر دیا گیا ہے آپ کے یہاں ایک بیٹی پیدا ہو گی جس کے بطن اقدس سے ان دونوں درختوں کا نور دو بیٹوں کی شکل میں ھویدا ہوا گا جب آپ واپس روئے زمین پر تشریف لے جائیں تو خدیجہؑ سے ملیں ان سے آپ کی بیٹی پیدا ہو گی پھر جب وہ بڑی ہو جائیں گی تو ان کی شادی اپنے چچازاد بھائی علی ابن ابی طالبؑ سے کر دیجیئے گا " فتلد له ابنین فسم احدهما الحسن والآخر الحسین" تو آپ کے چچازاد بھائی کے یہاں بطن جناب سیدہؑ سے دو فرزند پیدا ہوں گے پہلے کا نام حسنؑ رکھئے گا اور دوسرے کا نام حسینؑ رکھئے گا۔

جناب رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا! اے عروہ بارقی میں نے باذن خدا و دستور جبرئیل عمل کیا تو ایسا ہی ہوا کہ جیسا جبرئیل نے مجھے بتلایا تھا کہ میری بیٹی فاطمہؑ کے یہاں امام حسن مجتبیٰؑ پیدا ہوئے اور پھر چند ماہ بعد امام حسینؑ پیدا ہوئے اے عروہ ایک روز میں نے حضرت جبرئیل امینؑ سے عرض کیا اے جبرئیلؑ ان دونوں درختوں کا بڑا اشتیاق ہے میں ان دونوں درختوں کی خوشبو

https://downloadshiabooks.com/

سونگھنا چاہتا ہوں تو جبرئیل نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ بڑا آسان ہے جب بھی آپ ان دونوں درختوں کی خوشبو سونگھنا چاہیں " **فشمّ الحسن** علیہ السلام **والحسین** علیہ السلام"، تو آپ کو چاہیئے کہ امام حسن مجتبیٰؑ اور امام حسینؑ کو سونگھ لیا کریں۔

اے عروہ! اس وقت سے اب تک جب بھی مجھے ان دونوں درختوں کی یاد ستاتی ہے اور مجھے ان دونوں درختوں کی خوشبو سونگھنے کا اشتیاق ہوتا ہے تو میں ان دونوں لال کو سونگھتا اور چومتا ہوں یقیناً میرے بھائی جبرئیل نے سچ کہا تھا کہ حسنؑ و حسینؑ میں وہی خوشبو ہے جو جنت کے ان دونوں درختوں اور ان کے پھلوں میں پائی جاتی تھی یہ کہہ کر رسول خداؐ نے سارے موجود اصحاب کی طرف رخ کرکے فرمایا اے میرے صحابیو! آگاہ ہو جاؤ میں پسند کرتا ہوں کہ اپنی حیات کا حصہ ان دونوں بچوں کی محبت میں خود ان کے درمیان تقسیم کر دوں کہ یہی میری دنیا کے دو اہم پھول ہیں۔

عروۂ بارقی کو اس واقعہ سے آشنا ہونے پر بڑی حیرت ہوئی اور ان کو حسنؑ و حسینؑ کی اس طرح رسول خداؐ کے ذریعہ مدح و ثناء سے بڑا تعجب ہوا کہ جب رسول خداؐ انھیں اس طرح اس قدر محبت کرتے ہیں تو پھر ان کے خون

https://downloadshiabooks.com/

بہائے جانے پر رسول خداؐ کو کس قدر تکلیف پہنچے گی ان کے اہل بیت علیہم السلام کو ذبح کئے جانے، ان کے بچوں کے قتل ہونے، انھیں بے پناہ پیاس کی شدت سے العطش العطش کی صدائیں بلند کرنے اور ان کے اہل حرم کو اسیر کئے جانے پر کس قدر تکلیف ہو گی!

کتاب منتخب طریحی میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب اللہ نے حضرت فاطمہ زہراؑ کو حضرت امام حسینؑ جیسا بیٹا عطا کرنا چاہا اور ان کی ولادت کا وقت قریب آگیا اور حضرت زہرا درد زہ میں مبتلا ہوئیں تو خدا نے جنت کی ایک اہم اور سب سے زیادہ تابندہ و حسین و خوبصورت حور جن کا نام لعیا ہے خدمت حضرت فاطمہ زہراؑ کے لئے اس عظیم خوبصورت حور لعیا کو حضرت زہراءؑ کی خدمت میں بھیج دیا یعنی لعیاء کو جنتی حوروں میں سب سے زیادہ خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت گذاری کا بھی شرف ملا ہے۔

اس حور کی خوبصورتی کے لئے تاریخ میں ذکر ہوا ہے "**اهل الجنان لما ارادوا ان ینظروا الی شئ حسن نظروا الی لعیاء**" اہل جنت بھی جب کوئی نئی اور خوبصورت چیز کی طرف دیکھنا چاہتے تو لعیاء کی طرف رخ اٹھا

https://downloadshiabooks.com/

کر دیکھ لیتے ہیں یہ لعیاء کے حسن کی معراج تھی جنت میں اب دنیا میں اس کے جلال و کمال کو ملاحظہ کرنا ہو تو یہ دیکھیں کہ وہ در سیدہؑ کی کنیز بن گئی ہیں۔

لعیا حضرت زہراؑ کے پاس آئیں لیکن کس طرح اس کے لئے چشم معصوم یا چشم تیز بین کی ضرورت ہے کہ جس سے جناب لعیاء کو دیکھ سکے ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ مختلف الانواع زیورات پہنے ہوئے جب وہ جنت کے کسی علاقہ میں جلوہ نما ہوتی ہیں تو وہ علاقہ مزید چمک اٹھتا ہے روایت کا فقرہ ہے کہ " اضاءت الجنۃ من ضوء خدھا و جبینھا" جنت بھی اس کے رخسار اور پیشانی کی چمک دمک سے ضیابار ہو جایا کرتی ہے۔

جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت کا وقت قریب آیا تو خداوند متعال نے لعیاء کو وحی کی کہ دار دنیا میں بنت رسولؐ کی خدمت کے لئے جاؤ حکم خدا سے لعیاء بنت رسولؐ کے پاس حاضر ہوئیں سلام و مرحبا و خوش آمدید کے بعد ایسا کوئی مکان نہیں تھا نہ فرش نہ چادر کہ جناب سیدہؑ اسے اس پر بیٹھنے کو کہتیں ابھی آپ یہ سوچ رہی تھیں کہ جنت سے ایک دوسری حور فرش جنت لیکر حاضر ہوئی اور اسے بیت جناب سیدہؑ میں بچھا دیا اور اس پر لعیاء کو براجمان کیا گیا۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو لعیاء نے قابلہ کے جملہ امور انجام دئے بچہ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور بولیں "**بارك الله فيك من مولود و بارك في والديك**" اے فرزند نو مولود! خدا تمہیں مبارک کرے اور تمہارے والدین کو بھی برکتوں سے مالا مال کرے جبرئیل امینؑ آئے انہوں نے بھی تبریک پیش کی اور شہادت امام حسین علیہ السلام کی خبر دی تو سبھی رونے لگے لعیاء نے بھی گریہ کرنے کے ساتھ ساتھ قاتلین امام حسین علیہ السلام پر لعنت بھیجی۔

لعیاء اپنی ذمہ داری نبھا کر واپس ہوئیں مگر اس افتخار کے ساتھ کہ "**لعياء تفتخر على الحور العين بانّها قابلة للحسين**علیہ السلام" وہ جنت کی ساری حور العین پر فخر و مباہات کرتی ہیں کہ مجھے حضرت امام حسین علیہ السلام کی قابلہ بننے کا شرف حاصل ہوا خدمت امام حسین علیہ السلام وہ شرف ہے کہ جس سے بالاتر کوئی شرف نہیں ہے کہ جنت کی سب سے خوبصورت و عظیم الشان حور لعیاء امام حسین علیہ السلام کی خدمت گزاری اور قابلہ بننے پر فخر و مباہات کرتی ہیں خداوند متعال ہمیں بھی راہ امام حسین علیہ السلام میں خدمت انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

https://downloadshiabooks.com/

جس روز حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی ہے اس روز خداوند متعال نے مالک جہنم کو حکم دیا کہ "**اخمد النیران علی اهلها لکرامة مولود ولد لمحمدٍ**" اے مالک جہنم آج اہل جہنم پر جہنم کو خاموش کر دو کہ اس نو مولود کی عظمت و کرامت کے پیش نظر جو آج کے دن حضرت محمد مصطفیٰؐ کے یہاں پیدا ہوا ہے۔

اسی طرح خداوند متعال نے رضوان جنت کو حکم دیا کہ "**زخرف الجنان و طیبها لکرامة مولود ولد لمحمد**ﷺ" اے رضوان ، جنتوں کو آج کے دن دلہن بنا دو کہ میرے نبی محمدؐ کے یہاں ایک نو مولود آیا ہے اس کی عظمت و کرامت کے باعث جنتوں کو خوب سجا دو اسے معطر کر دو۔

جنت کی حوروں کو حکم دیا کہ اے میری کنیزو! آج کے دن تم خوب سج سنور جاؤ کہ ہمارے نبی محمدؐ کے یہاں نو مولود آیا ہے اس کی کرامت و عظمت کی خاطر تم آج کے دن مزید زیورات وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ ہو جاؤ اور پھر حوران بہشت نے اپنے آپ کو خوب سجایا۔

https://downloadshiabooks.com/

خداوند متعال نے جنت میں تعینات سارے فرشتوں کو بھی دستور دیا کہ "قوموا صفوفاً بالتسبیح و التحمید و التمجید و التکبیر لکرامة مولود ولد لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" اے میرے فرشتو! تم سب کے سب صف بستہ ہو کر تسبیح و تہلیل اور تمجید و تکبیر کی صدائیں بلند کرو اس لئے کہ حضرت محمد مصطفیؐ کے یہاں محترم و مکرم بچہ پیدا ہوا ہے۔

ادھر حضرت جبرئیلؑ کو حکم ہوتا ہے "اھبط الی نبیی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الف قبیل" اے جبرئیل فرشتوں کے ایک ہزار قبیلہ کو لیکر میرے نبی کو مبارک باد دینے کے لئے دنیا میں جاؤ روایت میں وضاحت کی گئی ہے کہ قبیل سے مراد ایک ملین فرشتے ہیں یعنی جبرئیل نے ایک ہزار ملین پر مشتمل ایک دستہ لیکر رسول خداؐ کی خدمت میں امام حسین علیہ السلام کی ولادت کی تبریک پیش کی ہے۔

جبرئیل امینؑ فرشتوں کی بھیڑ لیکر چلے ایک معتوب فرشتہ نے جبرئیل سے عرض کیا کہ کیا قیامت برپا ہو گئی ہے تو جبرئیل نے بتلایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ خداوند متعال نے اپنے نبی کو نواسہ عطا کیا ہے ہم کو اس موقع پر رسولخداؐ کی خدمت میں تبریک و تہنیت پیش کرنے کے لئے خدا نے روانہ کیا

https://downloadshiabooks.com/

ہے اس معتوب ملک نے عرض کیا کہ خدمت رسالت مآب میں پہنچ کر میری جانب سے تبریک و تہنیت پیش کر دیجئے گا اور سلام کے بعد کہئے گا کہ اے نبی کریمؐ آپ کو آپ کے نومولود لال کا واسطہ میری خاطر خدا سے دعا کیجئے کہ خدا مجھے معاف کر دے اور میرے بال و پر لوٹ آئیں اور میں اپنے مقام و منصب پر پلٹا دیا جاؤں۔

جبرئیل نے اپنی ذمہ داری کو باحسن وجہ ادا کیا اور پھر معتوب فرشتے کا مدعا سنا دیا تو رسول خداؐ نے نومولود کو ہاتھوں میں اٹھالیا اور بارگاہ خداوندی میں عرض پرداز ہوئے کہ "**اللهم بحق هذا المولود عليك لا بل بحقك عليه و على جدّه محمد و ابراهيم و اسماعيل و اسحاق و يعقوب**"، پالنے والے تجھے اس مولود کے حق کا واسطہ ہے پھر اپنی دعا کی اصلاح کرتے ہوئے رسول خداؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ نہیں بلکہ تیرا حق جو اس نومولود پر ہے نہیں بلکہ مجھ محمدؐ پر بھی ہے اور ابراہیمؑ و اسماعیلؑ و اسحاقؑ و یعقوبؑ پر بھی ہے اگر تیرے نزدیک فرزند زہراؑ حسینؑ کی کوئی قدر ہے تو بارالہا معتوب فرشتے کو معاف کر دے اس کے بال و پر واپس آجائیں اور معتوب ملک جہاں منصوب تھا اسے وہیں اور وہی مقام دوبارہ عطا فرما دے۔

https://downloadshiabooks.com/

روایت کہتی ہے کہ ادھر رسول خداؐ کی دعا مکمل ہوئی ادھر "**فاستجاب الله دعاءه و غفر للملك و ردّ عليه اجنحته و ردّه الى صفوف الملائكة**" اللہ نے اپنے نبیؐ کی دعا قبول کرلی ملک کو معاف کر دیا اس کے بال و پر دوبارہ واپس مل گئے اور اسے اپنے منصب پر واپس تعینات کر دیا گیا وہ فرشتہ فطرس ہو یا حرمائیل یا دردائیل حضرت امام حسین علیہ السلام کے واسطے بال و پر ملنے کی خوشی و مسرت میں وہ فرشتہ صفوف ملائکہ میں افتخار کرتے ہوئے جنت کے اندر "**مولی الحسین**علیہ السلام" یعنی غلام حسین علیہ السلام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے(63)۔

ابو سلمہ صحابی رسولؐ کا بیان ہے کہ میں خلیفہ ثانی کے ساتھ حج کرنے چلا جب ہم مقام ابطح پر پہنچے وہاں ایک اعرابی ہمارے پاس آکر کہنے لگا یا امیر المومنین! میں حج کرنے آیا تھا حالت احرام میں مجھے شتر مرغ کے انڈے نظر آئے میں نے انھیں بھون کر کھا لیا اب میرے اوپر کیا کفارہ ہے؟ اسلام کا ٹھیکیدار بنا خلیفہ کیا جواب دیتا ہے ملاحظہ ہو کہتا ہے "**ما يحضرنى فى ذلك شئ**" اس مسئلہ میں تو میرے ذہن میں کچھ نہیں آرہا ہے یا مجھے اس وقت اس

(63) کمال الدین للشیخ صدوق: باب ۲۳، ص ۳۱۰، ح ۳۶۔

https://downloadshiabooks.com/

مسئلہ کا حل معلوم نہیں ہے اماں پھر سر براہ اسلام و مسلمین کیوں بنے ہو؟ اپنی جہالت کے باعث کیوں کنارہ کشی نہیں کر لیتے لیکن جب حبّ الدنیا راس کل خطیئۃ کوئی جواب نہ دے سکا تو بولا سنو ابھی تم یہیں بیٹھے رہو ہو سکتا ہے خداوند متعال تمہارے مسئلہ کے حل کے لئے کوئی بندوبست کر دے اور کسی صحابیِ رسول خداؐ کو یہاں بھیج دے جو اس مسئلہ کو حل کر دے مسلمانوں کی بھاری تعداد وسیلہ و واسطہ کی قائل نہیں ہے مگر ان کا سربراہ، جاہل خلیفہ وسیلہ کا قائل ہے وہ واسطہ کا معترف ہے خود نہیں جانتا تو دوسرے کا سہارا تو لینا ہی پڑے گا۔

ابھی یہ لوگ اس طرح کی باتیں کر ہی رہے تھے کہ ادھر سے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کا حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ گذر ہوا مولا کو آتا دیکھ کر خلیفہ نے اعرابی سے کہا اس آنے والے سے اپنا مسئلہ دریافت کرلو اعرابی اٹھا مولا کے پاس آیا سوال دھرایا تو مولا نے ارشاد فرمایا " یا اعرابی سل ھذا الغلام عندك" اے بدو تم اس بچے سے جو تمہارے پاس حاضر ہے سوال کرلو اعرابی سے رہا نہیں گیا اس نے شکوہ کرتے ہوئے بول دیا " انما یحیلنی کل واحد منکم علی الآخر" کیا بات ہے تم لوگ میرے سوال کا جواب دینے کے بجائے ایک دوسرے پر ٹال رہے ہو

https://downloadshiabooks.com/

وہاں موجود لوگوں نے کہا اے اعرابی یہ فرزند رسول خداؐ ہیں انھیں سے سوال کرلے یہ سن کر اعرابی نے اپنے سوال کو ایک بار پھر بیان کرنا شروع کر دیا کہ میں اپنے وطن سے حج کے لئے نکلا تھا راستے میں شتر مرغ کے انڈے دکھائی دیئے میں انھیں بھون کے کھا گیا اب مجھے کتنا کفارہ ادا کرنا پڑے گا تو امام حسین علیہ السلام نے پوچھ لیا تیرے پاس اونٹ ہیں اس نے کہا ہاں تو امام حسین علیہ السلام نے فرمایا" خذ بعدد البیض الذی اصبت نوقاً" جتنے انڈے کھائے ہیں اتنی مقدار میں اونٹنیوں سے باردار کرا جتنے بچے پیدا ہوں انہیں بیت اللہ الحرام کعبہ کو ہدیہ کر دے یہی تیرا کفارہ ہے اعرابی خوش ہوا۔

مگر جس کی تقدیر پھوٹی ہوتی ہے اسے ذلیل ورسوا ہونا ہی پڑتا ہے چاہے خاندان رسالت کے بڑے بوڑھوں سے منہ کی کھانی پڑے یا بچوں اور چھوٹوں کے زوردار طمانچے پڑیں کل یہی بچہ بھرے مجمع میں کہہ چکا تھا" انزل عن منبر ابی" میرے باپ کے منبر سے اتر جا اور جا اپنے باپ کے منبر پر بیٹھ تو منہ لٹک گیا تھا کوئی جواب نہ بن پڑا تھا تقریباً ویسے ہی آج جواب ملا خلیفہ آگے بڑھا اور بولا اے حسینؑ بعض اونٹنیاں بچے نہیں پیدا کرتیں اور مادہ گرا دیتی ہیں تو اس کا کیا؟ تو مولا حسین علیہ السلام نے برجستہ فرمایا: انڈے بھی تو گنڈے ہو جاتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جس طرح بعض اونٹنیوں کے یہاں بچہ

https://downloadshiabooks.com/

نہیں پیدا ہوتا ہے اسی طرح اعرابی نے جو شتر مرغ کے انڈے بھون کر کھا لئے تھے تو کوئی ضروری تو نہیں وہ سارے کے سارے صحیح وسلامت باقی رہتے وہ بھی گنڈے ہو جاتے ہیں۔

امام علیہ السلام کا منہ توڑ جواب سن کر خلیفہ چکرا گیا اور سوائے ہاں میں ہاں ملانے کے اس کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا ادھر امام علی علیہ السلام نے جواب امام حسین علیہ السلام سن کر قدم کو آگے بڑھایا امام حسین علیہ السلام کو اپنے سینے سے لگایا اور اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی "**ذریة بعضها من بعض واللہ سمیع علیم**"[(64)]۔

حضرت امام حسینؑ اور حبابہؒ والبیہ

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک خاتون وارد مسجد ہوئی اور اس نے امام علیہ السلام سے درخواست کی کہ مولا مجھے امامت کی نشانی وعلامت بتلا دیجئے مولا نے اس سے مسجد کے آنگن میں پڑے ایک پتھر کو اٹھانے کا حکم دیا اور پھر آپ نے اس سے وہ پتھر لے کر اپنی انگشتری سے ثبت کیا جس پر نقش انگشتری ابھر آئے پھر پتھر کو اس خاتون

(64) البحار للمجلسی: ج ۴۴، ص ۱۹۸۔

https://downloadshiabooks.com/

کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا جو بھی میرے بعد اس طرح اس پتھر پر اپنی انگشتری کے نقش ابھار دے سمجھ لینا کہ وہی حجت خدا اور امام وقت ہے وہ خاتون حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی خدمت میں پہنچی آپ نے بھی انگشتری سے اس پتھر پر نقش ابھار دیا اس خاتون نے اپنے زمانے کے امام کو پہچان لیا یہاں تک کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت واقع ہو گئی تو وہ خاتون حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں پہنچی آپ نے پتھر طلب کیا اور اپنی انگشتری مبارک کے نقش کو اس پتھر پر ابھار دیا اور خاتون نے اپنے زمانے کے حجت خدا اور امام وقت کی معرفت حاصل کرلی۔

حضرت میثم تمارؓ کے فرزند جن کا نام صالح تھا ایک روز عبایہ بن ربعی کے ہمراہ بنی والبہ قبیلہ کی ایک خاتون کے گھر تشریف لے گئے جو بوڑھی ہو چکی تھی مگر اس قدر عبادت گذار، روزہ نماز اور سجدہ والی خاتون تھی کہ جناب صالح بن تمارؓ کہتے ہیں کہ " **قد احترق وجهها من السجود**" کثرت سجود کی وجہ سے اس کا چہرہ گویا جل اٹھا تھا مطلب یہ کہ سجدوں کے آثار اس کی پیشانی سے آشکار تھے صالح بن میثم اسدی کے ساتھی نے صالح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس خاتون سے کہا "**يا حبابة هذا ابن اخيك**" اے

حبابہ یہ آپ کے بھتیجے ہیں حبابہ نے پوچھا میرے کس بھائی کے فرزند ہیں تو عبایہ نے کہا یہ حضرت میثمؓ کے فرزند صالح اسدی ہیں یہ سنتے ہی حبابہ نے کہا" ابن اخی واللہ حقاً" بخدا قسم تم میرے برحق بھائی میثم تمارؓ کے فرزند ہو۔

توجہ رہے کہ صالح بن میثم سے نہ تو حبابہ کا خاندانی کوئی تعلق تھا اور نہ ہی کوئی رشتہ داری تھی بلکہ قبیلہ بھی الگ الگ تھا پھر جناب حبابہ نے میثم تمارؓ کے فرزند کو برحق بھتیجا قرار دیا کیوں؟ رشتہ داری و خاندانی تعلق سے کہیں زیادہ دینی و معرفتی رشتہ ہوتا ہے حبابہ والبیہ معرفت اہل بیت علیہم السلام میں ڈوبی ہوئی خاتون تھی اور اس نے جناب میثم تمارؓ جیسے فدائی و شیدائی اہل بیت علیہم السلام اور محبت و عشق علی علیہ السلام میں شہید ہو جانے والے میثمؓ کو اپنا بھائی اور ان کے لال کو اپنا برحق بھتیجا قرار دیا ہے ہمیں بھی اس مسئلہ پر توجہ دینی چاہیئے اوراہل بیت علیہم السلام نے بھی اس کی طرف رغبت دلائی ہے قریبی رشتہ داری سے زیادہ دینی بھائی اور مذہبی برادری اہمیت رکھتی ہے اس سلسلہ میں متعدد روایات بھی موجود ہیں۔

اس کے بعد حبابہ والبیہ نے کہا اے میرے بھتیجے کیا میں تمہیں ایک ایسی حدیث بیان نہ کروں کہ جسے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں

https://downloadshiabooks.com/

سے سنا ہے در حقیقت حبابہ والبیہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا ایک معجزہ بیان کرنا چاہتی ہے اور صالح اسدی فوراً کہتے ہیں کہ ضرور بیان کریں حبابہ کہتی ہے کہ " كنت زوّارة الحسين بن علی علیہ السلام"، زوار عربی ادب میں زائر کا اسم فاعل کا صیغۂ مبالغہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میں کثرت سے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو جایا کرتی تھی یہ ایک اہم سبق ہے ہمارے لئے بھی اور تمام مومنین و مومنات کے لئے بھی کہ حبابہ زندگیٔ امام حسین علیہ السلام میں اپنے مولا سے ملاقات اوران کی زیارت کی تشویق دلاتی ہے اور کتاب کامل الزیارات میں سینکڑوں روایات فضیلتِ زیارتِ امام حسین علیہ السلام پر موجود ہیں اس سلسلہ میں بندہ حقیر نے بھی ایک مختصر سا کتابچہ "شکستہ نگینوں کا دیدار" کے عنوان سے تالیف کیا ہے۔

اب وہ واقعہ سنیں جو حبابہ والبیہ جناب میثم تمارؓ کے فرزند سے بیان کرنا چاہتی ہے وہ کہتی ہے کہ میں برابر زیارت مولا کو جایا کرتی تھی لیکن ایک دفعہ ایسا ہوا کہ کئی دن تک آپ کی زیارت کو نہ گئی تو مولا نے اپنے اصحاب کے درمیان اس کا چرچا کیا کہ کیا بات ہے کہ بہت دنوں سے حبابہ ہماری ملاقات کو نہیں آئی ہے کسی صحابیٔ امام کو میرے حالات سے آگاہی تھی اس نے بتلادیا کہ مولا اس کی پیشانی پر سفید داغ ہو گیا ہے جس کی بد نمائی کے باعث وہ گھر سے

https://downloadshiabooks.com/

باہر نہیں نکلتی ہے امام حسین علیہ السلام نے اصحاب سے فرمایا چلو حبابہ کی ملاقات کو چلتے ہیں اور پھر سارے اصحاب کے ساتھ امام حسین علیہ السلام میرے گھر پر تشریف لائے سلام و دعا و احوال پرسی کے بعد فرمایا کیا بات ہے کہ کئی روز ہو گئے ہیں ہماری ملاقات کو تم حاضر نہیں ہوئی ہو تو میں نے پیشانی سے مقنعہ ہٹا کر امام علیہ السلام کو سفید داغ دکھلا دیا اور کہا مولا اس کی وجہ سے ،امام علیہ السلام آگے بڑھے میری پیشانی پر اپنے دہن مبارک سے لعاب دہن کے چھینٹے ڈالے اور فرمایا کہ اے حبابہ شکر خدا بجالاؤ کہ خدا نے تمہیں اس بیماری سے نجات دے دی ہے حبابہ فوراسجدہ میں گر پڑی دیر تک شکر الہی بجا لانے کے بعد اٹھی اور مولا کے حکم سے آئینہ دیکھا تو کوئی نشان باقی نہ تھا۔

روایت کے اختتام پر ایک ختام مسک بھی ہے جس سے اہل بیت علیہم السلام کے شیعوں اور محبوں کا سینہ چوڑا ہوتا ہے مولا نے اصحاب کے ہمراہ حبابہ والبیہ کے سامنے فرمایا" یا حبابة انه لیس علی ملة ابراهیم فی هذه الامة غیرنا و غیر شیعتنا و من سواهم منها براء" اے حبابہ اس امت کے صرف ہم پیشوایان بر حق یعنی ائمہ طاہرین علیہم السلام اور ہمارے شیعہ ہی امت و ملت ابراہیمی و سیرت و سنت خلیل خدا پر باقی ہیں اور بقیہ مسلمان ہوں یا غیر مسلمین سب کے سب ملت ابراہیمی سے بری ہیں ان کا

https://downloadshiabooks.com/

کوئی واسطہ حضرت ابراہیم خلیل خداؑ سے نہیں ہے بلکہ دعوات راوندی میں اس روایت کے اختتامی کلمات میں اس طرح وارد ہوئی ہے "**یا حبابۃ نحن و شیعتنا علی الفطرۃ و سائر الناس منھا براء**" اے حبابہ ہم اور ہمارے شیعہ ہی فطرت توحیدی پر باقی ہیں اور باقی لوگ اس فطرت اولیہ سے بری ہیں یعنی وہ بھلے ہی فطرتا اسلام و توحید پر پیدا ہوتے ہیں لیکن اس دنیا میں ماں باپ اور ماحول وغیرہ سے متاثر ہو کر اپنی اصلی فطرت توحید پر باقی نہیں رہ جاتے بلکہ منحرف ہو جاتے ہیں سوائے ہمارے اور ہمارے شیعوں کے (65)۔

حضرات محمد و آل محمدؐ کو اللہ نے کائنات پر بھرپور اختیار دے رکھا ہے وہ بزرگوار کائنات کی کسی بھی چیز میں تصرف کر سکتے ہیں بس فرق یہ ہے کہ خداوند متعال جو بھی چیز خلق کرتا ہے وہ لاشئ سے خلق کرتا ہے جبکہ اہل بیت علیہم السلام باذن و مشیت الہی سے خلق یا تصرف کرتے ہیں اہل بیت علیہم السلام چاہے سورج چاند زمین و آسمان میں کوئی تصرف کریں یا انسانوں کی موت و حیات میں بہر حال ان کا تصرف و اختیار خدا کا عطا کردہ ہے اور باذن الہی وہ کسی کو بھی موت و حیات دے سکتے ہیں اور اس سلسلہ میں یقین و قطع

(65) امالی شیخ طوسی ص ۳۱۱، پر یعقوب بن میثم تمار، بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۱۸۰۔

https://downloadshiabooks.com/

حاصل کرنے والوں کو چاہئے کہ علامہ بزرگوار سید ہاشم بحرانی کی کتاب مدینۃ المعاجز کی طرف رجوع کریں اسی طرح بحار کی متعدد جلدیں مناقب شہر آشوب، الخرائج والجرائح اور کشف الغمۃ و منتھی الامال وغیرہ بڑی مفید کتابیں ہیں موت وحیات پر اختیار رکھنے کے حوالہ سے ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں ایک جوان روتا ہوا حاضر ہوا اور آکر کہنے لگا اے مولا میری ماں مر گئی ہے مولا نے کلمۂ استرجاع زبان پر جاری فرمایا اور اسے تسلی دینے لگے وہ روتا ہوا بولا کہ مولا میری ماں تو مر گئی ہے لیکن سوائے ایک وصیت کے کوئی بات نہیں کی ہے اور وہ بات یہ ہے کہ میں اپنی ماں کی تجہیز و تکفین سے پہلے آپ کو آکر مرنے کی خبر دوں اے مولا میری ماں مر گئی ہے مگر اس نے کوئی وصیت نہیں کی ہے اور میں جانتا ہوں کہ ماں کے پاس مال و دولت بہت تھا اب میں کیا کروں وہ اموال کہاں ہیں؟ میں کیسے حاصل کروں؟ امام حسین علیہ السلام چاہتے تو علم امامت سے اس نوجوان کو مال کا پتہ بتا سکتے تھے لیکن مولا نے ایسا نہیں کیا بلکہ اصحاب کو مخاطب کر کے فرمایا اے میرے ساتھیو! چلو اس خاتون کے جنازے پر چلتے ہیں اور اس کی تجہیز و تکفین و تدفین کرتے ہیں کتنی خوشی کی بات ہے کہ کسی مومنہ کی آخری رسومات کو وقت کے امام اور حجت خدا انجام دیں یہ

https://downloadshiabooks.com/

سب نصیب کی باتیں ہیں وہ مومنہ اس لائق تھی تبھی تو امام حسین علیہ السلام اپنے اصحاب کو لیکر میت پر پہنچ گئے۔

ادھر امام حسین علیہ السلام اس جوان کے ساتھ اس کے گھر کے دروازے پر پہنچے اور دروازے پر ٹھہر کر میت کی طرف دیکھا اور وہیں دروازے پر دعا کے لئے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر دیا تا کہ وہ خاتون زندہ ہو کر وصیت کر سکے اللہ نے اپنی حجت کی دعا سن لی اور وہ خاتون گھر کے اندر شہادتین پڑھتی ہوئی اٹھ بیٹھی اور شہادتین کے بعد اس نے رخ کیا امام حسین علیہ السلام کی طرف اور وہیں سے بول پڑی ''ادخل البيت يا مولاى و مُرنى بأمرك'' اے میرے مولا و آقا دروازے پر کیوں کھڑے ہیں گھر کے اندر تشریف لے آیئے اور جو چاہیں آپ مجھے حکم دے سکتے ہیں۔

یاد رہے کہ نہ تو امام حسین علیہ السلام نے اس خاتون کو مس کیا اور نہ ہی دو رکعت نماز پڑھی بلکہ آپ گھر کے دروازے پر ہی دعا گو ہوئے اور وہ عورت زندہ ہو کر اٹھ بیٹھی اور کلمہ شہادتین کے بعد امام حسین علیہ السلام کو گھر میں تشریف لانے کی گزارش کرنے لگی اور امام وارد خانہ ہوئے اور ایک جگہ تشریف فرما ہو گئے اس کے بعد مردہ سے زندہ ہو چکی خاتون سے فرمایا''

https://downloadshiabooks.com/

وصی یرحمك الله" اے خاتون تو وصیت کر خدا تیرے اوپر رحمت نازل فرمائے اس حکم کو پاتے ہی وہ خاتون بول پڑی اے میرے مولا و آقا میرے پاس اتنی مقدار میں مال ہے اور فلاں جگہ رکھا ہے مولا اس مال سے چونکہ مرنے والے کو ایک ثلث یعنی ایک تہائی میں وصیت کرنے کا حق ہے لہذا میں ایک تہائی آپ کو سونپتی ہوں آپ اسے جہاں چاہیں خرچ کریں مابقی مال میں اپنے لال کو دیتی ہوں" **ان علمت انه من موالیك و اولیائك** " اگر آپ جانتے ہیں کہ وہ آپ کے چاہنے والوں میں سے ہے تو پھر مابقی مال اس کا ہے لیکن مولا اگر میرا لال آپ کا محب نہیں ہے بلکہ آپ کا مخالف ہے تو پھر میں سارا مال آپ کو سونپتی ہوں میں کسی دشمن اہل بیت علیہم السلام کو اپنا مال نہیں دے سکتی چاہے وہ میرا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اور پھر وہ ایسا جملہ بلکہ قاعدۂ شرعیہ بیان کرتی ہے جو حدیث بن جاتی ہے اس لئے کہ امام معصوم کی موجودگی میں اگر تقیہ کا مقام نہ ہو اور امام نہ ٹوکیں تو وہ تقریر معصوم ہے جو حدیث کی ایک قسم ہے مطلب یہ ہے کہ پھر وہ عمل اوروں کے لئے جائز ہو جائے گا۔

وہ مومنہ امام حسین علیہ السلام سے عرض کرتی ہے کہ ایک تہائی مال آپ کو دیا لیکن دوسرا حصہ میرے بیٹے کے لئے بس اسی صورت میں ہے

https://downloadshiabooks.com/

کہ وہ آپ کا چاہنے والا ہو اے مولا "**وان کان مخالفا فخذہ الیك**" اور اگر وہ آپ کا مخالف ہے تو سارا مال آپ لے لیجئے گا وہ کہتی ہے کہ "**فلا حقّ للمخالفین فی اموال المومنین**" مخالفین اہل بیت علیہم السلام کا مومنین کے اموال میں کوئی حق نہیں ہے اس کے بعد وہ مومنہ مولا سے درخواست کرتی ہے کہ آپ ہی میری تجہیز و تکفین کیجئے گا میری نماز جنازہ آپ ہی پڑھایئے گا اور کفن و دفن کے جملہ امور آپ ہی انجام دیجئے گا "**ثم صارت المرأة میتة کما کانت**" وصیتیں کر کے وہ خاتون پھر ویسے ہی لیٹ کر مر گئی جیسے کہ پہلے سے مری ہوئی تھی[66]۔

امام حسینؑ اور سعد و نحس ایام

مشہور روایت میں وارد ہوا ہے کہ "**لا تعادوا الایام فتعادیکم**[67]" خبردار دنوں سے دشمنی نہ کرنا ورنہ وہ بھی تمہارے دشمن ہو جائیں گے پیغمبر خداؐ کی یہ روایت سینہ بہ سینہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام

---

(66) مدینۃ المعاجز، السید ہاشم بحرانی: ج۳، ص۵۰۷، الثاقب فی المناقب، ابن حمزۃ، ص۳۴۴، فصل ۱۰۔

(67) الخصال للصدوق: ص۳۹۶۔

https://downloadshiabooks.com/

کے صحابی تک پہنچی سامراء میں کسی طرح وہ خدمت امام میں اپنے آپ کو پہنچاتا ہے اور پھر اسی روایت کے سلسلہ میں زندان کے اندر صحابی امام نے روایت کا مطلب دریافت کیا اور امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس روایت کے اندر استعمال ہوئے ایام سے مراد دن اور رات نہیں ہیں بلکہ یہ استعارہ و کنایہ ہے ہم اہل بیت علیہم السلام سے، مطلب یہ ہے کہ جن ایام سے دشمنی نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ ہم اہل بیت علیہم السلام ہیں ہم سے دنیا میں دشمنی کرنے والا سمجھ لے کہ ہم قیامت میں اس کے دشمن ہو جائیں گے اور اس کا انجام جہنم ہو گا۔

اس روایت کا معنی اپنی جگہ مسلم ہے اور ایام سے مراد حضرات محمد و آل محمدؐ ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ روز و شب بھی یقیناً سعد و نحس ہوتے ہیں اور اس سلسلہ میں ہماری حدیثی کتابوں میں بکثرت روایات موجود ہیں اور بعض ایام جس طرح بڑے مسعود و مبارک ہوتے ہیں اسی طرح بعض ایام نہایت منحوس و نامبارک ہوتے ہیں جیسے کہ دو شنبہ کا دن سب سے زیادہ منحوس دن ہے اور اہل بیت علیہم السلام نے اس دن کی نحوست کو بر ملا کیا ہے اور کسی کام کے آغاز سے منع کیا ہے مگر یہ کہ صدقہ دیکر ضروری کام کا آغاز کیا جا سکتا ہے اسی طرح ایام شہادت اہل بیت علیہم السلام میں نہایت احتیاط برتنی

https://downloadshiabooks.com/

چاہیے مگر جمعہ کا دن عید کا دن ہے اور ایام خوشی میں خوشی منانا اسی طرح محبت کی دلیل ہے جس طرح ایام شہادت معصومین علیہم السلام میں ذکر مصیبت و عزاداری ان بزرگواروں سے عقیدت و مودت کی علامت ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا یہ معمول تھا کہ جب آپ اپنے غلاموں کو سفر پر یا کسی کام سے بھیجتے تھے تو انھیں ضرور تاکید سے ارشاد فرماتے تھے کہ فلاں دن سفر نہ کرنا امام حسین علیہ السلام کے غلام اس کا خیال رکھتے تھے لیکن ایک دفعہ سفر پر جاتے وقت امام علیہ السلام نے کسی دن (شاید دوشنبہ کا دن رہا ہو) شدت سے منع فرمایا اور اس کی نحوست سے آگاہ کیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ " ان خالفتمونی قطع علیکم " دیکھو اگر تم نے میری مخالفت کی اور میرے منع کرنے کے باوجود منحوس دن سفر کا انتخاب کیا تو قطع علیکم تم پر ڈاکو حملہ کر دیں گے اور تم مارے جاؤ گے صریحی منع کے باوجود غلاموں نے امام علیہ السلام کے حکم کی خلاف ورزی کی اور منحوس دن سفر کر بیٹھے پھر کیا تھا رہزنوں نے سارے غلاموں کو لوٹ لیا مال و اسباب چھین کر سب کو قتل کر ڈالا جب یہ خبر امام حسین علیہ السلام کو دی گئی تو آپ نے فوراً فرمایا کہ میں نے

https://downloadshiabooks.com/

منع کر دیا تھا اور انھیں خطرے سے آگاہ کر دیا تھا لیکن ان لوگوں نے میری مخالفت کی اور نتیجہ سامنے ہے کہ سب کے سب مارے گئے۔

اس کے بعد امام حسین علیہ السلام اسی وقت آمادہ ہوئے اور دربار حاکم مدینہ میں داخل ہوئے حاکم مدینہ کو امام کے آنے اور غلاموں کے مارے جانے کی خبر ہو چکی تھی اس نے امام حسین علیہ السلام کو دیکھتے ہی غلاموں کے مارے جانے پر اظہار افسوس کے ساتھ تعزیت پیش کی اور امام علیہ السلام کو اجر جمیل و جزیل ملنے کی دعا دی امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں تجھے اپنے غلاموں کے قاتلوں کی رہنمائی کر دوں تو کیا تو ان کو سزا دے گا اس نے پوچھا کیا آپ ان قاتلوں کو جانتے ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا" **نعم کما اعرفك و هذا منهم!**" ہاں اے حاکم میں ان کو اسی طرح جانتا ہوں جس طرح تجھے جانتا ہوں اور یہ شخص ان قاتلوں اور رہزنوں میں سے ایک ہے یہ کہہ کر امام حسین علیہ السلام نے حاکم کے سامنے کھڑے ایک درباری غلام کی طرف اشارہ کر دیا۔

وہ ملازم ہڑبڑا گیا اور کہنے لگا اے حسین آپ یہ کہاں سے کہہ سکتے ہیں اور کیسے بول سکتے ہیں کہ میں ان قاتلوں اور رہزنوں میں سے ایک ہوں

https://downloadshiabooks.com/

امام حسین علیہ السلام نے پہلے حاکم مدینہ کے سامنے اس سے ایک عہد و پیمان لیا اور فرمایا کہ یہ بتا اگر میں تجھے سہی سہی بتلا دوں ، تو کیا تو تصدیق و اقرار کر ے گا؟ اس نے قسم بخدا کہہ کر قبول کیا کہ اگر آپ نے ثابت کر دیا تو میں ضرور مان لوں گا امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ تو اپنے فلاں، فلاں ،فلاں تین ساتھیوں کو لے کر نکلا تھا اور تیرے ساتھ فوج کے دیگر فلاں، فلاں، فلاں لوگ بھی تھے وہ سکتہ میں آگیا اور کچھ نہیں بولا تو حاکم مدینہ نے خدا کی قسم کھا کے کہا" **وربّ القبر و المنبر**" تجھے قبر رسولؐ اور منبر رسولؐ کی قسم ہے کہ تو سچ بولتا ہے یا میں مار مار کر تیرے گوشت کو پانی کی طرح بہا دوں وہ ملازم صداقت امام حسین علیہ السلام کا قصیدہ پڑھتے ہوئے بولا "**واللہ ما کذب الحسین و صدّق و کانّہ کان معنا**" بخدا قسم امام حسین علیہ السلام نے جھوٹ نہیں کہا ہے بلکہ سچ بیان فرمایا ہے ویسے کہ جیسے وہ ہمارے ہمراہ رہے ہوں۔والی مدینہ نے سارے ڈکیتوں اور رہزنوں کو بلوا بھیجا جب سب آ گئے تو سوال کیا کہ کیا تم سب نے ایسا کیا ہے ان کے پاس سوائے اعتراف کے کوئی چارہ نہیں تھا سب نے اقرار کر لیا اور پھر سب کو سزا دی گئی[(68)]۔

(68)الخرائج والجرائح للراوندی:ج۱،باب ۴، ص۲۴۶، ح۳۔

https://downloadshiabooks.com/

امام حسینؑ اور اجابتِ دعا

حضرت امام حسین علیہ السلام اور سارے ائمہ مستجاب الدعوۃ تھے مگر ائمہ طاہرین علیہم السلام ہمہ وقت خدا سے مانگتے نہیں تھے بلکہ عادی اور عام انسانوں کی طرح رہتے تھے لیکن جب امامت و خلافت کی حقانیت وغیرہ کا مسئلہ آجاتا تھا تو کوئی بھی امام معصومؑ ہو اس نے ملاء عام میں اپنی شان امامت اور اختیارات موھوبہ الٰہی کو ضرور استعمال کر کے حقانیتِ خلافت و امامت کو اجاگر کیا ہے چاہے وہ دستر خوان پر بنے شیروں کو حقیقی شیر میں تبدیل کرنا ہو یا کسی زندہ کی نماز جنازہ پڑھا کر اسے موت کی نیند سلا دینا رہا ہو۔

کتاب تہذیب سے مناقب شہر آشوب میں منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ ایک خاتون طواف کعبہ میں مصروف تھی کہ یکایک اس نے اپنی کہنی لباس سے باہر نکالی بظاہر استلام حجر اسود کے لئے کہ وہاں ایک نوجوان اس خاتون کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا جو نہی اس خاتون نے کہنی سے لباس ہٹا کر اپنی کلائیاں نکالیں وہ شخص اپنے ہاتھ کو بڑھا دیتا ہے یہاں تک کہ اپنا ہاتھ اس خاتون کے ہاتھ کو کہنی تک مس کر دیتا ہے قدرت کو یہ پسند نہیں آیا کہ اس کے گھر میں اس کے حجر اسود کے پاس اس کی

https://downloadshiabooks.com/

کنیز کے ساتھ ایسا اقدام کیا جائے لہذا روایت کہتی ہے کہ "**فاثبت اللہ یدہ فی ذراعھا**"، خدا نے اس شخص کے ہاتھ کو خاتون کی کلائی کہنی سے ایسا متصل کر دیا کہ اس شخص کی بے عزتی ہو گئی یہاں تک کہ سارے حاجیوں کا طواف نئے حادثے کو دیکھنے کے لئے رک گیا۔

ادھر یہ بات نشر ہوئی تو حاکم مکہ تک پہنچی اس نے اس مرد و زن کو طلب کر لیا لوگ تماشائی بنے تھے یہاں تک کہ حاکم مکہ کے درمیان میں دونوں ایک دوسرے کا گویا ہاتھ تھامے ہوں پہنچ گئے حاکم نے فقہاء مکہ سے سوال کیا کہ کیا کرنا چاہیے اکثر فقہاء نے حکم دیا کہ "**اقطع یدہ فھو الذی جنی الجنایۃ**"، مرد کا ہاتھ کاٹ دینا چاہیئے اس لئے کہ وہی اس جرم وجنایت کا مرتکب ہوا ہے مگر حاکم مکہ مطمئن نہیں ہوا اس نے درباریوں اور فقہاء سے پوچھا کہ کیا کوئی آل محمدؐ کی فرد یہاں موجود نہیں ہے؟ گویا حاکم مکہ کو بھی پتہ ہے کہ اگر کوئی اس قضیہ کو صحیح معنوں میں حل کر سکتا ہے تو وہ حلال مشکلات کی اولاد ہی ہے کسی نے کہا کہ حاکم ہمیں خبر ملی ہے کہ آج کی رات ہی امام حسین علیہ السلام مکہ تشریف لائے ہیں اگر کہیں تو ان کو بلا لایا جائے "مرتا کیا نہ کرتا"؟ حاکم نے کسی کو بھیج کر امام حسین علیہ السلام کو طلب کیا آپ

https://downloadshiabooks.com/

تشریف لائے تو حاکم نے پوری صورت حال سے آگاہ کیا اور بولا آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان دونوں نے کیا کیا ہے اور ان کا حال کیا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام قبلہ رو ہوئے اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کچھ دیر تک راز و نیاز کرتے رہے پھر اپنی جگہ سے اٹھے اور ان دونوں مرد و زن کے پاس تشریف لائے اور مرد کے ہاتھ پر اپنا دست مبارک رکھا جونہی امام کا دست مبارک اس کے ہاتھ سے مس ہوا ہاتھ علیحدہ ہو گیا حاکم مدینہ نے امام سے سوال کیا کہ کیا اس مرد کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں، ظاہر ہے کہ وہ اپنی غلطی کی سزا بھگت چکا تھا کافی شرمندہ تھا اور بھاری رسوائی سہہ چکا تھا اور امام حسین علیہ السلام کو پتہ تھا کہ یہ گنہ گار ہے مگر اس سے بھاری جرم و جنایت کرنے والے کو حاکم مکہ کھلی چھوٹ دئے ہوئے ہے تو پشیمان اور شرمندہ تائب بندہ کو کیوں بلاوجہ سزا دی جائے اور یہ وہ بات ہے جسے امام معصومؑ ہی کر سکتا ہے یعنی حقیقت ما فی الضمیر سے صرف معصوم ہی آگاہ ہوتے ہیں اور اس کی نظیر دوسرے واقعات میں بھی ملتی ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

یہ تو بنفس نفیس امام حسین علیہ السلام کے دست مبارک سے اس مرد کا ہاتھ اس خاتون سے علیحدہ ہو گیا خود امام حسین علیہ السلام کی خاک پاک خاک شفاء جو ہر مرض کی دواء ہے بس مومنین بھرپور اعتقاد و ایمان کے ساتھ بقدر ضرورت تمام شروط و حدود کے ساتھ استعمال تو کریں یہ واقعہ کتاب سیرۃ عشق آل محمدؐ ص ۱۲۲ پر مرقوم ہے کہ حضرت آیت اللہ العظمی سید محمد حجتؒ کا زمانہ تھا ایک نہایت گنہ گار خاتون جس کا کام جوان جوان عورتوں کو بہلا پھسلا کر مردوں کی آغوش میں پہنچانا اور دلالی کرنا تھا وہ حرم حضرت معصومہؑ قم کے اندر بھی یہی کھیل کھیلتی تھی کہ ایک روز ضریح کے پاس ایسا کرنے پہنچ گئی پھر کیا تھا اس کا ہاتھ ضریح کے ساتھ چپک گیا لاکھ کوششوں کے باوجود ہاتھ ضریح مقدس سے جدا نہ ہوا خبر پھیل گئی کہ ایسی ایسی بدکردار عورت نے اس طرح کی سزا پائی ہے اس کا ہاتھ ضریح حضرت معصومہؑ سے کیسے جدا کیا جائے بات اس وقت کے مرجع عظیم الشان جنکے نام پر قم المقدسہ میں مدرسہ حجتیہ قائم ہے آیت اللہ العظمی سید محمد حجت کو وہ کمریؒ تک پہنچی کہ آپ کچھ کیجئے یہ واقعہ آج سے تقریبا ۸۰ سال پہلے کا ہے کیونکہ آیت اللہ حجت نے ۱۳۷۲ھ میں رحلت فرمائی ہے مرجع وقت نے فرمایا اگر تم اس عورت کا ہاتھ ضریح مقدس

https://downloadshiabooks.com/

حضرت معصومہؑ سے جدا کرنا چاہتے ہو تو بس ایک صورت ہے جاؤ تھوڑی خاک شفاء پانی میں مخلوط کر دو پھر اس پانی کو اس عورت کے ہاتھ پر ڈالو۔

لوگوں نے ایسا ہی کیا خاک شفاء کو پانی میں مخلوط کیا گیا اور لا کر اس عورت کے ہاتھ پر ڈالا گیا جیسے ہی خاک شفاء سے مخلوط پانی اس کے ہاتھ پر پڑا ہاتھ ضریح سے علیحدہ ہو گیا مگر وہ بدکار عورت پھر سنبھل نہ سکی وہاں سے نکلنے کے بعد وہ خبط الحواس ہو گئی اور شہر قم کے گلی کوچوں میں پاگلوں کی طرح خبط الحواس پھرا کرتی تھی آخر کار ایک روز سڑک پر بدحواسی میں گزر رہی تھی کہ ایک گاڑی کے نیچے آ گئی اور بری طرح کچلی گئی اور اس طرح بھیانک جرم و جنایت والی بدکار عورت برے انجام کو پہنچ گئی[69]۔

امام حسینؑ اور خاک شفاء کا اثر

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے صحابی سدیر صیرفیؒ کا بیان ہے کہ بزم امام صادق علیہ السلام میں ایک جوان خاتون حاضر ہوئی اور آ کر اس طرح عرض پرداز ہوئی "**جعلت فداك انی وابی و امی و اهل بیتی**

(69) آیۃ الحسین لآل درویش ص ۴۷، بحار ۴۴، ص ۱۸۳، مناقب ج ۴، ص ۹۶۸۔

https://downloadshiabooks.com/

نتولا کم[70] "سلام و دعا کرنے بعد کہتی ہے: مولا میں آپ کے اوپر قربان ہو جاؤں میں، میرے ماں باپ اور میرے گھر والے سب کے سب آپ کے چاہنے والے اور ماننے والے ہیں اس خاتون نے اپنے ساتھ اپنے باپ کا اور گھر والوں کا تذکرہ کیا شوہر کا تذکرہ نہیں کیا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ شادی شدہ نہیں تھی اور ایک وجہ اور بھی ہے جس سے اس کے شادی شدہ نہ ہونے کا اندازہ ہوتا ہے جو آگے بیان ہو گا۔

جب اس نے یہ بات کہی ہم لوگ آپ کے شیدائی اور مولائی ہیں تو امام صادق علیہ السلام نے اس کے کلام کی تائید و تصدیق فرمائی جس سے آشکار ہوتا ہے کہ وہ شیعیان مولا میں سے تھی لیکن اس کا یہ تذکرہ یقینا کسی مقصد کے لئے تھا اگرچہ اظہار محبت اہل بیت علیہم السلام کبھی بھی آکر کر سکتی تھی لیکن جوان خاتون آئے اور ایسی بات کہے نہ باپ کو بھیجا نہ ماں کو خود ہی حاضر بزم امامت ہوئی ہے لہذا یقینا کوئی مقصد کار فرما ہے اسی لئے امام علیہ السلام نے "**صدقتِ**" تم سچ کہتی ہو تم لوگ ہمارے چاہنے والے ہو کے بعد فرمایا "**فما الذی تریدین؟**" بتلاؤ کیا چاہتی ہو؟ ایک بار پھر وہ جوان عورت امام صادق

(70) امالی شیخ الطوسی۔

https://downloadshiabooks.com/

علیہ السلام پر فدا ہونے کی بات کرتی ہے اور پھر کہتی ہے "یابن رسول اللہ اصابنی وضح فی عضدی" اے فرزند رسولؐ میرے بازو پر سفید داغ ہو گیا ہے میں چاہتی ہوں کہ آپ خدا سے دعا کیجئے کہ خدا مجھ سے اس عیب کو دور کر دے۔

ادھر اس خاتون کا مطالبہ ہوا ادھر امام صادق علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کرنا شروع کر دیا "اللھم انك تبرئ الاكمة والابرص و تحیی العظام وھی رمیم" پالنے والے تو اندھے بہرے مبروص جذامی کو شفاء عطا کرتا ہے اور بوسیدہ ہڈیوں کو دوبارہ حیات عطا کر دیتا ہے "البسھا من عفوك و عافیتك ما تری اثر اجابة دعائی" پالنے والے تو اپنی عفو و عافیت کا ایسا لباس اس خاتون کو زیب تن کرا دے کہ یہ آج میری دعا کا اثر دیکھ کر جائے ادھر دعا ہوئی ادھر اثر ظاہر ہوا۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے یہ آشکار کر دیا کہ اندھے بہرے گونگے کو شفا دینے والا خدا ہے واسطہ و وسیلہ چاہے حضرت عیسی علیہ السلام ہوں یا خاک شفاء اور یہیں سے آشکار ہو گیا ہے کہ شفا دہی میں حضرت عیسی علیہ السلام باذن اللہ کے پابند تھے مگر اہل بیت طاہرین علیہم السلام خدا کی

https://downloadshiabooks.com/

طرف سے مجاز ہیں انھیں باذنی کہنے کی بھی ضرورت نہیں ہے صرف مطالبہ کر دیں تو خدا ان کی سن لیتا ہے اور انھونی ہونی ہو جاتی ہے۔

وہ خاتون امام علیہ السلام کی دعا کے بعد اندرون بدن پر نظر ڈالتی ہے بہت خوش ہو کر کہتی ہے " **واللہ لقد قمت و ما بی منه قلیل و لا کثیر**"۔ بخدا میں اپنی جگہ سے اٹھی تو میرے بدن پر ذرہ برابر بھی سفید داغ باقی نہیں تھا امام صادق علیہ السلام کی دعا کا اثر فوری طور پر ظاہر ہوا اور اس خاتون نے اپنی شفا یابی کا تذکرہ کر ڈالا اگر وہ خاتون شادی شدہ اور سن رسیدہ ہوتی تو شاید امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر نہ ہوتی لیکن بظاہر شادی شدہ نہیں تھی اور شادی سے پہلے ہی چاہتی تھی کہ بدن کا عیب دار حصہ صحیح ہو جائے اور کل جب دلہن بن کر شوہر کے یہاں جائے تو اسے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے اور یہ بھی بعید نہیں ہے کہ وہ داغ اس خاتون کے بڑے ہونے کے بعد نمودار ہوا ہو اور اس نے اپنے ماں باپ سے چھپائے رکھا ہو مگر شوہر سے تو نہیں چھپا سکتی تھی اسی لئے وہ ماں باپ کو امام علیہ السلام کی خدمت میں بھیج کر شفاء طلبی نہیں کرتی بلکہ خود ہی حاضر بزم امامت ہوتی ہے اور براہ راست امام

https://downloadshiabooks.com/

علیہ السلام سے بہترین تمہید اور حقیقت بیانی کے ساتھ اپنا مطالبہ ذکر کرتی ہے اور شفایاب ہو جاتی ہے[71]۔

اور یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے بلکہ اس مومنہ جوان لڑکی کی مجبوری اور پریشانی کو دیکھتے ہوئے امام علیہ السلام نہ صرف یہ کہ دعا کرتے ہیں بلکہ خدا سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ جوان خاتون آپ کی بزم میں ہی دعا کی اجابت کا اثر دیکھ کر واپس ہو کلام امام علیہ السلام اس موڑ پر بڑا معنی رکھتا ہے اور اپنے چاہنے والوں کی مصیبتوں کو دور کرنے کے لئے امام علیہ السلام کا نہایت اہتمام کرنا آشکار کرتا ہے اور یہ سلسلہ آج بھی باقی ہے صدق دل سے عشق و جذبۂ ایمان کے ساتھ وقت کے حجت خدا سے لو لگانے والے نہ جانے کتنے مومنین کتنے درد و مصیبت اور آفات و بلاؤں سے چھٹکارا حاصل کرتے رہتے ہیں خاص طور سے ٹوٹے دلوں والے مومنین و مومنات کی فریادرسی امام زمان علیہ السلام ضرور کرتے ہیں اس سلسلہ میں معتبر واقعات موجود ہیں جنہیں متعدد کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے بالخصوص جنۃ الماوی مؤلفہ علامہ نوری طبرسی النجم الثاقب اور دار السلام فی الرویا والمنام میں اسی طرح اردو میں ترجمہ شدہ بعض

(71) مدینۃ المعاجز: ج۵، ص۴۶۸۔

https://downloadshiabooks.com/

کتابیں دستیاب ہیں جن میں حضرت امام زمان علیہ السلام کے ذریعہ شفایاب ہونے والوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

جناب رسول خداؐ کے دشمنوں نے اولاد رسول خداؐ کو جو اذیتیں و آزار پہنچائے ہیں ان کا شمار کرنا ممکن نہیں ہے مگر بزم رسالت میں صحبت رسول خداؐ سے سرفراز ہونے والے صحابیوں نے بھی اولاد رسول خداؐ کو کم اذیت نہیں دی ہے اسی طرح بیت رسول خداؐ میں پہنچ جانے والی بیگانہ عورتوں نے زوجیت رسول خداؐ اورامیت امت رسول خداؐ اور مادر مومنین کا عنوان حاصل کر لینے والی بیویوں نے بھی اولاد رسول خداؐ کو تکلیف پہنچائی ہے بلکہ دشمنی پر اتر آئی ہیں حالانکہ خود اس کی زبان پر فرزند رسول خداؐ کے لئے "ابن" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

ابوسلمہ راوی، عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ جناب رسول خداؐ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنے زانو پر بٹھا رکھا تھا اور بار بار حضرت امام حسین علیہ السلام کو بوسہ دیے جاتے تھے کہ جبرئیل امینؑ نے آکر عرض کی اے اللہ کے رسول! کیا آپ اپنے اس لال کو پیار کرتے ہیں اور اس سے محبت کرتے ہیں؟ ابوسلمہ نے عائشہ سے جناب جبرئیل کا جو لفظ استعمال کیا ہے اس پر

https://downloadshiabooks.com/

توجہ دیں " أتحب ابنك هذا؟" کیا آپ اپنے لال حسینؑ سے محبت کرتے ہیں؟ اگر جبرئیل نے نواسہ کو بیٹا کہہ کر غلطی کی تھی تو عائشہ کو چاہئے تھا کہ نقل واقعہ کرتے وقت اصلاح عبارت کر لیتی "ابنك" کی بجائے "سبطك" کہتی؟!

مگر یہی عورت جب جنازۂ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام روضہ رسول خداؐ پر لے جایا جاتا ہے تجدید عہد کرنے کے لئے تو چیخ کر کہتی ہے کہ " نحو ابنكم عن بيتي" اے ہاشمیو! میرے گھر سے اپنے لال کو دور لے جاؤ میرے گھر میں اسے مت دفن کرو جسے میں پسند نہیں کرتی ہوں میں اس ملعونہ سے کہوں گا جو شخص تمہارے شوہر کا بیٹا ہے وہ تمہارا بھی تو کچھ لگتا ہے؟ تمہارا بھی تو بیٹا اور نواسہ ہوا مگر نہیں جناب سیدہؑ اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کی دشمنی میں فرزند علیؑ وبتولؑ سے دشمنی نبھائی جارہی ہے اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو رسول خداؐ کے پہلو میں دفن سے روکا جارہا ہے۔

رہی بات یہ کہ وہ اس کا حجرہ تھا اس کی اجازت کے بغیر کیوں بنی ہاشم وہاں دفن کرنا چاہ رہے تھے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول خداؐ نے ازواج کے ٹھکانے کے لئے حجرے بنوائے تھے ملکیت قرار نہیں دی تھی کوئی تاریخی

https://downloadshiabooks.com/

دستاویز نہیں ہے کہ رسول خداؐ نے ازواج کو حجرات کا مالک بنا دیا ہو! اس کے علاوہ تمہارے حجرے کی تمہیں ملکیت کیسے حاصل ہو سکتی ہے جبکہ تمہارا باپ رسول خداؐ سے نقل کر چکا ہے کہ رسول خداؐ جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے سارے مسلمانوں کی برابر سے ملکیت ہوتا ہے تو تمہیں صرف مالکانہ تصرف کیسے مل گیا؟۔

بہر حال عائشہ نقل کرتی ہے کہ جبرئیل امین نے جناب رسول خداؐ کو یہ خبر دی کہ جس حسین علیہ السلام کو آپ اس قدر دوست رکھتے ہیں آپ کی امت آپ کے بعد اسے قتل کر ڈالے گی عائشہ نقل کرتی ہے کہ "**فدمعت عينا رسول الله**" یہ سن کر رسول خداؐ کی دونوں آنکھیں اشکبار ہو گئیں آپ رونے لگے شہادت امام مظلومؑ کربلا پر رسول خداؐ نے شہادت سے قبل آنسو بہائے ہیں جس کی گواہی مسلمانوں کے نزدیک سب سے زیادہ معتبر خاتون نے دی ہے مگر سنت و سیرت نبی پر عمل کے دعویدار مسلمان نہ صرف یہ کہ مظلوم کربلا پر گریہ نہیں کرتے بلکہ گریہ کرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں بلکہ بدعت سمجھتے ہیں خدا کی لعنت ہو اپنی ماں کے نابکار بیٹوں پر جو اس کی نقل کردہ سیرت رسول کا مذاق اڑاتے ہیں اگر مظلوم کربلا پر رونا بدعت ہے تو یہ

https://downloadshiabooks.com/

کام پہلے رسول خداؐ نے کیا ہے اور اس بدعت کو فروغ دینے والی تمہاری ماں ہے کہ جس نے نقل کر کے رسول خداؐ کے رونے کا پرچار کیا ہے۔

رسول خداؐ کے گریہ کو دیکھ کر جناب جبرئیل نے رسول خداؐ سے عرض کیا اگر آپ پسند کریں تو میں وہ خاک پاک بھی آپ کو لا کر دکھا دوں جس پر آپ کے لال کو شہید کیا جائے گا رسول خداؐ نے ہاں میں جواب دیا تو جبرئیل امین نے سر زمین کربلا کی خاک پاک لا کر دکھلائی اور عرض کیا "یاعلی الطف" اے اللہ کے رسول! اس خاک کو "طف" کہا جاتا ہے اسے سر زمین "طف" پکارا جاتا ہے یاد رہے کہ کربلا کے اسماء میں سے ایک اسم "طف" ہے "طف" کے معنی ساحل کے ہیں اسی لئے کربلا کو "طف الفرات" بھی کہا جاتا ہے یعنی فرات کے کنارے، فرات کے ساحل پر اس کے علاوہ "طف" کے معنی میں کسی میدان کے وقت کی گہری زمین کو بھی کہا جاتا ہے اور سر زمین کربلا ایسی ہی ہے [72]۔

(72) امالی للشیخ طوسی: ص ۳۱۷۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام حسینؑ اور اصبغ بن نباتہؓ

جناب اصبغ بن نباتہؓ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے محترم و معظم اصحاب میں سے ہیں اور آپ کو امیر المومنین علیہ السلام کے بعد دونوں بھائیوں امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کی بھی صحبت و صحابیت کا شرف حاصل رہا ہے اصبغ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت وضربت کا واقعہ بڑی اچھی طرح نقل کیا ہے اور ویسے بھی جناب اصبغؓ امام علی علیہ السلام سے بہت سوالات کیا کرتے تھے اور بہترین بہترین سوالات کیا کرتے تھے ایک روز جناب اصبغؓ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے سوال کر لیا کہ مولا میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں اگرچہ میں اس سوال کو اسرار الٰہی میں سے سمجھتا ہوں اور آپ اس سے بخوبی واقف ہیں میرا بھی اس پر ایمان وایقان ہے لیکن پھر بھی آپ سے سننا چاہتا ہوں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تم در حقیقت ہمارے جد رسول خداؐ کے سلسلہ میں مسجد قباء کے اندر واقع ہونے والے حادثے کے سلسلہ میں جاننا چاہتے ہو یہ مافی الضمیر کا علم صرف ائمہ طاہرین علیہم السلام کو خدا نے عطا فرمایا ہے صحابی کے مافی الضمیر سوال کی حقیقت سے آشنا امام خبر دیتا

https://downloadshiabooks.com/

ہے اوراس طرح اپنی الٰہی قدرت کے مظہر کا پتہ دیتا ہے آپ نے فرمایا تم ابو بکر کے ذریعہ رسول خداؐ سے خطاب کا علم حاصل کرنا چاہتے ہو میں نے عرض کیا ہاں مولا میں یہی جاننا چاہتا ہوں امام علیہ السلام نے فرمایا اٹھو اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ میں اٹھا تو کیا دیکھتا ہوں میں اور امام حسین علیہ السلام مسجد کوفہ کے اندر ہیں لیکن جب نظر دوڑائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہم لوگ مسجد قباء کے اندر ہیں اور یہ کام پلک جھپکنے سے پہلے انجام دیا گیا ہے تو میں حیرت میں ڈوب گیا امام علیہ السلام نے مجھے دیکھ کر مسکرانا شروع کر دیا اور فرمایا اے اصبغ یہ تو کچھ بھی نہیں ہے سلیمان کو بھی ہوا پر مسخر کیا گیا تھا میں فخر سلیمان ہوں مجھے اللہ نے سلیمان سے کہیں زیادہ پاور عطا کیا ہے میں نے تصدیق میں سر ہلایا پھر بول پڑا کہ مولا اے فرزند رسول خداؐ آپ بالکل سچ فرماتے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے اصبغ خدا نے ہمیں ساری کتاب کا علم عطا کر رکھا ہے اور اس کی کتاب میں جو کچھ ہے اس کا بیان ہمیں عطا کیا ہے ہمارے علاوہ خلائق میں سے کسی کے پاس بھی سارے قرآن کا علم نہیں ہے اور اس اختصاص کی وجہ یہ ہے کہ ہم رازھائی الٰہی کے محرم اسرار ہیں امام علیہ السلام پھر مسکراتے ہیں اور اس کے بعد آپ نے فرمایا اے اصبغ ہم اہل و عیال خداوندی ہیں اور ہم ہی رسول خداؐ کے وارث ہیں میں حمد و ثناء الٰہی بجالایا

https://downloadshiabooks.com/

امام علیہ السلام نے فرمایا چلو مسجد قباء کے اندر داخل ہو جاؤ اصبغ کہتے ہیں کہ میں مسجد کے اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول خداؐ مسجد کی محراب کے اندر تشریف فرما ہیں وہیں پاس میں جناب رسول خداؐ کے ہمراہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ ملعون ثانی کا گریبان تھامے ہوئے ہیں اور رسول خداؐ پہلے سے مخاطب ہو کر فرمارہے ہیں "بئس الخلف خلفتنی انت واصحابك عليكم لعنةالله ولعنتي" تم نے میرے بعد بدترین رول ادا کیا ہے تیرے اوپر اور تیرے ساتھیوں کے اوپر میری اور خدا کی لعنت ہو۔

اس روایت میں مسجد قباء کے اندر رسول خداؐ کا "ابو الدون" کو مخاطب کرنا مذکور ہے "ابو الدون" کا مطلب یہ ہے کہ پستیوں والا اور "اعسر" کا مطلب ہے بدبختیوں والا اور ان دونوں کا مصداق کون ہے اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے ہمارے علماء نے یہ سب واضح کر دیا ہے علامہ مجلسیؒ نے بحار کی جلد ۴۴ میں ص ۱۸۵ پر "ابو الدون" پہلے کو مراد لیا ہے اور "اعسر" سے مراد دوسرے ملعون کو لیا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

علامہ کبیر مجلسیؒ کے پاس کتابوں کے بہت نادر ونایاب نسخے موجود تھے بعض ایسے نسخے آپ کے دست مبارک میں تھے جس کے آغاز و انجام کے صفحات پھٹ چکے تھے اس نسخہ کے مضمون کو پڑھ کر علامہ مجلسیؒ تشخیص دیتے تھے کہ یہ کون سی کتاب ہو سکتی ہے اور اس کا مؤلف و مصنف کون بزرگوار ہیں مگر کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ مضمون کتاب سے اندازہ نہیں ہو پاتا تھا لیکن اندر کے مطالب اس قدر اہمیت کے حامل ہوتے تھے کہ علامہ مجلسیؒ اس عتیقہ جات نسخوں سے بعض روایات کو نقل کرتے تھے تاکہ اس کے قیمتی مطالب ضائع نہ ہو جائیں۔

ظاہر ہے کہ ایسی روایات مرسل ہی کہلائیں گی مگر مرسل روایات بھی دیگر روایات سے میل کھانے کے باعث مطالب کی تائید و تاکید کا باعث بنتی ہیں اور کبھی کبھی خود ان روایات کی صحت و وثاقت دوسری کتابوں میں درج روایات یا واقعات سے ہو جاتی ہے یا پھر بعد میں محققین کو پتہ چل جاتا ہے کہ مثلاً وہ کون سی کتاب ہے یا اس کے خالق و مؤلف کون ہیں۔

جہاں جہاں علامہ مجلسیؒ تشخیص نہیں دے سکے ہیں اس کتاب کو نسخہ عتیق کہہ کر نقل کرتے ہیں یا پھر لفظ رُوی کے ذریعہ کلام کا آغاز کرتے ہیں

https://downloadshiabooks.com/

انھیں میں سے ایک روایت یہ بھی ہے جسے بیان کیا جارہا ہے جس کے لئے اس روایت سے ما قبل میں علامہ مجلسیؒ نے یہ لفظ استعمال کیا ہے ؟"**روی فی مؤلفات بعض الاصحاب عن ام سلمة**رضی اللہ عنہ" ہمارے علماء میں بعض کی تالیفات میں حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے ،اور پھر اس کے بعد والی روایت میں اس طرح نقل کیا ہے "**و رُوی ان رسول الله کان یوما مع جماعة من اصحابه ماراً فی بعض الطریق**"۔

جناب رسول خداؐ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ہمراہ کسی راستے سے گزر رہے تھے کہ راستہ میں کچھ بچے کھیل کھیل رہے تھے جناب رسول خداؐ چلتے چلتے ٹھہر گئے اور ان بچوں میں سے ایک کے پاس جا کر بیٹھ گئے اور اس بچے کو اپنی آغوش میں بیٹھالیا کبھی اس کی آنکھوں کے مابین چومتے ہیں تو کبھی اس کی پیشانی کو بوس کرتے ہیں اور مسلسل پیار کرتے جارہے ہیں روایت کا فقرہ ہے " **کان یکثر تقبیله** " حضرت رسول خداؐ کثرت سے اسے بوسہ دے رہے تھے کہ کسی صحابی نے اس کی علت و وجہ دریافت کرلی۔

حضرت رسول خداؐ نے جو وجہ بتلائی ہے اس پر توجہ فرمائیں آپ نے ارشاد فرمایا" **انی رایت هذا الصبی یوما یلعب مع الحسین**علیہ السلام" اس

بچے کو میں نے ایک روز حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ کھیلتے ہوئے دیکھا تھا اس روز میں نے اسے عجیب کام کرتے ہوئے دیکھا تھا اور وہ یہ کہ "رایته یرفع التراب من تحت قدمیه و یمسح به وجهه و عینیه" یہ بچہ میرے لال حسین علیہ السلام کے قدموں کے نیچے آنے والی خاک کو اٹھاتا تھا اور پھر اس گرد و غبار اور خاک کو اپنے چہرے اور آنکھوں پر ملتا تھا۔

بچہ تھا کھیل رہا تھا امام حسین علیہ السلام بھی بچے تھے معصوم امام لہو و لعب میں مبتلا نہیں ہوتا لیکن ہم عمر بچوں کے ہمراہ ان کی تفریحی امور میں دخالت کئے بغیر ساتھ ہو تو کوئی حرج بھی نہیں ہے یہ بچہ کس قدر حسینؑ شناس تھا کہ مولا امام حسین علیہ السلام کے قدموں کی خاک کو اٹھا کر آنکھوں سے لگاتا اور چہرے پر ملتا تھا اور امام حسین علیہ السلام نہ اسے منع کر رہے تھے اور نہ ہی رسول خداؐ نے منع کیا اس روز جناب رسول خداؐ مصروفیت کے باعث یا کسی وجہ سے اس بچہ کے اس عمل پر اسے بوسہ نہیں دے سکے اور اظہار محبت نہیں کر سکے یا بوسہ دیا ہو مگر تاریخ نے نہیں لکھا مگر آج اصحاب کو دکھلا کر آشکار کرنا چاہتے ہیں کہ میرے حسینؑ کی عظمت کو پہچانو کہ جو بچہ میرے لال

https://downloadshiabooks.com/

کی گرد پا کو آنکھوں سے لگاتا ہے میں سید المرسلینؐ اس بچہ کو بوسہ دیتا ہوں ،اس کی قدر کرتا ہوں، اس سے محبت کرتا ہوں۔

روایت آگے بڑھتی ہے جناب رسول خداؐ سارے بچوں کو چھوڑ کر اس بچے کو آغوش میں بٹھاتے ہیں آنکھوں اور پیشانی کا بوسہ دیتے ہیں اور تا دیر یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اور فرماتے ہیں " فانا احبه لحبه لولدی الحسین علیہ السلام" اے میرے ساتھیو! میں اس بچہ کو دوست رکھتا ہوں اس بچہ سے محبت کرتا ہوں کیونکہ یہ بچہ میرے لال حسین علیہ السلام کو دوست رکھتا ہے میرے لال سے محبت کرتا ہے اور پھر ایک بشارت اور پیشین گوئی فرماتے ہیں" و لقد اخبرنی جبرئیل انه یکون من انصاره فی واقعة الطف" بتحقیق جبرئیل امینؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ بچہ صرف حسین علیہ السلام کا محب و عاشق نہیں ہے بلکہ یہ میرے لال کے ناصر و مددگار میں سے ہو گا کربلا میں میرے لال کے ساتھ اسے شہید کر دیا جائے گا(73)۔

زمانہ امیر المومنین علیہ السلام میں بہت سی خواتین، اہل بیت علیہم السلام سے آشنا تھیں یعنی اپنے شوہروں سے زیادہ اہل بیت علیہم السلام کی

(73) بحار ۴۴/ ۲۴۲۔

https://downloadshiabooks.com/

چاہنے والی اور ان کی معتقد تھیں اور ایسا ہر دور میں رہا ہے نہ جانے کتنی خواتین اہل بیت علیہم السلام کی بے پناہ شیدائی مل جائیں گی مگر شوہر یا منحرف ہے یا بے دین ہے یا اصلاً مسلک و مذہب ہی اس کا الگ ہے البتہ یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے اس کے بر عکس بھی ہوتا ہے لیکن جس داستان کو میں بیان کرنے جا رہا ہوں اس میں شوہر اہل بیت علیہم السلام سے آشنا ہے مگر جو عقیدت و ایمان زوجہ کا ہے اس کے مانند شوہر کا نہیں ہے۔

خاتون کا نام جرداء بنت سمین ہے اور شوہر کا نام ہرثمہ بن ابی مسلم ہے شوہر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے لشکر میں رہا ہے اور جنگ صفین میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ہمراہ امیر شام سے لڑنے کے لئے بھی شریک جنگ رہ چکا ہے مگر اس کے باوجود حضرت امیر المومنین علیہ السلام پر اس کا اتنا اعتقاد و ایمان قوی نہیں تھا جتنا کہ اس کی زوجہ کا تھا اور پتہ کی بات یہ ہے کہ امام امیر المومنین علیہ السلام کی پیشین گوئی کو ہو بہو پورا ہوتے ہوئے دیکھنے کے باوجود اس کی رگ ایمان متحرک نہیں ہوتی۔

ہرثمہ بن ابی مسلم بیان کرتے ہے کہ ہم جنگ صفین سے جب واپس ہو رہے تھے تو ہمارا گذر سرزمین کربلا سے ہوا حضرت امیر المومنین علیہ السلام

https://downloadshiabooks.com/

نے نماز ظہر سر زمین کربلا پر جماعت سے ادا کی جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ انہوں نے ایک مشت خاک اٹھائی اور اپنی ناک کے پاس لے جا کر سونگھنے کے بعد فرمایا" **واهاً لكِ ايتها التربة**" اے خاک تو کس قدر خوشبودار اور پاکیزہ ہے علامہ جوہری لغت شناس نے فرمایا کہ جب کسی پاکیزہ شئ یا خوشبو پر تعجب ہوتا ہے تو عرب لوگ کلمہ **واهاً** استعمال کرتے ہیں۔

ہرثمہ بن ابی مسلم کہتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے صرف خاک کربلا کو سونگھا ہی نہیں اس کو سونگھنے کے بعد اور خوشبو پر تعجب کرنے کے بعد آپ نے فرمایا اے خاک تیری کیا عظمت ہے کہ تجھ سے کتنے لاتعداد لوگ محشور ہوں گے کہ جو بغیر حساب و کتاب کے داخل جنت ہو جائیں گے ہرثمہ نے امیر المومنین علیہ السلام کے عمل کو یاد رکھا اوران کے اس قول کو بھی یاد رکھا جب اپنے گھر پہنچا تو سفر کی گزارشات کے ساتھ اپنی بیوی جرداء بنت سمین سے کہتا ہے " **الا اُحدّثُك عن وليّك ابی الحسن**علیہ السلام " کیا میں تجھے تیرے مولا و آقا ابو الحسن علی علیہ السلام کے بارے میں کچھ نہ بتاؤں ،الفاظ بول رہے ہیں کہ ہرثمہ اپنی زوجہ سے زیادہ مولا کے بارے میں عقیدت و ایمان نہیں رکھتا ہے اورعن **وليك** تیرے مولا کے بارے میں نہ بتلاؤں کہہ رہا ہے اگر اسے اپنی زوجہ کی طرح معرفت امیر المومنین علیہ السلام ہوتی تو

https://downloadshiabooks.com/

ہمارے مولا کہتا جبکہ زوجہ کے بارے میں تاریخ کے اندر یہ فقرہ ذکر ہوا ہے " **و کانت شیعۃ لعلی** علیہ السلام" وہ خاتون شیعۂ امام علیؑ تھی۔

بہرحال ہرثمہ سفر کی گزارشات کے ساتھ کربلاء میں امام امیر المومنین علیہ السلام کے عمل و قول کو بھی نقل کرتا ہے کہ ساری باتیں سن کر زوجہ کہتی ہے "**ایھا الرجل فان امیر المومنین لم یقل الا حقاً**" اے مرد (شوہر) حضرت امیر المومنین علیہ السلام سوائے حق و حقیقت کے کچھ بولتے ہی نہیں اور تو ایسا تعجب کے ساتھ بیان کر رہا ہے کہ جیسے کوئی انھونی خبر دے رہا ہے میرے مولا نے فرمایا کہ وہاں سے لا تعداد لوگ محشور ہو کر بغیر کسی حساب و کتاب کے وارد بہشت ہوں گے تو ہوں گے یہ ہے زوجہ کا ایمان وعقیدہ۔

۲۰،۲۲ سال کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام وارد سر زمین کربلا ہوئے مگر ہرثمہ بن ابی مسلم ایک فوجی کی حیثیت سے آگے نہیں بڑھا اس لشکر میں شامل ہوا کہ جسے عبید اللہ بن زیاد نے مولا حسین علیہ السلام سے جنگ کے لئے روانہ کیا تھا کہاں صفین میں معاویہ کے مقابل مولا علی علیہ السلام کے ہمرکاب ہونا اور کہاں ۲۲ / سال بعد حسینؑ کے مقابل لشکر یزید و پسر زیاد میں

https://downloadshiabooks.com/

شامل ہونا، معرفت اہل بیت علیہم السلام سے کورے لوگ ایسے ہی ہوا کرتے ہیں مگر مولا امیر المومنین علیہ السلام کی پیشین گوئی اسے یاد رہی وہ آ تو گیا کربلا میں مگر جنگ میں شریک نہیں ہوا پر مولا کی مدد بھی نہیں کی۔

خود کہتا ہے کہ جب میں سر زمین کربلا پر پہنچا تو وہاں کی منزل اور وہی درخت جو بیس سال پہلے میں نے دیکھا تھا اس نے مجھے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے قول و فعل کو یاد دلا دیا بس کیا تھا لشکر یزید میں نہیں رہا اپنے اونٹ پر سوار ہو کر اپنے کو حسینؑ سے قریب کیا اور سلام کرنے کے بعد پورا واقعہ امام علیہ السلام سے بیان کر دیا اور بتلایا کہ میں نے خود آپ کے بابا سے ایسا ایسا سنا اور دیکھا تھا امام حسین علیہ السلام نے میری ساری گفتگو سننے کے بعد فرمایا "معنا انت ام علینا" اچھا تو اب یہ بتلاؤ کہ تم ہمارے ساتھ ہو یا ہمارے خلاف ہو کر جنگ کرنے کا ارادہ ہے؟ ہرثمہ نے کہا: "لا معك و لا عليك" تھوڑی سی غیرت باقی تھی بولا نہ آپ کے ساتھ ہوں اور نہ آپ کے خلاف جنگ کروں گا چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ آیا ہوں پسر زیاد سے ڈرتا ہوں۔

https://downloadshiabooks.com/

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تو پھر یہاں لشکر پسر زیاد میں بھی نہ رہو بلکہ اتنی دور چلے جاؤ کہ تم ہمیں قتل ہوتے ہوئے دیکھ نہ سکو اور نہ ہی ہماری آواز سن سکو اور امام حسین علیہ السلام نے اپنی جان اور خدا کی قسم کھا کر فرمایا" اے شخص اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں حسینؑ کی روح ہے آج جو بھی ہماری فریاد کو سن کر ہماری مدد نہیں کرے گا خداوند متعال اسے منہ کے بل جہنم میں جھونک دے گا۔

علامہ مجلسیؒ تعلیقہ لگاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی نصرت و مدد ہر حال میں واجب تھی ہرثمہ نے واجب عمل کو ترک کر کے گناہ کا ارتکاب کیا ہے لیکن اگر فریاد امام حسین علیہ السلام سننے کے بعد بھی مدد نہ کرتا تو اس سے بھی زیادہ شدید عذاب جہنم میں مبتلا ہوتا اس لئے امام حسین علیہ السلام نے اس کو سرزمین کربلا سے دور چلے جانے کو کہا تاکہ عذاب شدید اور جہنم سے بچ جائے شاید امام حسین علیہ السلام نے اس کی زوجہ کے خیال سے یا خود اس کی امام علی علیہ السلام کی پیشین گوئی کے پیش نظر

https://downloadshiabooks.com/

لشکر یزید میں شریک ہو کر جنگ نہ کرنے کی وجہ سے لطف فرمایا اور اسے شدید عذاب جہنم سے بچانے کے لئے دور چلے جانے کا حکم دیا ہے (74)۔

جس طرح رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ بد بخت انسان اپنی ماں کے شکم سے ہی بد بخت خارج ہوتا ہے اور نیک بخت انسان شکم مادری سے ہی نیکو کار اور خوش بخت باہر آتا ہے اسی طرح حضرات آل محمد علیہم السلام نے بھی بعض دشمنوں کے انجام کو ان کے منہ پر بیان کر دیا ہے نہ تو رسول خداؐ کی حدیث میں جبر و اکراہ داخل ہے اور نہ ہی حضرات آل محمد علیہم السلام کی پیشین گوئیوں میں سلب اختیار کی بات ہے بلکہ علم ازلی الٰہی میں جو بات گذر چکی ہے اس کا علم خدا نے اہل بیت طاہرین علیہم السلام کو دے دیا ہے لہذا وہ بزرگواران موقع و محل کے پیش نظر کبھی کبھی بعض غیوب کو بر ملا کر دیا کرتے تھے چاہے وہ ابن ملجم مرادی کے انجام بد کا مسئلہ ہو یا عمر سعد کی خباثت کا چاہے وہ زوجۂ رسولؐ کی سپہ سالاری اور انجام کار بیٹوں کے کٹوانے کی خبر ہو یا جعدہ بنت اشعث ملعونہ کا انجام۔

(74) البحار للمجلسی: ج ۴۴، ص ۲۵۵، ح ۴۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے ایک صحابی سوید بن غفلہ نام کے خود بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد کوفہ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص وارد مسجد ہوا اور آکر مولا کو خبر دینے لگا کہ حضور میں وادی قریٰ سے آرہا ہوں میں نے وہاں خالد بن عرفطہ کو دیکھا ہے وہ مر گیا ہے ادھر مولا نے اس چشم دید شخص کی خبر سنی ادھر آپ نے برجستہ فرمادیا کہ "انہ لم یمت" اے شخص تم کیا کہہ رہے ہو خالد بن عرفطہ مر گیا ہے نہیں نہیں وہ مرا نہیں ہے۔

آنے والے شخص نے پھر کہا مولا میں دیکھ کر آرہا ہوں خالد مر گیا ہے اس دفعہ امام علی علیہ السلام نے اپنے کلام میں قسم کا اضافہ فرمایا "لم یمت والذی نفسی بیدہ لا یموت" نہیں وہ مرا نہیں ہے اور اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے وہ ابھی نہیں مرے گا اب وہ شخص جو اپنی آنکھوں سے اسے مردہ دیکھ کر آیا ہو اس سے رہا نہیں گیا وہ بول پڑا: سبحان اللہ میں آپ کو خبر دے رہا ہوں کہ وہ مر گیا ہے اور آپ فرمارہے ہیں کہ وہ نہیں مرا ہے؟!

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے کلام کو دھراتے ہوئے اب کی بار قسم کے علاوہ ایک جملہ کا اور بھی اضافہ فرمایا" لم یمت والذی نفسی بیدہ لا یموت حتی یقود جیش ضلالۃ" خالد بن عرفطہ نہیں مرا ہے بخدا وہ مرے گا بھی نہیں جب تک کہ ایک گمراہ لشکر کی سپہ سالاری نہ کر لے مولا نے تیسری بار میں لشکر گمراہ کی قیادت وسپہ سالاری کی خبر دی اور واضح کر دیا کہ خالد بن عرفطہ بغیر گمراہ لشکر کی قیادت کئے ہوئے نہیں مرے گا۔

امام علیہ السلام نے اس جملہ کے ساتھ ایک فقرے کا اور بھی اضافہ فرمایا" یحمل رایتہ حبیب بن جماز" خالد بن عرفطہ کا علمدارِ لشکر، گمراہ فوج کے پرچم کو اٹھانے والا حبیب بن جماز نامی شخص ہو گا تاریخ میں اس پیشین گوئی پر خالد بن عرفطہ کا کیا ردعمل تھا اس کا مجھے کوئی تذکرہ نہیں ملا مگر حبیب بن جماز وہاں بزم میں بیٹھا ہوا تھا وہ بول پڑا مولا آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں میں آپ سے احتجاج کرتا ہوں میں بھلا کیسے گمراہ لشکر کا علمدار ہو سکتا ہوں کیونکہ "انی لك شیعۃ" میں تو آپ کا شیعہ ہوں آپ تو ایسی بات کر رہے ہیں کہ بخدا میں اپنے آپ میں ایسا کوئی عنصر پاتا ہی نہیں ہوں یعنی میں آپ کا شیدائی مولائی چاہنے والا اور شیعہ ہوں۔

https://downloadshiabooks.com/

امام امیر المومنین علیہ السلام نے کوئی رورعایت نہیں کی برجستہ فرمایا کہ تو حبیب بن جماز ہے تو یقیناً لشکر گمراہ کا علمدار بنے گا راوی ابو حمزہ بیان کرتے ہیں کہ بخدا وہی ہوا جو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا تھا نہ خالد بن عرفطہ مرا تھا بلکہ اسے ظاہراً سکتہ یا مرگی آگئی تھی اور پھر وہ ٹھیک ہو گیا اور ۲۰ ،۲۲ سال بعد ہم نے دیکھا کہ خالد بن عرفطہ عمر سعد کے لشکر کا سپہ سالار بن کر کربلا میں امام حسین علیہ السلام کو شہید کرنے کے لئے نکلا اور اس گمراہ لشکر کا علمدار کوئی اور نہیں اپنے آپ کو شیعہ علی کہنے والا حبیب بن جماز ہی تھا۔

جناب سوید بن غفلہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ خالد بن عرفطہ لشکر کو لیکر مسجد کوفہ میں داخل ہوا اور اس کے لشکر کا علمدار حبیب بن جماز تھا اور پھر یہ لوگ کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کرنے کے لئے روانہ ہوئے خالد بن عرفطہ باب الفیل سے داخل مسجد کوفہ ہوا تھا نہ خالد بن عرفطہ نے امام علی علیہ السلام کی پیشین گوئی سے سبق لیا اور نہ ہی حبیب بن جماز نے حالانکہ وہ اپنے آپ کو شیعہ علی کہہ رہا تھا اور یہ بھی بولا تھا کہ میں اپنے وجود میں کوئی ایسا عنصر نہیں پا رہا ہوں کہ جس کی وجہ سے لشکر گمراہ کی علمداری کروں مگر سچے امام حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی

https://downloadshiabooks.com/

پیشین گوئی پوری ہوئی جی ہاں کچھ حد تک یہ بات صحیح ہے کہ بعض شیعیان علی لشکر گمراہ میں شامل تھے کہ حبیب بن جماز اس کا ایک نمونہ ہے[75]۔

علوم اہل بیت علیہم السلام قرآن مجید کی طرح ناپیدا کنار سمندر ہیں امت رسول خداؐ میں حبر الامۃ ترجمان القرآن اور مفسر کبیر قرآن مجید کہلانے والے جناب عبد اللہ بن عباسؓ بھی یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ میرے علم کی مثال حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے علم کے مقابلے میں بس ویسے ہی ہے جیسے سات سمندروں کے مقابل میں ایک قطرہ کی حیثیت ہوتی ہے ابن عباسؓ ہی نہیں سارے اصحاب کو حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی اعلمیت کا اقرار رہا ہے اور اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کیونکہ جو قرآن یہ دعوی کر رہا ہے کہ "**لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین**[76]"، وہی قرآن دوسرے مقام پر یہ بھی کہہ رہا ہے "**و کل شیٔ احصیناہ فی امام مبین**[77]"، دوسرے لفظوں میں جس طرح ہر خشک و تر کا علم قرآن مجید

(75) بصائر الدرجات، ابو جعفر الصفار: باب ۱۳، ص ۳۱۸، ح ۱۰۔

(76) سورۂ انعام: آیت ۵۹۔

(77) سورۂ یس: آیت ۱۲۔

https://downloadshiabooks.com/

میں ہے اسی طرح ہر خشک وتر اور ہر شئ کا علم امام مبین حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام میں بھی ہے۔

مسجد جامع کوفہ نے بارہا حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی زبان سے سلونی کا دعوی سنا ہے اور لوگوں نے طرح طرح کے سوالات بھی کئے ہیں اور سلونی کا دعوی بڑے بڑوں کو بڑا کھٹکتا تھا ان کی بھی کوئی حیثیت تھی رسول خداؐ کے صحابی تھے مگر بے چارے علم و دانش سے کورے صحابی تھے ایک روز منبر کوفہ سے خطیب منبر کوفہ نے سلونی کا جو دعوی کیا تو رسول خداؐ کے ایک صحابی نے پوچھ لیا کہ جناب کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ میرے سر اور داڑھی میں کتنے بال ہیں؟

مولا کے سامنے دو ہی راستے تھے یا تو اپنے دعوے کو واپس لے لیتے اور سلونی کا دعوی چھوڑ دیتے مگر ایسا ہو نہیں سکتا تھا کہ جو زمین سے زیادہ افلاک کے کہکشاؤں کے، سیاروں اور ستاروں کے راستوں سے واقف ہو بھلا وہ ایک معمولی سوال کے جواب سے عاجز کیونکر ہو سکتا ہے؟ مگر مصیبت یہ ہے کہ مولا کو اپنے دعوے کا بھرم رکھتے ہوئے سائل کے سوال کو بھی لاجواب رکھنا قطعی درست نہیں تھا مولا نے اپنی صداقت کا لوہا منوانے کے لئے دو جملے

ارشاد فرمائے بلکہ دو پیشین گوئی فرمائی کہ آج علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا دعوی سن لو کل تم خود میرے دعوے کی تصدیق کروگے۔

مولا نے اس صحابی رسول خداؐ سے فرمایا سن تیرے سر اور داڑھی کے ہر بال کی جڑ میں ایک شیطان بیٹھا ہوا ہے میں صرف تیرے بالوں کی تعداد سے ہی واقف نہیں ہوں بلکہ تیرے اوپر سوار شیطان کی تعداد سے بھی واقف ہوں جو مسلسل تیرے اوپر لعنت کر رہے ہیں اور سن لے تیرے گھر میں ایک بچھڑا پل رہاہے جو میرے لال حسینؑ کو شہید کرے گا جو میرے دعوی کی صداقت کی دلیل ہو گا مگر یہ بھی سنتا جاتو اس قدر احمق اور نادان ہے کہ اپنے ہی سوال کے جواب کی دلیل سمجھ نہیں سکے گا میں اگر تعداد بتادوں تو تو اسے گن تو سکے گا نہیں اور پھر اگر گن بھی لے تو میری بات پر یقین نہیں کرے گا کیونکہ سوال تو نے کر لیاہے مگر "**یعسر برهانه**" تیرے لئے اس کی دلیل کو سمجھنا دشوار ہے[78]۔

علماء میں اختلاف ہے کہ وہ صحابی کون تھا اور اس کو امام علی علیہ السلام نے بے وقوف اور نادان کیوں کہا کیوں صرف تعداد بیان نہیں کر دی لیکن

(78)الارشاد للشیخ المفید: ج۱، ص۳۳۰۔

https://downloadshiabooks.com/

اپنی صداقت کی پیشین گوئی کر کے دنیا والوں کے سامنے آشکار کر دیا کہ میرے پاس ہر شئی کا علم ہے اور امام کی اس پیشین گوئی نے اپنا کام کر دیا اور لوگ عمر سعد کو قاتل امام حسین علیہ السلام کے عنوان سے یاد کرنے لگے اور ایک روز خود عمر سعد حضرت امام حسین علیہ السلام سے آکر کہتا ہے "یا ابا عبد الله ! ان قبلنا ناسا سفهاء یزعمون انی اقتلك" اے فرزند رسول خداؐ ہمارے علاقہ میں کچھ سفیہ و بے وقوف لوگوں کا خیال ہے کہ میں آپ کو قتل کر ڈالوں گا تو امام حسین علیہ السلام نے فرمایا "انهم لیسوا سفهاء ولکنهم حلماء" نہیں نہیں کہنے والے بے وقوف نہیں ہیں بلکہ وہ سب کے سب جو تجھے قاتل کے عنوان سے یاد کرتے ہیں وہ سب عاقل و خرد مند انسان ہیں۔

امام حسین علیہ السلام نے عمر سعد کی خباثت بر ملا کر دی اور ان مومنین کی تائید فرمائی جنہوں نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے سن کر عمر سعد کو قاتل امام حسین علیہ السلام کے عنوان سے جاننا و پکارنا شروع کر دیا تھا پھر امام حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا سن کہ تجھے میرے بعد بہت کم عراق کا گندم کھانے کو ملے گا اگر عمر سعد عقل مند ہوتا اور عقل و شعور سے کام لیتا تو سمجھ جاتا کہ یہ صرف امام حسین علیہ السلام کی پیشین گوئی نہیں ہے

https://downloadshiabooks.com/

بلکہ ان کے بابا اور نانا کی زبان اقدس پر جاری حقیقت ہے کہ جسے مجھ جیسے ملعون کے ہاتھوں پورا ہونا ہے[79]۔

قرآن مجید نے حضرت ابراہیم خلیل خداؑ کو صدیق کے عنوان سے بھی متعارف کرایا ہے حالانکہ بعض مسلمان ان کے لئے اس بات پر مصر ہیں کہ انہوں نے کم از کم تین جھوٹ بولا ہے اور ان کے ان تین جھوٹ میں سے دو کو قرآن مجید سے ثابت کرتے ہیں کج فکری کی حد ہے سورہ مریم کی آیت ۴۱ میں ارشاد پروردگار ہے " و اذکر فی الکتاب ابراهیم انه کان صدیقا نبیاً " "اور یاد کرو قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کو کہ وہ ہمارے بہت سچے نبی تھے "اسی سورہ کی آیت ۵۶ میں حضرت ادریس علیہ السلام کے لئے ارشاد ہوا " و اذکر فی الکتاب ادریس انه کان صدیقا نبیاً " "اور یاد کرو قرآن مجید میں حضرت ادریسؑ کو کہ وہ ہمارے بہت سچے نبی تھے" حضرت مریم بنت عمرانؑ کو سورہ مائدہ میں یاد کیا گیا ہے "ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل و امه صدیقة" "حضرت مسیح فرزند مریم صرف رسول تھے ان سے قبل بھی رسول آئے ہیں

(79) الارشاد للشیخ المفید: ج۲، ص۱۳۲۔

https://downloadshiabooks.com/

اور ان کی مادر گرامی بہت سچ بولنے والی تھیں" حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کی تعبیر خواب کے پیش نظر مصریوں نے صدیق کہہ کر خطاب کیا جسے قرآن نے اپنے دامن میں جگہ دی ہے سورہ یوسف کی آیت ۴۶ میں ہے "یوسف ایھا الصدیق افتنا فی سبع بقرات سمان یاکلھن سبع عجاف" " اے یوسف! اے بہت بڑے سچے انسان، ہمیں ان سات موٹی گایوں کے بارے میں بتلا دیجئے کہ جنھیں سات دبلی گایوں نے کھالیا" سورہ حدید میں اللہ اور رسولوں پر ایمان لانے والوں کو صدیق کہا گیا ہے اور سورہ نساء میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والوں کو صدیقین کی ہم نشینی کی خبر سنائی گئی ہے۔

غرض کہ قرآن کے اندر صدیقین کی تعداد محدود نہیں ہے مگر جب ہم روایات کی طرف رجوع کرتے ہیں تو کلام رسول خداؐ میں حصر اور قید نظر آتی ہے تفسیر ثعلبی اور تفسیر در منثور سیوطی میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے "الصدیقون ثلاثة" صدیق تو بس تین اشخاص ہیں مومن آل یسین حبیب نجار اور مومن آل فرعون حزقیل اور مومن آل عبد المطلب حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام "وھو افضلھم" اور ان تین محدود صدیقین میں حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام افضل الصدیقین ہیں کیونکہ رسول خداؐ

https://downloadshiabooks.com/

نے ان تین صدیقین کی ایک اہم خصوصیت ذکر کی ہے اور وہ یہ ہے کہ " **وهم لم یکفروا بالله طرفة عین**" یہ تین صدیق ایسے ہیں کہ جنہوں نے پلک جھپکنے بھر بھی کفر و شرک اختیار نہیں کی ہے جو چالیس چالیس سال تک کفر و شرک کی آلودگیوں میں ملوث رہے ہیں انھیں مسلمان چاہے جتنا بڑا صدیق اکبر کہیں وہ کذاب اکبر تو ہو سکتا ہے صدیق اکبر نہیں، صدیق اکبر بس وہی ہے جسے پلک جھپکنے بھر کفر و شرک اختیار نہ کرنے والوں میں افضلیت حاصل ہے اور وہ علی ابن ابی طالب ہیں۔

اس روایت سے ہٹ کر بعض شیعوں اور اہل بیت علیہم السلام کے چاہنے والوں کو بھی صدیق کہا گیا ہے ملاحظہ ہو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ " **کان رسول الله اذا دخل الحسین اجتذبه الیه** " حضرت رسول خداؐ کا یہ دستور تھا جس پر وہ سختی سے عمل پیرا تھے اور وہ یہ ہے کہ جب بھی حضرت امام حسین علیہ السلام بارگاہ رسالت مآبؐ میں داخل ہوتے تھے تو رسول خداؐ انھیں اپنی طرف کھینچ لیتے تھے اور امیر المومنین علیہ السلام سے فرماتے تھے کہ انھیں تھامے رہو پھر امام حسین علیہ السلام کو بوسہ دیتے جاتے تھے کبھی بوسہ دیتے دیتے رونے لگتے تھے تو امام حسین علیہ السلام سوال کر لیتے " **یا ابه لِمَا تبکی**؟" اے نانا جان آپ کیوں رو رہے ہیں؟ تو

https://downloadshiabooks.com/

جناب رسول خداؐ فرماتے تھے " **یا بنی اُقبّل موضع السیوف منك و ابکی** " اے میرے لال حسینؑ میں تمہارے جسم کے ان حصوں کو بوسہ دیتا ہوں جہاں جہاں تلواریں چلیں گی اور پھر مجھ سے صبر نہیں ہو پاتا اور میں رونے لگتا ہوں۔

شاید یہ پہلی بار کا مسئلہ تھا کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے پوچھ لیا تھا کہ اے نانا جان کیا میں قتل کر دیا جاؤں گا تو آنحضرتؐ نے مثبت جواب دیتے ہوئے کہا تھا ہاں تو اس وقت امام حسین علیہ السلام نے اپنی موت کی خبر سن کر گھبراہٹ کا اظہار نہیں کیا جزع و فزع نہیں کی بلکہ بس ایک سوال کر لیا کہ اے نانا جان کیا ہماری شہادت گاہیں متفرق ہوں گی؟ پیغمبر خداؐ نے فرمایا کہ ہاں بیٹا ایسا ہی ہے تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے دوسرا سوال یہ کیا تھا " **فمن یزورنا من امتك؟** " اے نانا جان پھر آپ کی امت میں سے کون ہماری دور دراز قبروں کی زیارت کو آئے گا؟

جناب رسول خداؐ جو چشم زدن سے بھی کم میں کفر و شرک نہ کرنے والوں میں صدیقیت کو منحصر کر چکے ہیں وہی جناب رسول خداؐ زائرین معصومین علیہم السلام کے لئے گویا ہوتے ہیں " **لا یزورنی و یزور اباك و اخاك**

وانت الا الصدیقون من امتی "اے میرے لال حسینؑ کوئی بھی میری اور تمہارے باپ علیؑ اور تمہارے بھائی حسنؑ کی زیارت نہیں کرے گا مگر وہ لوگ جو درجۂ صدیقیت پر فائز ہوں گے یعنی زائرین اہل بیت علیہم السلام صدیق ہیں[80]۔

حضرت امام حسینؑ اور حضرت عیسیٰؑ

صلح و آشتی کا پیغامبر، مہر و محبت کا ناخدا، اس قدر پاک و پاکیزہ کہ ماننے والوں نے خدا کی صف میں گھڑا کر دیا، گہوارے سے اپنی نبوت کا اعلان کرنے والا اور الوالعزم نبی صاحب کتاب آسمانی، صاحب شریعت حقانی حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ آج بھی زندہ و سلامت ہیں اور حسینؑ مظلوم کے لال کا انتقام خون حسینؑ لینے کے فریضہ میں شرکت کے لئے راہ تک رہے ہیں جی ہاں حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ اپنے چاہنے والوں کے ہمراہ صحراؤں کا سفر کرتے ہوئے جارہے ہیں کہ ایک دفعہ حوارین کی نظر سامنے راستے میں بیٹھے شیر پر پڑتی ہے سب کے سب ٹھہر جاتے ہیں یہ صحرا، یہ بیابان کوئی اور جگہ نہیں سرزمین کربلاء کا صحرا تھا کہ جس کے راستے میں شیر نے راستہ کاٹا، ایسا خوفناک اور بھیانک شکل

---

(80) البحار للمجلسی: ج ۴۴، ص ۲۶۱۔

https://downloadshiabooks.com/

وصورت کا شیر تھا کہ اللہ کے پیارے بندے حضرت عیسیٰؑ کے حواریین بھی خوف کھا گئے تاریخ میں لکھا ہے کہ وہ عام شیر نہیں تھا ایسا شیر تھا کہ جو اپنے شکار کی ہڈیوں کو توڑ ڈالتا ہے اور اس طرح اپنے شکار کو مار ڈالتا ہے۔

حواریین کے قدم تو رک گئے مگر نبی خدا حضرت عیسیٰؑ آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ ٹھیک شیر کے سامنے جا کر پوچھنے لگے کہ تو کیوں ہمارے راستے میں براجمان ہو گیا ہے؟ کیوں نہیں راستہ چھوڑ دیا کہ میرے ساتھی میرے ساتھ آگے جا سکیں؟ روایت کہتی ہے کہ اس شیر نے فصیح زبان میں کہا : "انی لم ادع لکم الطرق حتی تلعنوا یزید قاتل الحسینؑ" میں آپ لوگوں کے راستہ سے ہٹ کر علاحدہ اس وقت تک نہیں ہوں گا جب تک کہ آپ لوگ قاتل حسینؑ یزید پلید پر لعنت نہیں کرو گے۔

حضرت عیسیٰؑ نے پوچھ لیا کہ یہ حسینؑ کو ہوں گے؟ تو اس شیر نے جواب دیا "ھو سبط محمد النبی الامی و ابن علی الولی" وہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کے نواسے اور حضرت علیؑ ولی خدا کے بیٹے ہوں جناب عیسیٰؑ نے سوال کر لیا کہ ان کا قاتل کون ہو گا؟ تو شیر نے جواب دیا " قاتله لعین الوحوش و الذباب و السباع اجمع " ان بزرگوار کا قاتل ، وحشی

https://downloadshiabooks.com/

جانوروں کی زبان پر ملعون، مکھیوں کی زبان پر ملعون اور تمام وحشی درندوں کی زبان پر ملعون شخص ہے اور خاص طور سے اس کے اوپر ہم سب کے سب عاشور کے دن لعنت کرتے ہیں۔

روایت کہتی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے وہیں پر اپنا دست مبارک آسمان کی طرف بلند کیا اور یزید پلید پر بد دعا بھی کی اور لعنت بھی کرتے جارہے تھے اور آپ کے حواری سب مل کر حضرت عیسیٰؑ کی بد دعا اور لعنت پر آمین کہتے جارہے تھے ادھر لعنت کا سلسلہ شروع ہوا ادھر شیر راستے سے ہٹنا شروع ہوا یہاں تک کہ نظروں سے اوجھل ہو گیا اور حوارین آگے بڑھ کر حضرت عیسیٰؑ کے ہمراہ اپنے سفر پر روانہ ہو گئے، ہم آپ بھی اگر جہنم و عذابِ قیامت کے بھیانک شیروں سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی قاتل مظلوم کربلاء یزید پلید ، عمر سعد، ابن زیاد، شمر، خولی اور ان تمام ملاعین پر لعنت کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیئے جن لوگوں نے واقعۂ کربلاء کے رونما ہونے کے اسباب فراہم کئے ہیں خداوندا تجھے واسطہ ہے مظلومانِ عالم کا تمام ظالمینِ اہل بیتؑ پر ہر آن لعنت بھیج۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام حسینؑ اور حضرت سلیمانؑ

پوری دنیائے آباد پر حکومت کرنے والے چار لوگوں میں سے جو مومن بندے تھے کہ جن میں سے ایک نبی دوسرا غیر نبی تھا حضرت ذوالقرنین نبی نہیں تھے مگر اللہ کے وہ صالح اور نیک بندے تھے کہ معصوم امامؑ نے انھیں خدا کی حجت قرار دیا ہے اور قرآن مجید نے انھیں خدا کا مخاطب گردانا ہے دوسرے لفظوں میں وہ بھی خدا سے بات کرنے والے شخص تھے بہرحال جناب ذوالقرنین عظیم الشان شخص تھے کہ جنھوں نے دنیا و آخرت دونوں سمیٹی ہے ساری دنیا پر ان کی حکومت تھی اسی طرح جناب سلیمان بن داؤدؑ اپنے باپ داؤد نبیؑ کے بعد سربراہ مملکت ہوئے اور سارا خطۂ مسکون آپ کے قبضۂ اختیار میں آگیا تھا بحر و بر، خشک و تر، چرند و پرند، انسان و جنات اور شیاطین غرض کہ ہر شئی پر ان کی حکومت تھی اور ان کا سکہ چلتا تھا وہ ایک چٹائی پر سوار ہو کر فضاؤں کا سفر کیا کرتے تھے دنیا کے جس علاقہ میں جانا چاہتے تھے گویا اپنے مخصوص جہاز بساط کے ذریعہ پہنچ جایا کرتے تھے۔

ایک روز بساط طیار پر تشریف فرما کہیں جارہے تھے کہ سرزمین کربلاء سے گذر ہوا روایت کہتی ہے کہ وہاں کی ہوا نے حضرت سلیمانؑ کی بساط

https://downloadshiabooks.com/

طیار کو تین مرتبہ ایسا چکر دیا کہ آپ کو بساط طیار سے گرنے کا خوف لاحق ہوا لیکن پھر ہوا ٹھہر گئی اور آپ مع بساط کے زمین پر اترے اور بساط نہ اڑ رہی ہے اور نہ ہوا چل رہی ہے اس موقع پر جناب سلیمانؑ نے ہوا سے خطاب کیا ہے اور ارشاد فرمایا: "یا ریح لما سکنتِ" اے ہوا یہ بتلا کہ تو کیوں ٹھہر گئی ہے میری بساط کو لے کر اڑ کیوں نہیں رہی ہے کیا ماجرا ہے یاد رہے کہ ہوا کے تین چکر نے حضرت سلیمانؑ کو چکرا دیا تھا اور آپ ڈر گئے تھے کہ کہیں بساط سے زمین پر گر نہ جائیں لیکن پھر ہوائیں ایسا ٹھہریں کہ بساط سر زمین کربلاء پر اتر گئی۔

ہوا نے حضرت سلیمانؑ کو جواب دیا: "ان ھنا یقتل الحسین علیہ السلام" اس سر زمین پر حسینؑ کو قتل کیا جائے گا فوراً سلیمان نبیؑ نے سوال کیا کہ یہ حسینؑ کون ہیں؟ ہوا نے جواب دیا: "ھو سبط محمد المختار و ابن علی الکرار" وہ حضرت محمد مصطفیؐ کے نواسے اور حضرت علی مرتضیٰؑ کے فرزند ہوں گے جناب سلیمانؑ نے پوچھا کہ ان کو کون قتل کرے گا؟ تو ہوا نے جواب دیا "لعین اھل السموات والارض یزید" آسمانوں اور زمین والوں کی زبان پر لعنتی قرار پانے والا ملعون شخص جس کا نام یزید پلید ہو گا۔

https://downloadshiabooks.com/

یہ سن کر جناب سلیمان نبیؑ نے اپنے دست مبارک آسمان کی طرف بلند کر دیئے اور یزید ملعون پر لعنت کرنا شروع کر دیا ادھر جناب سلیمانؑ لعنت کرتے جا رہے تھے ادھر سارے جن و انس آپ کی بد دعا اور لعنت پر آمین کہتے جا رہے تھے جب کچھ دیر تک جناب سلیمانؑ نے یزید پلید پر لعنت کر لی تو پھر کیا تھا ہوا حرکت میں آئی اور آپ کی بساط ہوا کے دوش پر چل پڑی۔

یہ ماجرا سبق ہے ہماری فکروں کو کریدنے کے لئے کہ مشکلات کا حل چاہتے ہو مسائل کی گتھیوں کو سلجھانا چاہتے ہو، ہوا کے دوش پر اڑنا چاہتے ہو، ہوا کے رخ کو موڑنا یا اسے چلانا چاہتے ہو تو ہواؤں، دریاؤں، انسانوں، جناتوں اور جانوروں کے اوپر مسلط حضرت سلیمانؑ کے نقش قدم پر چلو یزید پلید اور تمام دشمنان خدا پر لعنت کرو نہ جانے کتنی مشکلات خود بخود حل ہو جائیں گی۔

دشمنان خدا اور رسولؐ اور دشمنان اہل بیتؑ پر لعنت و تبرا گرہ کشاء، حلال مشکلات اور مصیبتوں سے نجات کا باعث ہے اچھے اچھے نبیوں کا مشغلہ لعنت رہا ہے بڑے بڑے نبیوں نے تبراء کیا ہے پھر کیوں ہم سیرت انبیاءؑ پر چلتے ہوئے بر یزید پلید لعنت نہیں کہتے۔

https://downloadshiabooks.com/

فہرست مضامین

انتساب..۳
الابلاغ فاؤنڈیشن کا مختصر تعارف........................۴
امام حسینؑ کون ہیں................................۶
امام حسینؑ کی خلقت کا پہلا مرحلہ........................۶
سعادت و شقاوت اقوام................................۸
امام حسینؑ خدا کا استثنائی نور........................۹
امام حسینؑ اور ملائکہ کی تخلیق........................۱۰
امام حسینؑ اور شیعیان اہلبیتؑ........................۱۲
امام حسینؑ اور عبادت خدا........................۱۳
امام حسینؑ خود نور ہیں........................۱۷
امام حسینؑ کا دو نورانی پیکر........................۱۸
تبرکات امامت اور محمد حنفیہؑ........................۱۹
حیات خیز کلام..۲۱
فرزندان امیر المومنینؑ ظروف علم و دانش ہیں........................۲۴

https://downloadshiabooks.com/

منصب امام عہد الٰہی ہے..۲۵
منصب امام اور منصب رسالت میں ایک اہم فرق........................۲۷
محمد حنفیہؒ عصمت صغریٰ پر فائز تھے..............................۳۱
امام معصوم کا ہمہ گیر علم..۳۴
حضرت محمد حنفیہ اور مدح امام حسینؑ..............................۳۷
خدا پسند پرسہ..۴۱
امام حسینؑ اور حضرت زکریاؑ......................................۵۵
امام حسینؑ اور جبرائیل کا گریہ...................................۶۴
امام حسینؑ اور فرشتہ خاصہ الٰہی..................................۶۷
امام حسینؑ اور کشتی نوحؑ کی کیل.................................۷۲
امام حسینؑ اور حضرت موسیٰؑ......................................۷۵
امام حسینؑ اور حضرت ابراہیمؑ.....................................۷۷
حضرت اسماعیلؑ کی دنبیاں..۷۸
امام حسینؑ اور خلقت روح...۸۰
امام حسینؑ اور شب معراج...۸۳
امام حسین اور قس بن ساعدہ ایادی.................................۸۶

https://downloadshiabooks.com/

امام حسینؑ اور امیر المومنینؑ کی پیشین گوئی.............................۹۰
امام حسینؑ اور حوارین عیسیٰؑ.............................۹۴
امام حسینؑ اور ام الفضل لبابہ بنت حارث.............................۹۵
امام حسینؑ اور قرب حمل.............................۹۹
امام حسینؑ اور انوکھا نام.............................۱۰۴
امام حسینؑ اور عرش اعلیٰ کا خاص فرشتہ.............................۱۰۸
امام حسینؑ اور ام سلمہؓ.............................۱۱۳
امام حسینؑ اور نہر فرات کا کنارہ.............................۱۲۰
امام حسینؑ اور ذبح عظیم کا مطلب.............................۱۳۲
امام حسینؑ اور حضرت ام ایمنؓ.............................۱۳۸
امام حسینؑ اور جناب جابر انصاریؓ.............................۱۴۱
امام حسینؑ اور حضرت صفیہؓ.............................۱۴۷
امام حسینؑ اور اسماء بنت عمیسؓ.............................۱۵۰
امام حسینؑ اور حضرت ام سلمہؓ.............................۱۵۵
آداب ولادت.............................۱۶۱
امام حسینؑ کے القاب وکنیت.............................۱۶۶

https://downloadshiabooks.com/

امام حسینؑ کی کنیت ابو عبد اللہ کیوں؟..........۱۷۱
تہنیت و تبریک..........۱۷۷
حضرت فطرس..........۱۸۴
حضرت فطرس کی سزا..........۱۸۹
سنتِ ختنہ..........۱۹۲
امام حسینؑ اور حبابہ والبیہؓ..........۲۵۰
امام حسینؑ اور سعد و نحس ایام..........۲۵۹
امام حسینؑ اور اجابت دعا..........۲۶۴
امام حسینؑ اور خاک شفاء کا اثر..........۲۶۸
امام حسینؑ اور اصبغ بن نباتہؓ..........۲۷۷
امام حسینؑ اور حضرت عیسیٰؑ..........۳۰۱
امام حسینؑ اور حضرت سلیمانؑ..........۳۰۴

https://downloadshiabooks.com/

مؤلف کے دیگر آثار

۱	سفط المعرفۃ ۳،۲،۱۔ عربی محاضرات۔ مطبوع	۲	خادم اہل بیت (ع)۔ فارسی تالیف۔ غیر مطبوع
۳	آخری امید جہان (ع)۔ ترجمہ۔ مطبوع	۴	فقہ العقیدۃ 1۔ عربی محاضرات ۔ مطبوع
۵	خوشبوئے بلاغت (دفتر اول)۔ تالیف ۔ مطبوع	۶	سربراہ خواتین (ص)۔ ترجمہ۔ مطبوع
۷	مصلح اعظم (عج)۔ ترجمہ۔ غیر مطبوع	۸	حج وعمرہ۔ ترجمہ۔ مطبوع
۹	علم وحکمت۔ ترجمہ۔ مطبوع	۱۰	حکمت جاودانی۔ ترجمہ۔ مطبوع
۱۱	سربراہ مسلمین (ع) (دفتر اول)۔ ترجمہ۔ مطبوع	۱۲	سلطان العرب والعجم (ع)۔ ترجمہ۔ غیر مطبوع
۱۳	ارمغان کشمیر 1 ۔ تالیف۔ مطبوع	۱۴	نصائح وتجارب۔ ترجمہ۔ مطبوع
۱۵	سنہرا خط۔ ترجمہ۔ مطبوع	۱۶	نہج الرشاد (توضیح المسائل)۔ ترجمہ۔ مطبوع
۱۷	عقیدۂ موت کے تربیتی آثار۔ ترجمہ۔ مطبوع	۱۸	دنیا و آخرت۔ ترجمہ۔ مطبوع
۱۹	آفاق ولایت۔ ترجمہ۔ مطبوع	۲۰	خدا کا مہینہ۔ ترجمہ۔ مطبوع
۲۱	سربراہ انسانیت (ص) جلد اور۔ ترجمہ۔ مطبوع	۲۲	طرفداران معاویہ کو نصیحت۔ ترجمہ۔ مطبوع

https://downloadshiabooks.com/

۲۳	سفیر ولایت علی (ع) 1۔ تالیف۔ مطبوع	۲۴	معارفِ آلِ عمران۔ تالیف، غیر مطبوع
۲۵	دروس العقائد (اول و دوم)۔ تالیف۔ مبطوع	۲۶	مروان در میزانِ قرآن۔ تالیف۔ غیر مطبوع
۲۷	شیعیان اور سر پھرے حکمران ۔ترجمہ۔ غیر مطبوع	۲۸	خاک کربلا میں شفاء۔ ترجمہ۔ مطبوع
۲۹	زندگانی شہید جاوید حضرت مسلمؑ ۔ترجمہ۔ مطبوع	۳۰	شکستہ نگینوں کا دیدار۔ تالیف۔ مطبوع

https://downloadshiabooks.com/